كنز الايمان
١٣٣٠ھ
فی ترجمة القرآن
١٣٣٠ھ
كنزالایمان کا صد سالہ جشن مبارک
مُجلّہ
دوروزہ ۲۹ ویں سالانہ
امام احمد رضا انٹرنیشنل کانفرنس
۱۴۳۰ھ/۲۰۰۹ء
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل (کراچی، پاکستان)
www.imamahmadraza.net

تمام مسلمانوں کو

کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن

(۱۳۳۰ھ۔۱۴۳۰ھ)

کا صد سالہ جشن مبارک ہو

طالبِ دعا

محمد قمر الدین خان

مہران کمرشل انٹرپرائزز

پلاٹ C1-1، سیکٹر 21، کورنگی انڈسٹریل ایریا، کراچی

دوروزہ ۲۹ ویں سالانہ
امام احمد رضا کانفرنس ۲۰۰۹ء

نوٹ: ادارتی بورڈ کا مراسلہ نگار/ مضمون نگار کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں۔ ﴿ادارہ﴾

مرکزی دفتر: 25۔ جاپان مینشن، رضا چوک (ریگل)، صدر، پوسٹ بکس نمبر 7324، جی پی او صدر، کراچی 74400۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان
فون: +92-21-2725150 فیکس: +92-21-2732369
برانچ دفتر: 44/f-d، اسٹریٹ 38، سیکٹر F-6/1، اسلام آباد۔ فون: 051-2825587
ای۔میل Imamahmadraza@gmall.com
ویب سائٹ: www.imamahmadraza.net

(پبلشر مجید اللہ قادری نے باہتمام حریت پرنٹنگ پریس، آئی آئی چندریگر روڈ، کراچی سے چھپوا کر دفتر ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل سے شائع کیا۔)

گل ہائے عقیدت بحضور سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم

کلام: اعلیٰ حضرت مجددِ دین وملت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

یاد میں جس کی نہیں ہوش تن و جاں ہم کو
پھر دکھادے وہ رخ اے مہر فروزاں ہم کو

جس تبسم نے گلستاں پہ گرائی بجلی
پھر دکھادے وہ ادائے گلِ خنداں ہم کو

عرش جس خوبیِ رفتار کا پامال ہوا
دو قدم چل کے دکھا سروِ خراماں ہم کو

شمع طیبہ سے میں پروانہ رہوں کب تک دور
ہاں جلا دے شررِ آتشِ پنہاں ہم کو

خاک ہوجائیں درِ پاک پہ حسرت مٹ جائے
یا الٰہی نہ پھرا بے سرو ساماں ہم کو

گر لب پاک سے اقرار شفاعت ہوجائے
یوں نہ بے چین رکھے جوششِ عصیاں ہم کو

رحم فرمایئے یا شاہ کہ اب تاب نہیں
تاب کے خون رلائے غمِ ہجراں ہم کو

پردہ اُس چہرۂ انور سے اٹھا کر اِک بار
اپنا آئینہ بنا اے مہِ تاباں ہم کو

اے رضا وصفِ رُخِ پاک سنانے کے لیے
نذر دیتے ہیں چمن مُرغِ غزل خواں ہم کو

در مدحِ کنزالایمان

اشرف جہانگیر

واہ! کیا ہے مرتبہ کنزالایمانِ رضا
ہر طرف چرچا ترا کنزالایمانِ رضا

جس طرف بھی ہے بہا سب کو منور کر گیا
ایک ہے نوری دریا کنزالایمانِ رضا

کچھ نہیں یہ آفتاب کچھ نہیں یہ ماہتاب
اِن سے بھی بڑھ کر چمکا کنزالایمانِ رضا

اِس میں مکہ کا جلال اِس میں طیبہ کا جمال
عشق و مستی سے بھرا کنزالایمانِ رضا

پورے اب سپنے ہوئے اور دو جہاں اپنے ہوئے
کیونکہ ہم کو مل گیا کنزالایمانِ رضا

اِس سے شرمائے گلشن اِس سے شرمائے دلہن
خوبصورت ہے کتنا کنزالایمانِ رضا

ہم بھٹکتے ہی رہتے اور تڑپتے ہی رہتے
ہم کو گر نہ یہ ملتا کنزالایمانِ رضا

سب جہانِ علم و فن کا ہے یہ پیارا گلشن
خوبیوں کا آئینہ کنزالایمانِ رضا

آرزو اک ہے یہی اور تمنائے دلی
مجھ کو پڑھ کر دفنانا کنزالایمانِ رضا

ظلم کی اندھیریاں اور خوف کی جھڑیاں
ختم کرتا ہے رہتا کنز لا یمانِ رضا

وہ بھٹک سکتا نہیں جس نے اپنا بالیقیں
رہنما ہے کر لیا کنزلایمانِ رضا

حاسدِ کنزالایمان کچھ نہیں تجھ سے نہاں
دیکھ ہیروں سے سجا کنزالایمانِ رضا

گرچہ اشرفؔ ہے غریب محشر میں ہے خوش نصیبؔ
اس کے ہاتھوں میں ہو گا کنزالایمانِ رضا

سخن ھائے گفتنی

دوروزہ

۲۹ ویں امام احمد رضا کانفرنس

"صد سالہ جشن کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن"

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

ارشادِ باری تعالیٰ:

اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَاخۡتِلَافِ الَّیۡلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الۡاَلۡبَابِ ۝۱۹۰

اَلَّذِیۡنَ یَذۡكُرُوۡنَ اللّٰهَ قِیَامًا وَّ قُعُوۡدًا وَّعَلٰی جُنُوۡبِهِمۡ وَیَتَفَكَّرُوۡنَ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقۡتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبۡحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝۱۹۱ ال عمران

بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کی باہم بدلیوں میں نشانیاں ہیں عقلمندوں کے لیے ۝۱۹۰
جولوگ اللہ کی یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے ہیں اے رب ہمارے تو نے یہ بے کار نہ بنایا پاک ہے تجھے تو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے ۝

(ترجمہ: کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن از: امام احمد رضا)

امام احمد رضا خاں قادری برکاتی محدث بریلوی آیات بالا کی عملی تصویر تھے۔ اگر ان کی ۶۸ سالہ زندگی پر نظر ڈالی جائے تو بچپن سے لے کر آخری سانس تک وہ دینِ اسلام کی خدمت میں مصروف رہے۔ مشہور روایت کے مطابق صرف ۷ سال کی عمر شریف میں اپنے والد ماجد حضرت مولانا مفتی نقی علی خاں کی موجودگی میں ممبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر رونق افروز ہو کر ایک گھنٹے سے زیادہ ربیع الاول کے موقعہ پر فضائل مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بیان کیے پھر جلد ہی ۱۴ برس سے بھی کم عمر میں تمام علوم وفنون میں فضیلت حاصل کر لی اور فتاویٰ نویسی کے ذریعہ قلمی کام کی ابتدا فرمائی اور پھر ۵۵ سال مسلسل قلمی خدمات انجام دیں جس کے دوران ایک ہزار سے زیادہ اردو، فارسی اور عربی زبان میں تصنیفات وتالیفات قلمبند کیں اور یہ کثیر قلمی شاہکار نہ صرف علوم دینیہ کے تمام عنوانات پر تھیں بلکہ دنیاوی علوم کی بھی تمام فنون پر قلمبند کیں۔

[ھذا من فضل ربی / یختص برحمتہ من یشآء]

امام احمد رضا کے ۱۰۰۰ سے زیادہ قلمی نوادرات میں سب سے بلند ترین قلمی شاہکار آپ کا املا کروایا ہوا ترجمۂ قرآن بعنوان "کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن" ہے جو ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۱ء میں مکمل ہوا۔ راقم نے حضرت کے ترجمۂ قرآن کو بلند ترین قلمی شاہکار اس لیے کہا کہ یہ اللہ عزوجل کی آخری اور بلند ترین کتاب قرآن مجید کا اردو زبان میں ترجمہ ہے۔ کتاب مبین اس لیے بلند وروشن کتاب ہے کہ اس میں اللہ عزوجل نے تمام علوم کو جمع کر دیا ہے اور اس کتاب کی آیات وبینات پر غور وفکر کرنے والوں کو عقلمند قرار دیا ہے اور یہ بھی نشاندہی فرمائی ہے کہ ہمارے بندوں میں سے کچھ عقلمند بندے ضرور ایسے ہوں گے جو

اپنی زندگی کے روز وشب میں جس حالت میں بھی ہوں گے وہ آیات کے معنی ومطالب اور اس کی قدرت کی نشانیوں میں غور وفکر کرنے میں مصروف عمل رہیں گے۔

امام احمد رضا اللہ کے ان ہی بندوں میں سے ایک بندے ہیں جنھوں نے اپنی زندگی کے روزانہ کے ۲۲ گھنٹے قرآن وحدیث کے فروغ اور تشریحات میں لگادیے تاکہ دین اسلام کی تعلیم کا فروغ کسی اور دنیاوی فلسفے سے مغلوب نہ ہوسکے اور مسلمان بلخصوص اپنی زندگی کے ہر دور میں اور ہر علم وفن میں اسی قرآن اور احادیث نبوی کو اول ماخذ ومرجع بنائیں اور اسی کو حق سمجھیں چنانچہ اس کی وضاحت کرتے ہوئے آپ ایک جگہ رقمطراز ہیں:

''محبّ فقیر (پروفیسر حکیم علی نقشبندی لاہوری)! سائنس (دنیاوی علوم) یوں مسلمان (یعنی عین قرآنی قوانین کے مطابق) نہ ہوگی کہ اسلامی مسائل کو آیات ونصوص میں تاویلات ودور از کار کرکے سائنس کے مطابق کرلیا جائے یوں تو معاذ اللہ اسلام (یعنی قرآن وحدیث) نے سائنس قبول کی نہ کہ سائنس نے اسلام۔ وہ (یعنی دنیاوی یا سائنسی علوم) مسلمان ہوگی تو یوں کہ جتنے اسلامی مسائل (یعنی قرآنی قوانین) سے اسے اختلاف ہے سب میں مسئلے اسلامی کو روشن کیا جائے دلائل سائنس کو (جو قرآن وحدیث کے خلاف ہیں) مردود پامال (یعنی ان سائنسی قوانین کو غلط قرار دیا جائے) کردیا جائے۔ جابجا سائنس کے اقوال سے جو قرآن وحدیث کے احوال کے مطابق ہوں اسلامی مسئلے کا اثبات ہو سائنس کا ابطال واسکات ہو۔ یوں قابو میں آئے گی اور یہ آپ جیسے فہیم سائنسدان کو باذنہٖ تعالیٰ دشوار نہیں۔''

[فتاویٰ رضویہ جلد نہم، مکتبہ رضویہ کراچی]

قرآن کریم اللہ عزوجل کا کلام ہے اس کی مکمل فہم صرف اس کے فضل ہی سے کسی کو حاصل ہوسکتی ہے یا بظاہر ایسے شواہد ملیں جو اس بات کو یقینی بناسکیں کہ فلاں ترجمۂ قرآن مستند ہے۔ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب ''الاتقان'' میں اپنے اسلاف کی تحقیق کی روشنی میں یہ بات رقم کی ہے کہ کوئی مصنف تفسیر قرآن کے لیے اس وقت تک قلم نہ اٹھائے جب تک اس کو متعدد علوم وفنون پر مکمل دسترس حاصل نہ ہو مثلاً علم لغت، علم نحو، علم صرف، علم اشتقاق، علم معانی، علم بیان، علم بدیع، علم قرأت، علم اصول دین، علم اصول فقہ، علم اسباب نزول، علم قصص، علم ناسخ و منسوخ، علم فقہ، اور علمِ لدنی وغیرہ

[تفسیر اتقان اردو ترجمہ جلد دوم ص ۴۴۶ ادارہ اسلامیات لاہور]

علامہ جلال الدین سیوطی مفسروں کی شرطوں اور اس کے آداب کی شناخت کا باب قائم کرکے رقم طراز ہیں:

علمانے کہا جو شخص کتاب عزیز کی تفسیر کا ارادہ کرے وہ پہلے قرآن شریف کی تفسیر قرآن ہی سے طلب کرے اس لیے کہ قرآن شریف میں جو چیز ایک جگہ مجمل رکھی گئی ہے اسی چیز کی دوسری جگہ میں تفسیر کردی گئی ہے اور جو شے ایک مقام پر مختصر کرکے بیان ہوئی ہے وہی شے دوسرے موضوع میں جاکر تفصیل کے ساتھ بیان کردی گئی ہے پھر اگر یہ بات مفسر کو تفسیر آنے سے عاجز بنادے تو اسے لازم ہے کہ قرآن کریم کی تفسیر سنت (حدیث) صحیحہ سے تلاش کرے کیونکہ حدیث رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قرآن کی شارح اور اس کو واضح بنانے والی ہے اور اگر حدیث (سنت) سے بھی تفسیر کا پتہ نہ چلے تو اب صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اقوال کی طرف رجوع لائے اس واسطے کہ بے شک وہ لوگ قرآن کے بہت بڑے جاننے والے ہیں اور وہ لوگ کامل سمجھ، صحیح علم اور عمل صالح کی صفات سے خاص تھے۔

[الاتقان جلد دوم اردو ترجمہ ص ۴۳۱، لاہور]

آداب مفسر کے سلسلے میں علامہ سیوطی تحریر فرماتے ہیں کہ

مفسر کے واسطے جوشرطیں لازم ہیں ان میں سے پہلی شرط اعتقاد کا صحیح ہونا ہے اور سنت دین کا لزوم اور مفسر کے لیے واجب ہے کہ اس کا اعتماد نبی صلی اللہ علیہ وسلم، آپ کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ان کے ہمعصر لوگوں کے نقل ہی پر ہو۔

اور مفسر کے لیے دیگر شرطوں میں سے ایک شرط یہ ہے کہ جو بات وہ کہتا ہو اس میں اس کا مقصد صحیح رہے تاکہ اس طرح وہ راستی اور راست روی کو من جانب اللہ پا سکے۔

[الاتقان جلد دوم اردو ترجمہ ص ۴۳۲]

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی نے نہایت تفصیل کے ساتھ ایک مفسر کو اس کی ذمہ داری سے آگاہ کیا ہے اور خلاصہ یوں پیش کیا ہے کہ

''جس شخص نے بھی صحابہ، تابعین کے مذاہب اور تفسیر سے عدول کر کے ان کے خلاف راستہ پہ قدم رکھا وہ اس فعل میں غلطی پر ہے بلکہ بدعتی ہے کیونکہ صحابہ اور تابعین قرآن شریف کی تفسیر اور اس کے معانی کے ویسے ہی اعلیٰ درجے کے جاننے والے تھے جیسے کہ وہ اس حق کو بخوبی جانتے تھے جس کے ساتھ خدائے پاک نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا تھا۔

[الاتقان جلد دوم اردو ترجمہ ص ۴۳۸]

مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں مترجم قرآن پر مفسر قرآن سے زیادہ ذمہ داری محسوس ہوتی ہے کہ مفسر قرآن کسی بات کو کھول کر بیان کر کے حقیقی مفہوم تک پہنچا دیتا ہے مگر مترجم قرآن کے پاس الفاظ محدود ہوتے ہیں اور مترجم قرآن کی مفسر قرآن کے مقابلے میں یہ مثال دی جا سکتی ہے کہ مفسر قرآن الفاظوں کے دریا بہا دیتا ہے اور مترجم قرآن پر یہ ضروری ہے کہ دریا کو کوزے میں بند کرے اور یہ ایک بہت ہی مشکل کام ہے وہ بھی قرآن کریم کے ترجمے کے حوالے سے کیونکہ مترجم کو کلام اللہ کا ترجمہ کرتے ہوئے ایک لفظ کے سینکڑوں معنی میں سے اس لفظ کا چناؤ کرنا ہوتا ہے جو اس آیت میں حقیقی مفہوم بیان کر رہا ہے اور یہ ممکن ہی نہیں جب تک کہ مترجم قرآن کامل ترین عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ دنیا کے بھی تمام ہی تمام علوم کو جانتا ہو، قرآن کی آیات اور احادیث نبوی کی تطبیق میں ید طولیٰ رکھتا ہو فقہ میں اس کو مکمل عبور ہو تفاسیر ماثور اس کو حفظ ہوں، روایت صحابہ کرام اس کو ازبر ہوں، احادیث کا کل مجموعہ اس کے زیر مطالعہ رہا ہو، عربی زبان پر اس کو اتنا عبور ہو کہ عرب بھی اس کی عربی دانی پر فخر کریں، عقائد حقہ اور سلف صالحین کا وہ ایسا پیروکار ہو کہ اس کے تمام معاملات اپنے اسلاف کا آئینہ ہوں۔

قارئینِ اکرام! آیئے ایک نظر برصغیر کے مترجمین قرآن پر ڈالیں کہ کتنے مترجمین قرآن ایسے ہیں جو علامہ سیوطی کی شرائط پر تفسیرِ قرآن کے اہل ہوں اور پھر مترجم قرآن کی بھی تمام ضروریات کو وہ پورا کرتے ہوں یہاں چند نام لکھ رہا ہوں جو مترجم قرآن کی حیثیت سے معروف ہیں آپ کو سمجھنا یہ ہے کہ کیا یہ مترجم قرآن ان شرائط پر پورے اترتے ہیں یا نہیں تفصیل کے لیے احقر کا Ph.D کی تھیس کا مطالعہ ضرور کریے جو ادارہ نے شائع کیا ہے اس کے بعد فیصلہ خود کرے کہ کون سا ترجمہ دلوں میں اللہ اور اس کے رسول کی عظمتوں کو بڑھاتا ہے اور کون سا ترجمہ ہم کو گستاخانِ رسول کی صف میں کھڑا کر دیتا ہے اب ملاحظہ کیجیے چند مترجمین قرآن کے انتہائی اختصار کے سات کوائف۔

﴿۱﴾ سرسید احمد خاں علی گڑھی [۱۸۱۷ء-۱۸۹۸] درس نظامی کی چند ابتدائی کتابیں پڑھیں البتہ دنیاوی تعلیم حاصل کر کے انگریز سرکار میں ملازمت

حاصل کی، پہلے مدرسہ پھر علی گڑھ میں کالج قائم کیا جس کو بعد میں یونیورسٹی کا درجہ بھی حاصل ہوگیا سرسید کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ مسلمانوں کو انگریزی پڑھوائی اور انگریزی لباس کی ترغیب دی، اردو ادب کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا۔ سرکار کی طرف سے کئی اعزازات ملے اور سب سے بڑا اعزاز ''سر'' کا حاصل ہوا۔ چند کتابیں مذہب سے متعلق لکھیں اور قرآن کریم کا ترجمہ اور تفسیر بھی لکھی جس میں معجزات انبیا کرام اور متعدد کرشمۂ قدرت کے واقعات کا صاف انکار کیا اور آخر میں اپنے آپ کو خود نیچری کافر اور بے دین کہلوایا۔ (تفصیل کے لیے حیاتِ جاوید کا مطالعہ فرمائیں)

ڈپٹی نذیر احمد دہلوی۔ [۱۸۳۰ء-۱۹۰۵ء]

دہلی کے کالج سے مشرقی علوم میں سند حاصل کی، عربی، فارسی زبان کی تعلیم بھی حاصل کی مگر کسی مستند مدرسہ یا دارالعلوم سے باقاعدہ عالم دین کی سند حاصل نہ کر سکے البتہ کالج میں جدید علوم کی نشر و اشاعت اور ترجمہ و تالیف میں اہم کردار ادا کیا جس کے باعث آپ نے کئی ناول اور افسانے لکھے جو وجہ شہرت بھی بنے۔ سرسید کے اور انگریز سرکار کے حامی رہے اور آخر عمر میں دو دفعہ ترجمۂ قرآن کیا دوسری دفعہ کا ترجمۂ قرآن جس کی تصحیح آپ کی بڑی بہن نے کی وہ شائع ہوسکا جس میں محاورات کی بہتات ہے جس کے باعث قرآن کی روح بے حد متاثر ہوئی ہے۔

عاشقِ الٰہی میرٹھی۔ [۱۸۸۱ء-۱۹۴۱ء]

مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا، مفتی رشید احمد گنگوہی سے بیعت ہوئے، ندوۃ العلوم میں تدریس کی اپنا مطبع خیر المطابع کے نام سے شروع کیا اور ۲۰ سال سے بھی کم عمر میں ترجمۂ قرآن کر کے اس کو اپنے ہی مطبع سے شائع کیا۔ اس ترجمہ کے علاوہ کوئی اور دینی یا مذہبی تالیف، تصنیف آپ کے ساتھ منسوب نہیں ہے۔ کیا بیس سال کی عمر ترجمۂ قرآن کے لیے بغیر ان شرائط کے ممکن ہے فیصلہ کیجیے۔

مولوی فتح محمد جالندھری:

سوائے مترجم قرآن کی حیثیت کے علما کی صف میں گمنام شخصیت کے مالک ہیں آپ کا کارنامہ یہ ہے کہ ڈپٹی نذیر احمد دہلوی نے جب اپنا پہلا ترجمہ کیا ہوا مسودا ان کو مبیض یعنی صاف طور پر لکھنے کے لیے دیا تو یہ ساتھ لے گئے اور اس ترجمہ کو ''فتح الحمید'' کے عنوان سے شائع کر کے مترجم قرآن بن گئے اور افسوس ایسے گمنام شخصیت کا کیا ہوا ترجمہ حکومت پاکستان نے سرکاری ترجمہ قرار دیا ہے۔

نواب وحید الزماں کانپوری [۱۸۵۰ء-۱۹۲۰ء]

مدرسہ فیض عام کانپور سے درس نظامی کی سند حاصل کی۔ ابتدا میں حنفی مسلک پر سختی سے پابند رہے بعد میں فکر اہل حدیث سے مغلوب ہوگئے۔ ایک سو سے زیادہ کتابوں کے مصنف اور مترجم، اکثر کتب حدیث ترجمہ فرمائیں اور قرآن کریم کا ترجمہ اور حواشی بھی تحریر فرمائے۔ ترجمہ کی خاصیت یہ ہے کہ انبیا کرام سے مخاطب آیات میں ترجمہ کرتے وقت بہت ہی غیر مہذب الفاظ استعمال کیے چنانچہ آپ کے ترجمۂ قرآن میں انبیا کرام کی تعظیم و تکریم کا مکمل فقدان ہے۔

مولوی عبد اللہ چکڑالوی۔

فرقہ اہل قرآن کے بانی اور حدیث کے منکر ہیں آپ کا ترجمہ قرآن ۱۹۰۶ء میں شائع ہوا جس میں نماز جیسے اہم ستون دین کا انکار ہے۔ ترجمہ صرف لغت کو بنیاد بنا کر کیا گیا ہے۔

مولوی اشرف علی تھانوی

آپ دارلعلوم دیوبند سے ۲۱ سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہوئے، حاجی امداداللہ مہاجر مکی سے بیعت حاصل کی اور بعد میں خلافت سے بھی نوازے گئے، تھانہ بون کو مستقل مستقر بنایا۔ کئی سو کتابوں کے مصنف بتائے جاتے ہیں البتہ عربی زبان میں رسائل بہت کم لکھے ہیں۔ تمام طریقوں میں اجازت یافتہ تھے اور بیعت کے سلسلے کو بھی جاری کیا۔ ترجمۂ قرآن کے علاوہ آپ کی کتاب بہشتی زیور اور حفظ الایمان کو شہرت حاصل ہوئی مگر ان دونوں کتابوں میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان عظمت کو بہت زیادہ پامال کیا گیا ہے۔ ترجمۂ قرآن میں فکرِ دیوبند نمایاں ہے اور اسلاف کے عقائد اور فکر سے ہٹ کر ترجمانی کی ہے۔

اب چندان تراجم قرآن کے کوائف ملاحظہ کریں جنہوں نے امام احمد رضا محدث بریلوی کے ترجمۂ قرآن کے بعد ترجمۂ قرآن کرنے کا شرف حاصل کیا۔

مولوی محمود الحسن دیوبندی [۱۸۵۲۔۱۹۲۰]

آپ دارلعلوم دیوبند کے اولین تلامذہ میں شمار کئے جاتے ہیں اور طویل عرصے تک اسی دارلعلوم میں مدرس بھی رہے۔ کانگریسی علما میں صفِ اول کے رہنما شمار کیے جاتے ہیں۔ کچھ عرصہ مالٹا کے جزائر میں قید بھی رہے اور بعد میں شیخ الہند کے لقب سے نوازے گئے اور انتقال کے بعد مولوی قاسم نانوتوی کے پہلو میں دفنائے گئے۔ آپ کا ترجمۂ قرآن شاہ عبدلقادر دہلوی کے بامحاورہ ترجمہ کا ۹۰ فیصد چربہ ہے جب کہ عقائد میں وہابیت کا غلبہ ہے اور ترجمۂ قرآن میں کئی گستاخانہ عبارتیں پائی جاتی ہیں۔

مولوی عبدالکلام آزاد ابن مولانا خیرالدین حنفی قادری دہلوی [۱۸۸۸ء۔۱۹۵۷ء]

ابتدا میں آپ نے دینی تعلیم حاصل کی مگر جلد ہی موسیقی سے لگاؤ کے باعث مرزا ہادی سودا سے استفادہ کیا، شاعری کا بھی شوق رہا مگر عملی اور معاشی زندگی کا آغاز صحافت کے شعبہ سے کیا اور زندگی میں کئی رسائل کی ادارت فرمائی، کانگریسی علما میں ایک ممتاز حیثیت کے حامل تھے۔ دوران ادارت ہی ترجمۂ قرآن مکمل کیا ساتھ میں مختصر تفسیر بھی لکھی۔ تفسیر میں آزاد رائے کا استعمال کثرت سے کیا جبکہ ترجمۂ قرآن میں نیچریت کا غلبہ نمایاں ہے ایک طرف ڈارون کے نظریۂ ارتقا سے متاثر نظر آتے ہیں تو دوسری طرف دنیا کے تمام مذاہب کو مذہب اسلام کے برابر سچا قرار دیتے ہیں۔

چودھری غلام احمد پرویز

آپ نے پنجاب یونیورسٹی سے B.A کرنے کے ساتھ ساتھ السنۃ شرقیہ کی بھی تحصیل کی اور جلد ہی سرکاری ملازمت شروع کردی۔ ادارہ طلوع اسلام قائم کیا۔ دیگر کتب کے علاوہ ان کی ۳ جلدوں پر مشتمل معارف القرآن کو آزاد پسند طبقہ میں مقبولیت حاصل ہوئی ترجمۂ قرآن کے لیے اول خود ہی لغت تیار کی اور اُس لغت کی روشنی میں ترجمہ کیا احادیثِ نبوی کے آپ منکر تھے چنانچہ آپ کے ترجمہ میں نماز، روزہ، جنت، دوزخ، فرشتوں، معجزات انبیاء وغیرہ سب کا انکار ہے۔

مولوی سید ابوالاعلیٰ مودودی [۱۹۰۳ء۔۱۹۷۹ء]

مولوی کا امتحان پاس کرنے کے بعد ہی صحافتی پیشہ اختیار کیا جلد ہی الجمعیت کے ایڈیٹر بنا دیے گئے پھر ترجمان القرآن کی اشاعت شروع کی

۱۹۴۱ء میں جماعت اسلامی کی بنیاد رکھی قیام پاکستان کی مخالفت کی مگر قیام پاکستان کے بعد پاکستان میں ایک سیاسی پارٹی کے طور پر عملی حصہ لیا ۱۹۵۳ء میں سزائے موت بھی سنائی گئی مگر جلد رہائی حاصل ہوگئی ۱۹۷۲ء تک جماعت اسلامی کے امیر رہے۔ آپ نے تمام کتابیں اردو زبان میں لکھیں اور ان کتابوں میں بھی عربی مآخذ خال خال قلمبند کیے ہیں زیادہ تر قلم کی روانی سے قاری کو متاثر کرنے کی کوشش کی ہے آپ کا ترجمۂ قرآن وتفسیر دونوں بالرائے کی عکاسی اور ان کے قلم سے کوئی شخصیت تنقید سے محفوظ نہیں رہی۔

صاحبِ کنزالایمان امام احمد رضا خاں قادری برکاتی بریلوی قدس سرہ العزیز [۱۲۷۲ھ-۱۳۴۰ھ]

۱۴ سال سے کم عمر میں درس نظامی کی تمام کتابوں سے فارغ ہوکر عالم دین بن گئے اور فراغت کے فوراً بعد ہی فتویٰ نویسی سے اشاعتی وتصنیفی کام کا آغاز کیا۔ ۵۵ سال کے دورانیے میں ۱۰۰۰ سے زیادہ کتب دین ودنیا کے تمام علوم وفنون پر اردو فارسی اور عربی زبان میں تحریر فرمائیں، سب سے بلند و تفصیلی علمی جائزہ آپ کے فتاویٰ سے حاصل کیا جاسکتا ہے جو جہازی سائز کے ۱۲ مجلدات پر مشتمل ہے۔ جس میں سینکڑوں رسائل اور ہزاروں تفصیلی فتاویٰ ہیں ان کے علاوہ ۳۲ حواشی کتب احادیث پر عربی میں تحریر فرمائے، شروحِ احادیث واسماے رجال پر بھی ۲۵ سے زیادہ کتب اور حواشی یادگار چھوڑے ہیں، عقائد وکلام وفلسفے پر بھی ۱۲۰ سے زیادہ کتب ورسائل تحریر فرمائے، فقہ میں امام احمد رضا یگانہ روزگار تھے فتاویٰ رضویہ کے علاوہ بھی سینکڑوں رسائل فقہ واصول فقہ پر مع حواشی تصنیف فرمائے ہیں ایک سب سے بڑی انفرادیت برصغیر کے تمام علماء میں امام احمد رضا کو یہ حاصل ہے کہ آپ اعلیٰ درجے کے عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ عظیم مسلمان سائنسدان بھی ہیں اور سائنسی علوم پر بھی ۲۵۰ سے زیادہ عربی، فارسی اور اردو زبان میں مختصر اور طویل مقالات ورسائل تحریر فرمائے ہیں، علمائے عرب وعجم نے آپ کو مجدد دین وملت، فقیہ عصر اور عبقری شخصیت قرار دیا۔ آپ نے ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۱ء میں ایک بلند ترین قلمی شاہکار بصورت کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن یادگار چھوڑا جس سے ملت اسلامیہ ایک صدی سے استفادہ کررہی ہے۔ آپ نے یہ ترجمہ اس وقت کیا جب اردو تراجم کثیر تعداد میں یکے بعد دیگرے سامنے آرہے تھے اور ہر ترجمۂ قرآن ایک نئی فکر، ایک نئی جہت اور ایک نیا عقیدہ پیش کررہا تھا جس کے باعث اردو زبان بولنے والے لوگ عقائد کے حوالے سے تذبذب کا شکار ہورہے تھے۔ اور لوگوں کے ایمان خراب ہورہے تھے۔ ہر مترجم نئی نئی باتوں سے لوگوں کو گمراہ کررہا تھا۔ اللہ ورسول کی شانوں میں کھلِ عام گستاخیاں کی جارہی تھیں ان تمام مترجمین میں کوئی اللہ تعالیٰ کی شان الوہیت کو پامال کرتے ہوئے اس کو چال باز، دغاباز اور سب سے بڑا مکر وفریب کرنے والا کہتے نہیں چوکتا اور کوئی شان رسالت ﷺ گھٹانے میں پیش پیش نظر آتا تھا اور انہیں کو معاذ اللہ گناہ گار، شریعت سے بے خبر اور راہِ ہدایت سے بھٹکا ہوا قرار دیتا ہے۔ کوئی انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے معجزات کا انکار کرتا ہے، کوئی ابرہہ کے لشکر کی تباہی کو کرشمہ قدرت کے بجائے وبائی بیماری سے ہلاکت بتاتا ہے، کوئی جنات کا انکار کرتا نظر آتا ہے، کوئی فرشتے کے وجود کا قائل نظر نہیں آتا، کوئی رسالت کے منصب کو ڈاکیہ کے عمل سے تعبیر کرتا نظر آتا ہے، کوئی اللہ تعالیٰ کے علم کو ناقص بتاتا ہے اور کوئی جنات کو دیہاتی انسان کہتا ہوا نظر آتا ہے۔ اس پس منظر میں ایک مستند صحیح ترجمۂ قرآن کی اشد ضرورت تھی چنانچہ امام احمد رضا کے احباب نے آپ سے درخواست کی کہ حضرت آپ جہاں دیگر علوم وفنون پر کتابیں تصنیف فرمارہے ہیں وہاں ترجمۂ قرآن آپ کے قلم سے بہت ضروری ہے۔ اس اشد اصرار پر امام احمد رضا نے چند نشستوں میں اپنے خلیفہ مولانا مفتی امجد علی اعظمی صاحب کو فی البدیہہ ترجمہ املا کروادیا اور ۱۳۳۰ ہجری میں اس کی اشاعت بھی ہوگئی اور جلد ہی یہ ترجمہ خاص وعام میں مقبولیت حاصل کرگیا۔

امام احمد رضا برصغیر پاک وہند کے ایسے متبحر عالم دین ہیں کہ ایسا عالم دین نہ آپ کے ہمعصروں میں کوئی گزرا اور نہ آج تک کوئی عالمِ دین آپ کے علمی مرتبے کے برابر نظر آتا ہے۔ امام احمد رضا سے قبل اور بعد کے مترجمین قرآن کے مختصر علمی کوائف آپ نے ملاحظہ کیے ان میں چند ہی علما کی صف میں کھڑے ہونے کے لائق ہیں اکثریت ان افراد کی ہے جو علمی اعتبار سے ترجمۂ قرآن کرنے کے اہل ہی نہ تھے مگر انہوں نے غالبًا سعادت سمجھتے ہوئے علمی استعداد نہ ہونے کے باوجود کلام اللہ کو از خود سمجھنے کی کوشش کی اور ترجمۂ قرآن کرنے کو سعادت سمجھتے ہوئے انھوں نے ترجمۂ قرآن کیے وہ نتائج سے بے خبر تھے یا انہوں نے نادانی میں اتنی بڑی غلطیاں کیں کہ ملت اسلامیہ جو قرآن کے ایک متن پر متفق ہونے کے ساتھ ساتھ ایک ہی مفہوم پر بھی صدیوں سے متفق تھی ان ناقص تراجم کے باعث بکھر گئی اور ان سو سال کے اندر وہ ٹکڑوں میں بٹ گئی جس کے نتائج ہم آج پاکستان میں نام نہاد جہادی تنظیموں اور ان کے غیر اسلامی رویوں کی صورت میں دیکھ رہے ہیں۔ امام احمد رضا کا ترجمۂ قرآن آج بھی ملت اسلامیہ کو ایک ملت بنا سکتا ہے بشرطیکہ اس ترجمے پر اتفاق کیا جائے کیونکہ یہ ایک واحد ترجمۂ قرآن ہے جو تمام احادیث وتفاسیر ماثورہ کی صحیح نمائندگی کرتا ہے۔ اس ترجمۂ قرآن میں اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وفکر کی تعلیم ہے اس ترجمہ میں خدا اور رسول کی عظمتوں کو تحفظ حاصل ہے۔ اس ترجمۂ قرآن میں سلف صالحین کے عقائد کے مطابق عقیدوں کا بیان ہے۔ اس ترجمۂ قرآن میں شرعی مسائل کے ساتھ ساتھ دنیاوی علوم کے قوانین کی نشاندہی بھی ملتی ہے۔

امام احمد رضا نے اگرچہ ۱۰۰۰ سے زیادہ کتب ورسائل تصنیف فرمائے مگر کسی بھی عربی یا فارسی کتاب کا ترجمہ کر کے مترجم کی صف میں شامل نہ ہوئے ماسوا ترجمۂ قرآن کے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ دیگر کتابوں کے تراجم کی ذمہ داری دوسرے علما بخوبی انجام دیں گے اور ترجمۂ قرآن کے علاوہ دیگر کتابوں کا ترجمہ کسی بڑے عالم دین ہونے کی سند نہیں جبکہ قرآن مجید کا مستند ترین ترجمہ جو احادیث اور ماثور تفاسیر کا نچوڑ ہو اور عقائد صحابہ وصالحین کا ترجمان ہو وہ یقینًا ایک عظیم عالم دین ہونے کی ضمانت ہے اس لیے انھوں نے بڑے کام کو ترجیح دی کیونکہ وہ لوگ کی نظر میں اعلیٰ تھے اس لیے انھوں نے اعلیٰ کتاب کا ترجمہ بھی اعلیٰ کیا جو اللہ ورسول کی منشا کے مطابق ہے۔

امام احمد رضا کا ترجمۂ قرآن آج بھی اہلسنت وجماعت کے اندر متفق علیہ ہے کیونکہ امام احمد رضا کی شخصیت، ان کا کردار، ان کی تصنیفات، ان کی تحقیقات اور ان کی وسعت علمی پر آج بھی اہلسنت وجماعت متفق ہیں یہی وجہ ہے کہ ایک صدی گزرنے کے باوجود اہلسنت وجماعت کے علما نے اپنی توانائیاں ترجمۂ قرآن کے بجائے تفاسیر قرآن پر مرکوز رکھیں اور اب اس ترجمۂ قرآن کو دیگر زبانوں میں بھی منتقل کیا جارہا ہے تاکہ ہر زبان والا کنزالایمان کے ترجمے سے راہ ہدایت حاصل کر سکے۔ پچھلی صدی میں جن علمائے اہلسنت نے ترجمۂ قرآن کنزالایمان کو بنیاد بنا کر تفاسیر یا حاشیے لکھے ان کی تفصیل ملاحظہ کیجیے:

﴿۱۔﴾ خزائن العرفان فی تفسیر القرآن	مفسر مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی	(خلیفہ امام احمد رضا)
﴿۲۔﴾ امداد الدیان فی تفسیر القرآن	مفسر مولانا مفتی حشمت علی خاں قادری رضوی	(تلمیذ وخلیفہ امام احمد رضا)
﴿۳۔﴾ تفسیر الحسنات	مفسر مولانا سید محمد احمد قادری لاہوری	(خلیفہ امام احمد رضا)
﴿۴۔﴾ تفسیر وحاشیہ نور العرفان	مفسر مولانا مفتی احمد یار خاں نعیمی	(تلمیذ ملا نا سید نعیم الدین مراد آبادی)

﴿۵۔﴾ تفسیر ازھری احسن البیان — مفسر مولانا عبدالمصطفیٰ الازھری (تلمیذ وخلف مولانا امجد علی اعظمی)
﴿۶۔﴾ خلاصۃ التفاسیر — مفسر مولانا مفتی محمد خلیل خان قادری برکاتی
﴿۷۔﴾ نورالایمان لفظی ترجمہ معہ کنزالایمان — مترجم مولانا مفتی محمد رضا المصطفےٰ ظریف القادری
﴿۸۔﴾ نجوم الفرقان من تفسیر آیات القرآن — مفسر علامہ عبدالرزاق بھترالوی راولپنڈی
﴿۹۔﴾ سندھی ترجمۂ کنزالایمان وخزائن العرفان — مترجم سندھی: علامہ مفتی محمد رحیم سکندری جامعہ راشدیہ (تلمیذ مولانا مفتی تقدس علی خاں قادری بریلوی)
﴿۱۰۔﴾ بنگلہ ترجمۂ کنزالایمان — مترجم مولانا محمد عبدالمنان بنگلہ دیش
﴿۱۱۔﴾ ہندی ترجمۂ کنزالایمان وخزائن العرفان — مترجم مولانا نورالدین نظامی
﴿۱۲۔﴾ پشتو ترجمۂ کنزالایمان — مترجم مولانا نورالھدیٰ نعیمی
﴿۱۳۔﴾ ڈچ ترجمۂ کنزالایمان — مترجم مولانا غلام رسول اللہ دین قادری (ہالینڈ)
﴿۱۴۔﴾ ترکی ترجمۂ کنزالایمان — مترجم مولانا اسمٰعیل حقی ازہری (ترکی)
﴿۱۵۔﴾ انگریزی ترجمۂ کنزالایمان — مترجم ڈاکٹر حنیف اختر فاطمی نوشاہی
﴿۱۶۔﴾ انگریزی ترجمۂ کنزالایمان — مترجم پروفیسر شاہ فریدالحق قادری
﴿۱۷۔﴾ انگریزی ترجمۂ کنزالایمان — مترجم ڈاکٹر عبدالمجید (لاہور)
﴿۱۸۔﴾ انگریزی ترجمۂ کنزالایمان — مترجم مفتی محمد حسین مقدم (پری ٹوریہ ساؤتھ افریقہ)
﴿۱۹۔﴾ انگریزی ترجمۂ کنزالایمان وتفسیر نورالعرفان مترجم سید سخاوت علی
﴿۲۰۔﴾ گجراتی ترجمۂ کنزالایمان
﴿۲۱۔﴾ پشتو ترجمۂ کنزالایمان زیرِ طبع — مولانا ذاکراللہ نقشبندی
﴿۲۲۔﴾ سرائیکی ترجمۂ کنزالایمان زیرِ طبع — مولانا ریاض الدین شاہ صاحب
﴿۲۳۔﴾ ہندکو ترجمۂ کنزالایمان زیرِ طبع
﴿۲۴۔﴾ بروہی ترجمۂ کنزالایمان زیرِ طبع
﴿۲۵۔﴾ چترالی ترجمۂ کنزالایمان زیرِ طبع — شیخ القرآن پیر محمد چشتی
﴿۲۶﴾ کریول (ماریشس) — مولانا حافظ قاری بی ایم نگویب جے وو ڈی

امام احمد رضا کے ترجمۂ قرآن کنزالایمان کے حوالے سے اب تک سینکڑوں مقالات، کتابیں لکھی جاچکی ہیں چند اہم مقالات جو معارف رضا کی زینت بنے وہ ملاحظہ کیجیے اس کے علاوہ یقیناً بے شمار تصنیفات شائع ہوچکی ہیں جن کی تفصیل یہاں ممکن نہیں اس کے لیے ضروری ہے کہ ایک اشاریہ ترتیب دیا جائے البتہ ایک اشاریہ چند سال پہلے محترم عبدالستار طاہر نے لاہور سے "کنزالایمان کا اشاریہ" کے عنوان سے شائع کیا تھا مگر اس پر تفصیلی کام کی ضرورت ہے۔

اب ملاحظہ کیجیے وہ فہرست مقالہ جو معارف میں شائع ہوئے:

﴿۱۔﴾ پروفیسر امتیاز احمد سعید۔ کنز الایمان کا ترجمۂ قرآن مجید کنز الایمان۔ معارف رضا ۱۹۸۵ء

﴿۲۔﴾ پروفیسر ڈاکٹر رشید احمد جالندھری۔ ترجمۂ قرآن مولانا احمد رضا خان۔ معارف رضا ۱۹۹۴ء

﴿۳۔﴾ مولوی سعید بن یوسف زئی (اہلِ حدیث)۔ کنز الایمان ایک اہلِ حدیث کی نظر میں۔ معارف رضا ۱۹۸۳ء

﴿۴۔﴾ محترمہ ڈاکٹر صالحہ عبدالحکیم شرف۔ مولانا احمد رضا خاں اور ان کا ترجمۂ قرآن۔ معارف رضا ۱۹۹۴ء

﴿۵۔﴾ عبدالستار طاہر مسعودی۔ کنز الایمان علم و دانش کی نظر میں۔ معارف رضا ۱۹۸۹ء

﴿۶۔﴾ مولانا غلام مصطفیٰ رضوی۔ کنز الایمان اور تحقیقی امور۔ معارف رضا ۲۰۰۵ء

﴿۷۔﴾ ڈاکٹر فضل الرحمٰن شرر۔ کنز الایمان کے ایک علمی تجزیے کا جائزہ۔ معارف رضا ۱۹۹۶ء

﴿۸۔﴾ مولانا فضل القدیر ندوی۔ کنز الایمان و خزائن العرفان۔ معارف رضا ۱۹۹۴ء

﴿۹۔﴾ پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری۔ قرآن، سائنس اور امام احمد رضا۔ معارف رضا ۱۹۸۹ء

﴿۱۰۔﴾ پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری۔ کنز الایمان کی امتیازی خصوصیات۔ معارف رضا ۲۰۰۴ء

﴿۱۱۔﴾ پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری۔ سائنس، ایمانیات اور امام احمد رضا۔ معارف رضا ۲۰۰۰ء

﴿۱۲۔﴾ پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری۔ کنز الایمان اور دیگر اردو تراجم قرآن (مقالہ PhD)۔ ۱۹۹۹ء

﴿۱۳۔﴾ پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری۔ اردو تراجم قرآن کا تقابلی مطالعہ۔ معارف رضا ۲۰۰۷ء

﴿۱۴۔﴾ پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری۔ کنز الایمان میں سائنسی مصطلحات۔ ۲۰۰۳ء

﴿۱۵۔﴾ علامہ محمد حنیف رضوی بریلوی۔ علمِ تفسیر میں امام احمد رضا کا مقام۔ معارف رضا ۲۰۰۸ء

﴿۱۶۔﴾ پروفیسر محمد طاہر القادری۔ کنز الایمان کا اردو تراجم میں مقام۔ معارف رضا۔ ۱۹۸۵ء

﴿۱۷۔﴾ پروفیسر ڈاکٹر محمد طفیل۔ قرآن حکیم فتاویٰ رضویہ کا اصل ماخذ۔ معارف رضا ۱۹۹۴ء

﴿۱۸۔﴾ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد۔ کنز الایمان کی ادبی جھلکیاں۔ معارف رضا ۱۹۹۲ء

﴿۱۹۔﴾ علامہ نوشاد عالم چشتی۔ کنز الایمان اور عظمتِ رسالت۔ معارف رضا ۱۹۹۴ء

﴿۲۰۔﴾ علامہ سید وجاہت رسول قادری۔ قرآن پاک کے اردو تراجم کا تقابلی جائزہ۔ معارف رضا ۱۹۸۹ء

آخر میں کنز الایمان اور دیگر اُردو ترجمۂ قرآن کا ایک مختصر تقابل ملاحظہ کیجیے اور فیصلہ آپ خود کیجیے کہ کون سا ترجمۂ قرآن آپ کو اللہ اور رسول کی تعظیم و توقیر سکھاتا ہے اور کون سا ترجمۂ قرآن آپ کو سلف صالحین کے نقوش دکھاتا ہے، کون سا ترجمۂ قرآن آپ کو راہِ ہدایت دکھاتا ہے اور کیا سینکڑوں تراجم قرآن آپ کو ایک راستہ پر چلنے میں مدد دیں گے یا ایک صحیح مستند ترجمۂ قرآن آپ کے لیے مشعل راہ ہوگا موازنہ ملاحظہ کیجیے:

پہلے دیگر معروف اردو تراجم قرآن کی چیدہ چیدہ خصوصیات ملاحظہ کیجیے:

﴿۱۔﴾ اکثر اردو تراجم قرآن شاہ عبد القادر یا بعد کے اردو تراجم کا چربہ ہیں۔

﴿۲۔﴾ اکثر اردو تراجم میں شانِ الوہیت اور شانِ رسالت پر تنقید کی گئی ہے۔

﴿۳۔﴾ اکثر اردو مترجمین نے اللہ عزوجل کے علم کو بھی ناقص بتایا ہے اور نبی کو گناہ گار بندہ قرار دیا ہے۔

﴿۴۔﴾ اکثر مترجمین نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو شریعت اور راہ ہدایت سے بے خبر قرار دیا ہے۔

﴿۵۔﴾ اکثر مترجمین نے عام انسانوں سے مخاطب آیات کو مسلمانوں پر چسپاں کر کے ان اعمال صالحہ کو شرک سے تعبیر کیا ہے۔

﴿۶۔﴾ اکثر مترجمین نے لغت سے سہارا لے کر ترجمہ کیا ہے۔

﴿۷۔﴾ کئی مترجمین نے شانِ قدورت، معجزات انبیا کرام اور کرامات صالحین کا انکار کیا ہے اور قرآن کے ترجمہ کرتے وقت غلط تاویلات کی ہیں۔

﴿۸۔﴾ کئی مترجمین نے فرشتوں، جنوں جنت و دوزخ کا انکار بھی کیا ہے۔

﴿۹۔﴾ کئی مترجمین نے آیات متشابہات میں دھوکا کھایا اور غلط ترجمانی کی ہے۔

﴿۱۰۔﴾ اکثر مترجمین ترجمۂ قرآن کرنے کی شرائط بھی پوری نہیں کرتے۔

﴿۱۱۔﴾ اکثر مترجمین وہ ہیں جنھوں نے صرف ترجمۂ قرآن کیا ہے اور اس کے علاوہ کوئی قابل قدر تصنیف یا تالیف یادگار نہیں چھوڑی۔

﴿۱۲۔﴾ اکثر مترجمین عربی زبان پر قطعاً دسترس نہیں رکھتے اور نہ ہی وہ مستند علما میں شمار ہوتے ہیں۔

﴿۱۳۔﴾ اکثر مترجمین اپنے عقائد اور فکر کی ترجمانی کرتے ہیں اور عقائد اہلسنت کے مخالف ہیں۔

﴿۱۴۔﴾ اکثر مترجمینِ قرآن نے قرآنی تفاسیر اور احادیث نبویہ سے ہٹ کر ترجمانی کی ہے۔

﴿۱۵۔﴾ کئی مترجمین احادیث نبوی کے کھلے منکر ہیں اور کئی تقلید کو شرک بتاتے ہیں۔

﴿۱۶۔﴾ تمام مترجمین قرآن سائنسی علوم سے بالکل بے خبر ہیں اسی لیے ترجمۂ قرآن میں ان بے شمار آیات کی صحیح ترجمانی نہ کر سکے جس میں قوانین فطرت بیان کیے گئے ہیں جن کے باعث ان کا ترجمہ موجودہ سائنسی قوانین سے بے نیاز ہے۔

اب ملاحظہ کیجیے کنزالایمان کی چیدہ چیدہ خصوصیات:

﴿۱۔﴾ امام احمد رضا نہ صرف مکمل عالمِ دین تھے بلکہ تمام علومِ دنیاوی پر بھی مکمل دسترس رکھتے تھے۔

﴿۲۔﴾ امام احمد رضا نے ترجمۂ قرآن کے علاوہ ۱۰۰۰ سے زیادہ کتب و رسائل تصنیف فرمائے جو تین زبانوں پر مشتمل ہیں۔

﴿۳۔﴾ امام احمد رضا نے فقہ، حدیث، تفسیر، اصول، کلام، فلسفہ اور بے شمار علوم و فنون پر کتابیں تصنیف فرمائیں۔

﴿۴۔﴾ امام احمد رضا نے صرف عربی زبان میں ۲۰۰ سے زیادہ رسائل تصنیف فرمائے ہیں۔

﴿۵۔﴾ آپ کا ترجمۂ قرآن اسلاف کے عقائد کا مکمل ترجمان ہے۔

﴿۶۔﴾ آپ نے ترجمہ کرتے وقت آیات میں موجودہ علوم کی اصطلاحات استعمال کی ہیں جس کے باعث اس فن کا محقق ان آیات میں موجود قوانینِ

خداوندی کو سمجھنے میں آسانی محسوس کرتا ہے۔

﴿۷۔﴾ آپ کا ترجمۂ قرآن تمام تفاسیرِ ماثورہ اور احادیثِ نبویہ کا مکمل ترجمان ہے۔

﴿۸۔﴾ آپ کا ترجمۂ قرآن عوام کے عقائد کا محافظ ہے۔

﴿۹۔﴾ آپ کا ترجمۂ قرآن شانِ الوہیت کا پاسدار اور شانِ رسالت کا محافظ ہے۔

﴿۱۰۔﴾ آپ کا ترجمۂ قرآن کسی بھی دوسرے ترجمے کا چربہ نہیں ہے اور نہ ہی آپ نے ترجمہ کرتے وقت کسی بھی تفسیر کو سامنے رکھا ہے۔

﴿۱۱۔﴾ آپ نے فی البدیہہ ترجمہ املا کروایا ہے اور چند گھنٹوں کی ۱۵، ۲۰ نشستوں میں ترجمہ املا کروا دیا تھا۔

﴿۱۲۔﴾ آپ کا ترجمہ آدابِ رسالت بالخصوص نبی کریم ﷺ کی تعظیم و توقیر کا مثالی نمونہ ہے۔

﴿۱۳۔﴾ آپ نے برصغیر پاک و ہند کی جتنے بھی اردو کے دبستان ہیں، سب کی زبان و محاورات کا خوبصورتی سے استعمال کر کے تمام دبستانوں کو زندہ رکھا ہے اور اس اعتبار سے اردو زبان کی بھی بہت بڑی خدمت کی ہے۔

﴿۱۴۔﴾ اگر کنز الایمان کے ترجمے کی لغتِ رضا تیار کی جائے تو یہ لغت اس اعتبار سے منفرد ہوگی کہ اس میں ہر دبستانِ اردو کو نمائندگی مل سکے گی۔

﴿۱۵۔﴾ آپ کا ترجمہ لفظی، محاوراتی اور توضیحی ہے۔

﴿۱۶۔﴾ آپ کا ترجمۂ قرآن ایک صدی گزرنے کے باوجود اردو ادب کے حوالے سے آج بھی مستند ترجمہ ہے۔

﴿۱۷۔﴾ آپ کے ترجمۂ قرآن میں ایسی سلاست پائی جاتی ہے کہ انسان کتنی ہی بار اسے پڑھے، اس کو اکتاہٹ محسوس نہیں ہوتی۔

﴿۱۸۔﴾ آپ نے آیاتِ مشابہات کا ترجمہ اور صنعت مشاکلت پر مشتمل آیات کا ترجمہ بہت احتیاط سے کیا ہے اور قلم کو کسی بھی بے ادبی سے محفوظ رکھا ہے۔

﴿۱۹۔﴾ واحد ترجمۂ قرآن ہے جس کی ۱۲ مختلف زبانوں میں تراجم اور تفاسیر لکھی جا چکی ہیں۔

﴿۲۰۔﴾ دنیا میں سب سے زیادہ فروخت ہونے والا ترجمہ کنز الایمان ہے۔

آخر میں صرف ایک آیت کا تقابل ملاحظہ کیجیے:

۱. اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ ۝۱۴۲ (الِ عمران)

☆ کیا تم کو خیال ہے کہ داخل ہو جائے گے جنت میں اور ابھی معلوم نہیں کیے اللہ نے جو لڑنے والے ہیں تم میں اور معلوم کرے ثابت رہنے والے۔

[مولانا عبدالقادر دہلوی]

☆ کیا تم کو خیال ہے کہ داخل ہو جاؤ گے جنت میں اور ابھی تک معلوم نہیں کیا اللہ نے جو لڑنے والے ہیں تم میں اور معلوم نہیں کیا ثابت قدم رہنے والوں کو۔

[مولانا محمود الحسن دیوبندی]

☆ ہاں کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ جنت میں داخل ہو گے حالانکہ ہنوز اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو تو دیکھا ہی نہیں جنھوں نے تم میں سے جہاد کیا ہو اور نہ ان کو دیکھا جو ثابت قدم رہنے والے ہوں۔

[مولوی اشرف علی تھانوی]

☆ کیا تم اس خیال میں ہو کہ جنت میں جا داخل ہو گے۔ ابھی تک اللہ نے نہ تو ان لوگوں کو جانچا جو تم میں سے جہاد کرنے والے ہیں اور نہ ان لوگوں کو جانچا جو (لڑائی میں) ثابت قدم رہتے ہیں۔ [ڈپٹی نذیر احمد دہلوی]

☆ کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ تم چلے جاؤ گے جنت میں حالانکہ ابھی نہیں جانچا اللہ نے ان کو جو تم میں جہاد کرنے والے ہیں اور نہ جانچا ثابت قدم لوگوں کو۔ [مولوی عاشق الٰہی میرٹھی]

☆ کیا تم یہ سمجھے کہ جنت میں چل دیں گے اور ابھی اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں دیکھا کہ کون تم میں جہاد کرتے ہیں اور نہ یہ دیکھا کہ کون ثابت قدم رہنے والے ہیں۔ [نواب وحید الزمان کانپوری]

☆ کیا تم یہ سمجھے ہو کہ (بے آزمائش) بہشت میں جا داخل ہو گے حالانکہ ابھی خدا نے تم میں جہاد کرنے والوں کو اچھی طرح معلوم کیا ہی نہیں اور (یہ بھی مقصود ہے کہ وہ) ثابت قدم رہنے والوں کو معلوم کرے۔ [مولوی فتح محمد جالندھری]

☆ کیا تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ یونہی جنت میں چلے جاؤ گے حالانکہ ابھی اللہ نے تو یہ دیکھا ہی نہیں کہ تم میں کون وہ لوگ ہیں جو اس کی راہ میں جانیں لڑانے والے اور اس کی خاطر صبر کرنے والے ہیں۔ [سید ابوالاعلیٰ مودودی]

قارئین کرام! آپ نے آٹھوں ترجمے ملاحظہ کیے۔ اب آپ خود فیصلہ کیجیے کیا ایک بھی مترجم ان میں ایسا ہے جس کا یہ ایمان ہو کہ اللہ تعالیٰ علام الغیوب ہے، وہ سب کچھ جانتا ہے، اسے جاننے کی ضرورت نہیں۔ جاننے کی ضرورت تو اس کو ہوتی ہے جس کا علم ناقص ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ علم دینے والا ہے۔ اس کا معاذ اللہ علم کیسے ناقص ہو سکتا ہے۔ کیا آپ اب نہیں سوچ رہے کہ ان علمانے کیونکر ایسا ترجمہ کیا جس کے باعث اللہ کے علم کو ناقص بتا رہے ہیں۔ آپ فیصلہ کریں کہ کیا ایسے تراجم آپ پڑھنا پسند کریں گے۔ آیئے ایمان افروز ترجمہ ملاحظہ کیجیے:

☆ کیا اس گمان میں ہو کہ جنت میں چلے جاؤ گے اور ابھی اللہ نے تمہارے غازیوں کا امتحان نہ لیا اور نہ صبر والوں کی آزمائش کی۔ [صاحب کنزالایمان امام احمد رضا]

ایک اور آیت ملاحظہ کیجیے جس میں نبی کریم ﷺ کو تمام مترجمین نے راہِ ہدایت سے گمراہ قرار دیا ہے:

وَوَجَدَکَ ضَآلًّا فَھَدٰی (الضحیٰ:۷)

☆ اور پایا تجھ کو بھٹکتا پھر راہ دی۔ [شاہ عبدالقادر دہلوی]

☆ اور پایا تجھ کو بھٹکتا پھر راہ سجھائی۔ [محمود الحسن دیوبندی]

☆ اور پایا تجھ کو راہ بھولا ہوا پس راہ دکھائی۔ [مولوی اشرف علی تھانوی]

☆ اور تم کو دیکھا کہ (راہِ حق کی تلاش میں بھٹکے) بھٹکے (پھر رہے) ہو تو (تم کو دین اسلام کا) سیدھا رستہ دکھایا۔ [ڈپٹی نذیر احمد دہلوی]

☆ اور راستے سے ناواقف دیکھا تو سیدھا راستہ دکھایا۔ [مولوی فتح محمد جالندھری]

☆ اور تمہیں ناواقفِ راہ پایا اور پھر ہدایت بخشی۔ [مولوی سید ابوالاعلیٰ مودودی]

☆ اور تجھے راہ بھولا پا کر ہدایت نہیں دی۔ [مولوی محمد میمن جوناگڑھی]

☆ اور تم کو احکام سے ناواقف دیکھا تو منزلِ مقصود تک پہنچایا۔ [مولوی فرمان علی]

قارئین کرام! ان تمام تراجم کو پڑھنے کے بعد محسوس یہ ہوتا ہے کہ شاید کوئی بھی مترجم ترجمۂ قرآن کرنے کا اہل ہی نہیں کہ جس امین وصادق، علیم و خبیر، بشیر ونذیر کو قرآن نے ایک نہیں، تین مقامات پر ہدایت یافتہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

هُوَ الَّذِیٓ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰی وَدِیۡنِ الۡحَقِّ... (الفتح:۲۸، التوبۃ:۳۳، الصف:۹)

وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا۔

اس نبی کو یہ تمام مترجمین راہِ ہدایت سے بھٹکا ہوا بتا رہے ہیں اور ان کے پیروکار اس نبی کو عام انسانوں کی طرح بھٹکا ہوا ہی یقین کرتے ہوں گے اور یہ عجیب سی بات لگتی ہے کہ جب نبی ہی دنیا میں معاذ اللہ ۶۳ سال کی زندگی میں سے دوتہائی یعنی ۴۰ سال بھٹکا رہا اور پھر اللہ نے اس کو دین کی راہ سجھائی تو پھر اس انسان اور ہم میں کیا فرق رہا؟ اور پھر قرآن کریم کی درجنوں آیات کا کیا بنے گا کہ اللہ تعالیٰ نے تو دنیا میں پیدائش سے پہلے ہی تمام انبیاء کرام کا چناؤ کر لیا تھا اور اس چناؤ کے بعد پھر ہمارے پیارے رسول ﷺ کی نبوت کا تمام انبیاء کرام سے عہد و پیمان لیا تھا اور جب سب انبیاء کرام نے عہد لے لیا تو اللہ تعالیٰ خود اس کا گواہ بن گیا۔ ملاحظہ کیجیے الِ عمران کی آیتِ میثاق

وَاِذۡ اَخَذَ اللّٰهُ مِیۡثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیۡتُكُمۡ مِّنۡ كِتٰبٍ وَّحِكۡمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمۡ رَسُوۡلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمۡ لَتُؤۡمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنۡصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقۡرَرۡتُمۡ وَاَخَذۡتُمۡ عَلٰی ذٰلِكُمۡ اِصۡرِیۡ ؕ قَالُوۡٓا اَقۡرَرۡنَا ؕ قَالَ فَاشۡهَدُوۡا وَاَنَا مَعَكُمۡ مِّنَ الشّٰهِدِیۡنَ ۝ (الِ عمران: ۸۱)

اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا۔ سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔

(کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن)

اب ایسے رسول کو اردو مترجمین راہِ ہدایت سے بھٹکا ہوا بتا رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ تمام مترجمین لفظ "ضالا" کی معنویت اور گہرائی کو نہ جان سکے اور اکثر مترجمین شاید نبی کی رفعتوں کو نہیں سمجھتے اور بہت سارے مترجمین منصبِ نبوت ورسالت کی حقیقت ہی کو نہیں جانتے اور قرآن سے قرآن کو سمجھنے کی کوشش بھی نہیں کرتے۔ یہ بھی شاید اسی وقت ممکن ہو کہ جب وہ عربی زبان جانتے ہوں۔ تمام مترجمین نے اول اردو ترجمۂ قرآن (شاہ عبدالقادر دہلوی) کو ہی مشعلِ راہ بنایا ہے۔ یہ خیال نہ کیا کہ شاہ عبدالقادر دہلوی کے زمانے میں اردو زبان نیم پختہ تھی، الفاظوں کی کمی تھی۔ لیکن بعد میں لفظ ضالاً کے مترادفات سامنے آ گئے۔ اس سے استفادہ کرتے یا پھر کسی تفسیر کا مطالعہ کر لیتے یا اللہ ہی کی طرف رجوع کر کے دعا کرتے، الٰہی اس آیت کا کیا ترجمہ کریں، ایک طرف تیرا نبی دوسری طرف لفظ "ضالا"۔ ہم کو سیدھی راہ دکھا، شاید اللہ عزوجل اس پر رحم فرما کر صحیح معنی الہام فرما دیتا اور یہ الہام امام احمد رضا پر ہوا کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے علم لدنی سے موتی چن لیے اور ترجمہ انتہائی محبت کے ساتھ کیا۔ لکھتے ہیں:

اور تمھیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی۔ (کنزالایمان)

یہ راہ کیا تھی؟ اپنا دیدار تھا جو اللہ نے سفرِ معراج میں آپ کو عطا کیا۔ اس سے بڑھ کر نبی ﷺ کے لیے اور کیا راہ ہو سکتی ہے۔ یقیناً اس راہ کو پانے والے صرف اور صرف آپ ہیں اور اس راہ کو سمجھنے والے صرف اور صرف امام احمد رضا ہیں۔

احمد رضا کا تازہ گلستاں ہے آج بھی
خورشیدِ علم ان کا درخشاں ہے آج بھی
بھردی دلوں میں الفت و عظمت رسول کی
جو مخزنِ حلاوتِ ایماں ہے آج بھی
خدمت قرآن پاک کی وہ لاجواب کی
راضی رضا سے صاحبِ قرآن ہے آج بھی
مرزا سرِ نیاز جھکاتا ہے اس لیے
علم و عمل پہ آپ کا احساں ہے آج بھی

ادارے کے سرپرستِ اعلیٰ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد گزشتہ سال بروز پیر ۲۱ ربیع الثانی (۲۲ ویں شب) ۱۴۲۹ھ بمطابق ۲۸ اپریل ۲۰۰۸ء کو اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! آپ نے اپنی تمام زندگی دین کی خدمت میں وقف کی۔ رضویات کے فروغ میں آپ کا ایک اہم کردار ہے آپ نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ پر Ph.D کرنے والوں کی جگہ جگہ رہنمائی بھی فرمائی۔ رضویات کے حوالے سے کئی کتب آپ کی یادگار ہیں۔ رضویات پر آپ کی بیش بہا خدمات کے پیشِ نظر آپ کو ماہرِ رضویات کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے اعلیٰ حضرت کے ساتھ ساتھ امام ربانی مجدد الفِ ثانی علیہما الرحمۃ پر بھی آپ کا کام نمایاں طور پر منظرِ عام پر آچکا ہے۔ ادارہ اگرچہ آپ کی ظاہری سرپرستی سے محروم ہوگیا ہے لیکن انشاء اللہ عزوجل یہ ادارہ آپ کی روحانی سرپرستی میں تا صبحِ قیامت اپنا سفر جاری وساری رکھے گا۔

اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے اور اعلیٰ علیین اور جنت الفردوس میں آپ کے درجات بلند فرمائے، آمین بجاہِ سید المرسلین ﷺ۔

قارئینِ اکرام سے درخواست ہے کہ ادارہ کے تمام اراکین کو بالخصوص صدرِ ادارہ سید وجاہت رسول قادری صاحب حاجی عبداللطیف قادری صاحب، سید ریاست رسول قادری اور پروفیسر دلاور خان نوری، پروفیسر ڈاکٹر حسن امام، سلیم اللہ جندران، اور ادارہ کے تمام اراکین و عملے کو اپنی خصوصی دعاؤں میں یاد رکھیں اللہ تعالیٰ ان تمام اراکین کے سائے کو صحت و عافیت کے ساتھ دیر تک سلامتی نصیب فرمائے اور آخری دم تک خدمتِ دین کی سعادت سے بہرور فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

ادارہ اپنے تمام دفتری عملے کا بالخصوص اشرف جہانگیر، ندیم احمد قادری نورانی، عمار ضیاء خاں، مرزا فرقان احمد، شاہنواز قادری اور حافظ راشد خان رحیمی کا انتہائی ممنون و مشکور ہے جنہوں نے انتہائی اخلاص و محنت کے ساتھ اپنی ذمہ داریوں کو پورا کیا جس کے باعث ادارہ کی بارہ سے زیادہ کتب کی اشاعت ممکن ہو سکی۔ ادارہ دیگر الیکٹرانک و پرنٹ میڈیا کا بھی شکر گزار ہے جس کے باعث پرنٹ میڈیا میں ادارہ کی کارکردگی کی خبریں برابر شائع ہوتی رہتی ہے۔ اس موقع پر ہم صابری پریس کے محترم خرم قادری صاحب کے بھی شکر گزار ہیں جنہوں نے ہمارے ادارے کے تمام کتب کی اشاعت کو بروقت ممکن بنایا۔ وہ گزشتہ کئی سالوں سے انتہائی محبت اور اخلاص کے ساتھ ادارہ کی کتب اور ماہانہ معارفِ رضا کی اشاعت کا سلسلہ قائم رکھے ہوئے ہیں۔ ہم تمام اراکین، معاونین، مخلص، محبین کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور ایک بار پھر دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

سید حامد سعید کاظمی
وزیر

ٹیلیفون: ۹۲۱۴۸۵۶
فیکس: ۹۲۰۵۸۳۳

نمبر: ۱(۳)/ایم آر اے/۲۰۰۹
وزارت مذہبی امور
حکومت پاکستان
اسلام آباد: ۲۸ جنوری ۲۰۰۹ء

پیغام

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ رحمۃ کی شخصیت عشقِ رسول اور احترام و ادب نبوت کی علامت تصور ہوتی ہے۔ اُن کے مخالفین بھی آقائے دو جہاں ﷺ سے اُن کی بے پایاں محبت اور والہانہ وابستگی کے قائل ہیں۔ اُن کے افکار و نظریات اور حالات و واقعات عوام الناس تک پہنچانے میں ''ادارہ تحقیقات امام احمد رضا'' کی کاوشیں نہ صرف قابل قدر ہیں بلکہ لائق صد تحسین و تقلید ہیں۔ اس ادارے کے صدر محترم مولانا سیّد وجاہت رسول قادری کی انتھک محنت اور کوششیں اس لئے بھی بارآور ہیں کہ وہ اعلیٰ حضرت کی تعلیمات اور تربیت کا عکسِ جمیل ہیں۔ اعلیٰ حضرت کے عرس مبارک کے موقع پر مجلّہ کی اشاعت یقیناً اُن کے پیغام کو عام کرنے میں سنگ میل کا کردار ادا کرے گی۔

(سیّد حامد سعید کاظمی)

جناب سیّد وجاہت رسول قادری صاحب
صدر ادارہ تحقیقات امام احمد رضا
۲۵۔ جاپان مینشن، رضا چوک (ریگل) صدر
پوسٹ بکس نمبر ۷۳۲۴ (۷۴۴۰۰) کراچی

GOVERNOR SINDH

DR. ISHRAT UL EBAD KHAN

پیغام

خالقِ کائنات کا جن عظیم شخصیات پر انعام ہوا ہے اُنہیں میں امام احمد رضا خاں بریلویؒ کا نام بھی شامل ہے۔ آپؒ علوم وفنون کے سمندر تھے کوئی ایسا علم نہیں جس آپؒ کی کوئی نہ کوئی تصنیف موجود نہ ہو۔ دینی و دنیاوی دونوں طرح کے علوم پر آپؒ کو کمال دسترس حاصل تھی جس کا آپؒ کی تصانیف سے نمایاں اظہار ہوتا ہے۔ آپؒ کے فتاوٰی رضویہ، نعتیہ دیوان، حدائقِ بخشش اور ترجمہء قرآن ''کنزالایمان'' اپنا ثانی نہیں رکھتے، آپ نے عصرِ حاضر کی تمام خرابیوں کا حل اپنی جملہ تصانیف میں پیش کیا ہے جن پر عمل کر کے ہم خود کو اور اپنے معاشرے کو بہتر بنا سکتے ہیں۔

میں ادارہء تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل کراچی کو مبارک باد پیش کرتا ہوں جو آپؒ کی تعلیمات کو عام کرنے میں ہمہ وقت سرگرم عمل ہے اور ترجمہء قرآن ''کنزالایمان'' کی اشاعت کے سو سال پورے ہونے پر بھی میں تمام مسلمانوں کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

(ڈاکٹر عشرت العباد خان)

گورنر سندھ

بتاریخ: فروری 2009ء

Sir Syed University of Engineering & Technology
University Road, Karachi-75300 Pakistan

Tel Office: 4988006, 4988000-3
: 4992811
Fax: (92-21) 4982393, 4988006
Residence: 9250876, 5865229
Mobile: 0300-8270545
E-mail: nizami@ssuet.edu.pk

Z.A. Nizami
Chancellor

پیغام

۱۸۵۷ کے بعد کے ہندوستان میں مسلمانوں کو بیک وقت جہاں انگریزوں اور ہندوؤں کی ریشہ دوانیوں کی بنا پر سماجی اور مذہبی طور پر مشکلات درپیش تھیں، وہاں عقائد کے حوالے سے بھی اُن میں شعوری طور پر انتشار و افتراق پیدا کرنے کی کوششیں کی گئیں جس سے مسلمانوں کے مجموعی وقار کو نقصان پہنچا۔ اس صورتحال کو سب سے پہلے علماء حق نے محسوس کیا اور انہوں نے سماجی اور سیاسی سطح پر جہاں مسلمانوں کی ترقی اور بالا دستی کے لئے عملی جدوجہد کی وہاں بدعقیدگی کی بیخ کنی اور راست اسلامی فکر کے فروغ کے لئے بے مثال خدمات انجام دیں۔ اس دور کے علماء میں ایک نام فاضل بریلوی امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کا اس لحاظ سے دوامی ہے کہ انہوں نے اپنی تمام ترنسبی اور وہبی روحانی و علمی صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر دین کے حوالے سے سلف و صالحین کی روایات کی نہ صرف پاسداری کی بلکہ اُن نام نہاد مذہبی قوتوں کے خلاف ایک ایسا فقہی و علمی محاذ قائم کیا جو قرآن و سنت کی رُو سے طے شدہ مسائل میں قطع و برید کی مرتکب ہو رہی تھیں۔

امام احمد رضا علیہ رحمۃ بیک وقت عظیم محدث و فقیہہ، عاشق رسول، دینی حمیّت کے پیکر، عصری حسیّت اور ضرورت کے نبض شناس اور نگاہِ مردِ مومن رکھنے والے عالمِ دین تھے۔ اس لئے آپ نے جہاں مسلّماتِ دینیہ کے قیام پر بھرپور توجہ دی وہاں اپنی مجتہدانہ فکر سے مسلم امّہ کو ایک ایسا لائحہ عمل فراہم کیا جو رہتی دنیا تک عقائدِ باطلہ کی گرفت اور امورِ شرعیہ کی محافظت کرتا رہے گا۔ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کی تصانیف کی تعداد کئی سو تک پہنچتی ہے اور ان کتابوں کے اب تک متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ علاوہ ازیں آپ کے فتاویٰ جو کئی مطبوعہ ضخیم جلدوں پر مشتمل ہیں، ایک ایسا علمی کارنامہ ہیں جس کی دور و نزدیک کوئی مثال نہیں ملتی۔ اس کے علاوہ آپ کا ترجمہ قرآن ''کنز الایمان''، جس کی اشاعت کے سو سال مکمل ہو رہے ہیں، قرآن فہمی کے باب میں ایک ایسی دولت ہے جو تا قیامت سکہ رائج الوقت رہے گی۔ یہی نہیں آپ نے اپنی مجتہدانہ بصیرت سے مسلمانانِ ہند کا سیاسی قبلہ درست کیا اور اُن کو یہ باور کرایا کہ دو قومی نظریہ ہی برصغیر میں مسلمانوں کی سیاسی ساکھ کی ضمانت ہے۔ مجھے بے پناہ مسرت ہوتی ہے کہ ''ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا'' اپنی مذہبی اور علمی ذمہ داریوں کو پورا کرتے ہوئے نابغۂ عصر امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی فکر اور تعلیمات کو عام کرنے کے لئے اہم ترین خدمات انجام دے رہا ہے۔ میں ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ وہ اپنے مقاصدِ جلیلہ میں ہمیشہ کامیاب و کامران رہیں۔ آمین

طالب دعا

ظل احمد نظامی

ظل احمد نظامی

Saleem Ullah Jundran
B.A (Punjab University Position)
M.A. English Language & Literature (PU)
M.Ed. (Roll of Honour)
M.A. Teaching of English as a Foreign Language (TEFL (AIOU))

Ph.D Scholar
Institute of Education & Research,
University of the Punjab, Lahore
(National Best Teacher Award);
(National Award for the Promotion of Children Literature)

Ref. No.: IARIRI-1

Date: 13th Zil-Hajj, 1429 A.H. / 12th December, 2008.

Message for Imam Ahmad Raza Annual Conference 2009

Imam Ahmad Raza International Research Institute (Regd.) Karachi (Pakistan) deserves great gratitude and hearty congratulations for spreading the noble teachings and true scholarship of Imam Ahmad Raza across the world through holding of annual Imam Ahmad Raza conference, continually, since 1980. This institute has rendered unique services in a selfless spirit for the promotion of Rizviyyat as an emerging discipline and need-based subject of knowledge. The institute has produced plentiful Rizviyyat literature. It has provided a precious opportunity for the get-together of Rizviyyat Experts through the medium of annual Imam Ahmad Raza conferences and issuance of *Ma' arif-e-Raza* Journal on a permanent basis. The institute has also shown commendable contribution for advancement of higher studies in the realm of Rizviyyat. However, still it has to go a long way!

Enrichment of knowledge-economy is the best-service for the development of a country and prosperity of a nation. All the more, the knowledge and scholarship wrought with the ma'rifat (gnosis) of Allah Almighty and love of his most beloved Prophet Hazrat Muhammad *(Sallallah-o-Alaih-i-Wa Alihee Wasallum)* can really prove an effective elixir for salvation of the Muslim nation.

It is expected this conference would be helpful in the communication of Imam Ahmad Raza's melodious message of complete obedience to the Creator Almighty and cherishing pure love for the Prophet Muhammad *(Sallallah-o-Alaih-i-Wa Alihee Wasallum)* to all and sundry. The intellectuals, writers, knowledge-lovers, philanthropists may come forward to reinforce and support the noble mission of this institute through every possible medium.

With best regards,

Saleem Ullah Jundran

Senior Headmaster Govt. High School Dhunni Kalan, Tehsil Phalia (Mandi-Baha-ul-Din) Punjab (Pakistan) Ph#0546-622142, Email Address: sujundran66@Yahoo.Com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

Phone : 442289

SEERAT ACADEMY BALOCHISTAN

(REGISTERED)

272 A-O Block III,
Satellite Town,
QUETTA

Ref. No.__________

Dated: جمعۃ المبارک ۳ صفر المظفر ۱۴۳۰ھ
۳۰ جنوری ۲۰۰۹ء

مکرمی و محترمی سید وجاہت رسول قادری صاحب

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

یہ امر ہمارے لیے باعث مسرت و طمانیت ہے کہ بفضل ربی ۲۹ ویں امام احمد رضا کانفرنس ۲۰۰۹ء ۱۴ فروری ۲۰۰۹ء کو وفاقی اردو یونیورسٹی (گلشن اقبال کراچی) کے ایوان میں منعقد ہو رہی ہے۔ اور اس کا مرکزی خیال حضرت امام احمد رضا خاں محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے ترجمہ قرآن "کنز الایمان" کے سو سالہ جشن پر مبنی ہے۔

علماء و فضلاء اس موقعہ پر امام موصوف کی شخصیت اور آپ کے ترجمہ قرآن کنز الایمان کی خصوصیات پر متنوع مضامین پیش کریں گے۔ یادگاری مجلہ بھی شائع ہوگا۔ آپ حضرات نے کانفرنس کے انعقاد اور مجلّے کے اجراء کو ایک قابل فخر روایت بنا دیا ہے۔ ہم بارگاہ ایزدی میں دست بدعا ہیں کہ وہ آپ حضرات کی کاوشوں کو کامرانی سے ہمکنار کرے۔ آمین

توقع ہے کہ اس موقعہ پر وعدہ کے مطابق مجھ ناچیز کا پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد سے متعلق پمفلٹ بھی شائع ہو کر قارئین تک پہنچ جائے گا۔

والسلام
نیاز آگیں
محمد انعام الحق کوثر
(پروفیسر ڈاکٹر محمد انعام الحق کوثر)

سیرت اکادمی بلوچستان (رجسٹرڈ)
272 اے او بلاک III
سیٹلائیٹ ٹاؤن کوئٹہ

حضرت صاحبزادہ سیدّ وجاہت رسول قادری زیدہ مجدہ
صدر ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا (انٹرنیشنل) کراچی

اسلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہٗ

عالم اسلام کی عظیم عبقری شخصیت علوم وفنون کا کوہ ہمالیہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے تیرھویں صدی ہجری میں ہندوستان کی سرزمین پر جس انداز میں تبلیغ واشاعت اسلام اور تجدید واحیائے دین کا اھم فریضہ انجام دیا۔ وہ اپنی مثال آپ ہے۔ آپ نے اپنی ساری زندگی تعظیم الوہیت، تحفظِ ناموس رسالت شعائر اسلامی کے تحفظ وامت مسلمہ کی بیداری کیلئے وقف کردی۔ دوسو سے زائد علوم وفنون کے اندر ایک ہزار کے قریب آپ کے قلمی شہہ پارے موجود ہیں۔ جن میں سے کچھ طباعت کے زیور سے آراستہ ہو چکے ہیں۔ اور کچھ عالم اسلام کے محققین کے منتظر ہیں۔ اعلیٰ حضرت کا ایک عظیم الشان اور مایۂ ناز کارنامہ قرآن مجید کا ترجمہ ہے جو انہوں نے کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن کے عنوان سے تیرہ سوتیس ہجری میں تکمیل فرمایا۔ اگر چہ اردو زبان میں تین سو سے زائد تراجم اشاعت پذیر ہو چکے ہیں۔ مگر کنز الایمان ان تراجم کے درمیان ایک منفرد اور مثالی حیثیت کا ترجمہ ہے۔

یہ ترجمہ صرف لغت کو پیش نظر رکھ کر نہیں کیا گیا۔ بلکہ یہ تفسیری اور با محاورہ ترجمہ متقدمین کی تفاسیر کا نچوڑ ہے۔ اور عشق الٰہی اور حبّ رسول ﷺ میں ڈوب کر یہ ترجمہ کیا گیا ہے۔

اعلیٰ حضرت چونکہ علم کلام، عربی زبان وادب اور اردو زبان وادب اور دیگر علوم وفنون میں مہارت کاملہ رکھتے تھے۔ اس لئے آپ کے ترجمہ میں تعظیم الوہیت، تعظیم رسالت اور راجح تاویل کو خصوصی طور پر ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے جس سے بالعموم دیگر تراجم خالی نظر آتے ہیں۔

کنز الایمان کو دن بدن مقبولیت حاصل ہوتی چلی گئی اور بعد میں ہونے والے بہت سارے تراجم میں مترجمین نے کنز الایمان کی پیروی کی۔

ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ کنز الایمان کو انگریزی زبان کی طرح دنیا کی مختلف اور دیگر زبانوں میں بھی منتقل کیا جائے۔ اب جب کہ کنز الایمان کا سال منایا جا رہا ہے۔ اس موقع پر ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی کے صدر اور اراکین اور معاونین کا کراچی میں سالانہ کنز الایمان انٹرنیشنل کانفرنس کا انعقاد اور معارف رضا کے کنز الایمان کے نمبر کی اشاعت جو گراں قدر مقالہ جات اور محققانہ مضامین پر مشتمل ہے۔ قابل صد تحسین وآفرین ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل کراچی کو اپنے مقاصد حسنہ میں بیش از بیش کامیابی وکامرانی عطا فرمائے اور اس کے عہدے دار واراکین اور معانین کی جملہ مساعی کو اپنے پیارے حبیب ﷺ کے وسیلہ سے مقبول ومنظور فرمائے۔

آمین ثم آمین

والسلام مع الکرام

ڈاکٹر محمد اشفاق جلالی
03005460234
گورنمنٹ ڈگری کالج جی ٹی روڈ جہلم

NO. m-4/2009-115

شیخ الجامعہ

کراچی یونیورسٹی، کراچی

پیغام

ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کی جانب سے ۲۹ ویں سالانہ دو روزہ کانفرنس بعنوان ''کنز الایمان فی ترجمۃ القران'' کے انعقاد کے موقع پر محترم جناب صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری صاحب سمیت تمام معزز اراکین ادارہ کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو کامیابی سے ہمکنار کرے۔ آمین

امام احمد رضا کی شخصیت اردو ادب کے حوالے سے بہت نمایاں ہے. آپ اپنے وقت کے ایک معتبر عالم دین تھے اور خصوصیت یہ تھی کہ اردو، عربی اور فارسی تینوں زبانوں پر یکساں عبور حاصل تھا اور تینوں زبانوں میں نہ صرف ادب کے حوالے سے بلکہ تمام علوم وفنون کے عنوانات پر سینکڑوں کتابیں منظوم ومنثور دونوں اصناف پر یادگار چھوڑی ہیں. نعت رسول مقبول ﷺ کے حوالے سے تو آپ کا نام بڑا ہے. آپ کا نعتیہ دیوان ''حدائق بخشش'' جو کہ تین حصوں پر مشتمل ہے اپنی مثال نہیں رکھتا اور آپ کے نعتیہ اشعار عموماً اور سلام رضا ''مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام'' کے الفاظ نہ صرف برصغیر پاک وہند بلکہ تمام عالم داکناف میں گونجتے ہیں. اتنا مزید عرض کرتا چلوں کہ بات صرف نعت رسول مقبول ﷺ کی نہیں کیونکہ نعت گو شعراء تو دوسرے بھی بہت ہیں جنھوں نے ایک چھوڑ کئی کئی دیوان نعت یادگار چھوڑے ہیں مگر جو عشق رسول ﷺ سے سرشار امام احمد رضا کے کلام کا ہر مصرعہ عشق رسول ﷺ کا آئینہ ہے اور یہ عشق رسول ﷺ نعتیہ دیوان کے ساتھ ساتھ ترجمہ قرآن میں بھی غالب نظر آتا ہے شاید اسی باعث آپ نے اپنے کیئے ہوئے ترجمہ قرآن کا نام کنز الایمان فی ترجمۃ القران رکھا ہے

امام احمد رضا کے ترجمہ قران کو ایک صدی مکمل ہو چکی ہے مگر اس ترجمہ قران کی مقبولیت میں کوئی کمی نہیں آئی اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ اکثر ترجمین نے کسی ایک اردو ادب کے دبستان کے حوالے سے ترجمانی کی ہے مگر امام احمد رضا نے برصغیر پاک وہند میں بولی جانے والی اردو زبان کے تمام دبستانوں کی چاشنی کو اپنے ترجمہ میں بوقت ضرورت جگہ دی ہے اس لئے اس کی زبان متروک نہیں ہوتی اور ہر زمانے میں یہ ترجمہ مقبولیت پاتا رہا جبکہ سوائے چند اردو تراجم قرآن کے لوگوں کی زبان پر دیگر تراجم کے تذکرے نہیں ہوتے اور عشاقان رسول نوری ترجمہ قرآن کو بہت زیادہ سراہتے ہیں.

آخر میں ایک دفعہ پھر اس صد سالہ جشن کنز الایمان کے موقع پر اپنی جانب سے مبارکباد پیش کرتا ہوں اور آپ کی دو روزہ کانفرنس کی کامیابی کے لئے دعا گو ہوں.

۲رفروری ۲۰۰۹ء

(پروفیسر ڈاکٹر پیرزادہ قاسم رضا صدیقی)

بریلوی ترجمۂ قرآن کا علمی تجزیہ
کا تنقیدیؔ جائزہ

ڈاکٹر فضل الرحمٰن شرر مصباحی ☆

مولوی اخلاق حسین قاسمی دہلوی کی کتاب ''بریلوی ترجمہ قرآن کا علمی تجزیہ'' ادارہ رحمت عالم شیخ چاند اسٹریٹ لال کنواں دہلی سے شائع ہوئی ہے جس میں امام احمد رضا فاضل بریلوی کے ترجمہ قرآن کنز الایمان اور مولانا نعیم الدین مراد آبادی کی تفسیر خزائن العرفان کو ہدف ملامت بنایا گیا ہے اور اصل موضوع سے ہٹ کر حدائق بخشش کے بعض اشعار پر بھی تیغ آزمائی کی گئی ہے۔

پوری کتاب کے سرسری جائزہ کے بعد اس کتاب کی وجہ تصنیف اس کے سوا کچھ نظر نہیں آتی کہ رابطہ عالم اسلامی کی سفارش پر حکومت سعودیہ نے کنز الایمان اور خزائن العرفان پر جو پابندی لگا رکھی ہے اس کو حق بجانب قرار دے کر اپنی وفاداری کا اظہار کیا جائے اور اس کے صلہ میں مادی فوائد حاصل کیے جائیں۔

مولانا قاسمی نے جگہ جگہ افسانے گھڑے ہیں اور انہیں اپنے خامہ زریں ختامہ کے زور سے پرکشش بنانے کی کوشش کی ہے لیکن ایسا محسوس ہوتا ہے کہ موصوف کے دل و دماغ کے درمیان سرد جنگ ہوتی رہی ہے جس کے نتیجے میں کہیں تو غلط بیانی اور دروغ گوئی کی اوٹ سے مجبور حقیقت کا رنگ جھلکتا دکھائی دیتا ہے اور کہیں ناخواستہ طور پر حقیقت کا برملا اظہار ہو گیا ہے۔ جس کے چھپانے پر وہ قادر نہ ہو سکے۔

قرآن کریم کے ترجمے دنیا کی بیشتر زبانوں میں ہو چکے ہیں۔ عربی زبان کی وسعت کے سبب قرآنی مفاہیم کو دیگر زبانوں میں منتقل کر کے اصل مراد تک پہنچنا بجائے خود بڑا غیر معمولی کارنامہ ہے اور یہ کار اہم وہم سر انجام دے سکتا ہے جسے عربی زبان کی مہارت اور قرآنی اسلوب بیان کی صحیح تشخیص کے ساتھ ساتھ اس زبان کے مالہ وماعلیہ کا بھی بھرپور علم ہو جس زبان میں ترجمہ مقصود ہے۔ اس لیے ہر ترجمہ قرآن کا علمی تجزیہ کیا جا سکتا ہے خواہ وہ مولانا شاہ رفیع الدین کا ہو یا مولانا بریلوی کا اور اگر یہ تجزیہ ذاتی اغراض اور جماعتی پالیسی کے علی الرغم خالص مبنی بر علم و اخلاص ہو تو بلاشبہ اسے نگاہ تحسین سے دیکھنا چاہئے۔

متذکرہ کتاب میں فاضل بریلوی کے ترجمہ قرآن کے (مزعومہ) اغلاط کا تعاقب کیا گیا ہے اور اس کے لیے جو انداز اختیار کیا گیا ہے وہ بجائے خود اس امر کی غمازی کرتا ہے کہ قاسمی صاحب کے نزدیک فاضل بریلوی کی شخصیت کنز الایمان کے مطالعہ سے پہلے ہی ناپسندیدہ رہی ہے۔

زیر نظر مضمون میں ہمیں ان اعتراضات سے کوئی سروکار نہیں ہے جو مولانا قاسمی کی تبحر علمی کا تمسخر اڑا رہے ہیں بلکہ اس مخصوص مزاج کی نشاندہی مقصود ہے جس کے تحت موصوف کا قلم حرکت کرنے پر مجبور نظر آتا ہے۔

جیسا کہ عرض کیا گیا کہ کتاب کا نام ''بریلوی ترجمہ قرآن کا علمی تجزیہ'' ہے مجھے یہ لکھنے میں خوشی محسوس نہیں ہو رہی ہے کہ قاسمی صاحب نے ''تجزیہ'' کی یاء پر تشدید کا ٹھپا لگا کر عربی علم الصرف کے ابواب مزید فیہ میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا ہے پھر بھی اسے واضح کرنے کی ضرورت یوں پیش آئی کہ قاسمی صاحب اسی طرح کے بعض غلط الکتابتہ کو مصنف کا عمل اختیاری قرار دے کر لایعنی ہفوات سے صفحات سیاہ کرتے گئے ہیں۔

علمی تجزیہ کا اصل مضمون صفحہ ۵ سے شروع ہوتا ہے۔ فاضل بریلوی کی ایک مشہور رباعی کا صرف ایک مصرع

قرآن سے میں نے نعت گوئی سیکھی

نقل کر کے آگے یوں گل افشانی کی گئی ہے ''مولانا کے اس مصرع سے یہ حقیقت واضح ہے کہ مولانا بریلوی کا اصلی مذاق نعت گوئی تھا اور انہیں قرآن جیسی کتاب حقائق سے وہی چیز ملی جس کے وہ اہل تھے۔''

پھر چند سطروں کے بعد یوں رطب اللسان ہیں ''فقہاء نے اس کتاب ہدایات سے قانون فقہ کے مسائل نکالے، فلسفہ وکلام کے آئمہ نے اپنے ذوق کی تسکین کی، ادب وبلاغت کے ماہرین نے بلاغت وفصاحت کے لطائف اخذ کیے۔''

کچھ اور آگے یوں رقمطراز ہیں ''مولانا احمد رضا خاں صاحب ایک صاحب کمال نعت گو شاعر تھے مرحوم نے اپنے اسی فطری ذوق کے ساتھ قرآن کریم کا مطالعہ کیا اور انہیں اپنے طلب کے مطابق اسی ذوق کی غذا مل گئی۔''

قاسمی صاحب کی دعا ہے کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب کو قرآن جیسی کتاب حقائق سے وہی چیز ملی جس کے وہ اہل تھے یعنی انہوں نے نہ تو فقہاء کی طرح فقہ کے مسائل اخذ کیے نہ آئمہ فلسفہ وکلام کی طرح ذوق حکمت وکلام کی تسکین کی اور نہ ماہرین ادب وبلاغت کی طرح بلاغت وفصاحت (فصاحت وبلاغت ہونا چاہئے یا ممکن ہے وہاں کی ٹکسالی زبان یہی ہو۔ شرر) کے لطائف اخذ کیے بلکہ سیکھی بھی تو کیا؟ نعت گوئی جس کا ثبوت مولانا بریلوی کا یہ مصرع ہے: ع

قرآن سے میں نے نعت گوئی سیکھی

ہم اس کی قدرے وضاحت بعد میں کریں گے کہ اس مصرع کا مفہوم کیسا ہے اور لب ولہجہ سے مفہوم کہاں سے کہاں پہنچ جاتا ہے یا کسی لفظ پر زور دینے سے معانی کیسے بدل جایا کرتے ہیں۔ کم سے کم اتنی بات کا اعتراف تو قاسمی صاحب کو بھی بادل ناخواستہ سہی مگر کرنا ہی پڑا کہ ''مولانا احمد رضا خاں صاحب ایک صاحب کمال نعت گو شاعر تھے'' اگر قارئین قاسمی صاحب کی ذات مع الصفات اور ان کے گروہی امتیازات سے واقف ہوں گے تو ان کے قلم سے یہ اعتراف کمال بھی خلاف توقع اور ایک شئے زائد کا اعتراف ہے اور بلاشبہ مولانا فاضل بریلوی کے کمال فن کا یہ جبروت ہے جس نے قاسمی صاحب جیسے معاند کے اعصاب پر سوار ہو کر اعتراف کمال پر مجبور کر دیا ہے۔

الفضل ما شهدت به الاعداء

ورنہ ان کا حقیقی چہرہ تو یہ ہے کہ وہ حدائق بخشش کے اشعار تک نقل کرنے میں قلمی خیانت کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتے۔

قطع نظر اس سے کہ ''قانون وفقہ کے مسائل نکالے'' میں فقہ کے مسائل تو سمجھ میں آتے ہیں لیکن قانون کے مسائل کیا بلا ہے؟ اسے ان کی بلا جانے یا ''ادب وبلاغت کے ماہرین نے بلاغت وفصاحت کے لطائف اخذ کیے۔'' میں فصاحت وبلاغت کی جو ٹانگ توڑ کر رکھ دی گئی ہے اسے ان کی سادہ وعلیل طبیعت پر محمول کرنا غلط نہ ہوگا۔ حقیقت یہ ہے کہ مصرع مذکور الصدر کا مفہوم خود قاسمی صاحب کے عندیہ میں بھی یہ نہیں ہے کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب نے قرآن جیسی کتاب حقائق سے صرف نعت گوئی سیکھی انہیں ہرگز یہ دھوکا نہیں ہوا ہے اور یہ دھوکا ہو بھی کیسے سکتا ہے جبکہ ان کے سامنے حدائق بخشش موجود ہے۔ جس میں یہ مصرع اپنی تمام وکمال رباعی میں موجود ہے البتہ قارئین کے علمی تجزیہ کو ضرور اندھیرے میں رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اگر ان کی نیت صاف ہوتی تو مصرع کی جگہ پوری رباعی نقل کرتے لیکن قلمی دیانت کا یہ عمل آں موصوف کے اس مخصوص نظریے کو پامال کر دیتا جو اس کتاب کی تصنیف کے لیے علت غائی کی حیثیت رکھتا ہے۔

دراصل معانی ومفاہیم کے تعین میں لب ولہجہ کا بڑا دخل ہے بولنے میں ہم جو لب ولہجہ اختیار کرتے ہیں تحریر اس کی بھرپور نمائندگی نہیں کرتی تاہم

سیاق وسباق سے مفہوم مراد تک پہنچنا دشوار نہیں ہوتا مثلاً اردو کا ایک سادہ جملہ ہے، ''میں نے آپ کو دیکھا تھا''۔ اگر لفظ ''میں نے'' پر زور دیجئے تو اس کا مفہوم یہ ہوگا کہ کسی اور نے نہیں بلکہ میں نے (صرف میں نے) آپ کو دیکھا تھا اور اگر ''آپ کو'' پر زور دیجیے تو مفہوم یہ ہوگا کہ میں نے کسی اور سے نہیں بلکہ آپ کو (صرف آپ کو) دیکھا تھا۔ بالکل اسی طرح یہ مصرع بھی ہے ''قرآن سے میں نے نعت گوئی سیکھی''۔ اگر ''قرآن سے'' پر زور دیجئے تو یہ مفہوم ہوگا کہ میں نے کی اور سے نہیں بلکہ قرآن سے (صرف قرآن سے) نعت گوئی سیکھی اور نعت گوئی پر زور دیجئے تو یہ مفہوم ہوگا کہ میں قرآن سے نعت گوئی (صرف نعت گوئی) سیکھی۔

قاسمی صاحب نے اسی دوسری شق کو اختیار کیا ہے اور بجائے رباعی کے صرف ایک مصرع لکھ کر قارئین کو گمراہ کرنے کی کوشش کی ہے اب پوری رباعی پیش کی جارہی ہے تاکہ شق اول کی تعین میں شک کی گنجائش نہ رہ جائے۔

ہوں اپنے کلام سے نہایت محظوظ
بیجا سے ہے المنۃ للہ محفوظ
قرآن سے میں نے نعت گوئی سیکھی
یعنی رہے احکام شریعت ملحوظ

ناظرین خود فیصلہ کریں کہ رباعی کا آخری مصرع جو کہ رباعی کی جان ہوا کرتا ہے صاف صاف نہیں بتا رہا ہے کہ مولانا بریلوی نے اپنی نعت گوئی کا مصدر قرآن جیسی کتاب حقائق وہدایات کو بنایا ہے جس میں سارے احکام شریعت موجود ہیں۔ اگر مصرع ثالث کا وہی مفہوم ہے جو قاسمی صاحب نے سمجھا ہے (بلکہ سمجھانے کی کوشش کی ہے) تو

یعنی رہے احکام شریعت ملحوظ

بالکل بے جوڑ اور بے معنی ہو کر رہ جاتا جس کی توقع ایک صاحب کمال نعت گو شاعر سے تو کیا خود قاسمی صاحب سے بھی نہیں کی جاسکتی۔

مکرر عرض ہے کہ قاسمی صاحب کو خوب معلوم ہے کہ اس مصرع کا مفہوم کیا ہے اسی لیے انہوں نے پوری رباعی کی قارئین کو ہوا تک نہ لگنے دی بلکہ صاف صاف تین مصرعے ڈکار گئے لیکن ایک میں تو کیا کوئی بھی غیر جانبدار شخص جب حقائق کی کھوج کرے گا تو یہ نگلے ہوئے مصرعے آنتوں سے باہر کھینچ لے گا۔

مولانا قاسمی صاحب پڑھے لکھے ہیں۔ ان کی تحریروں سے اندازہ ہوتا ہے کہ انہیں اردو زبان سے بھی لگاؤ ہے لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بیان کی صحت اور صداقت پر مصلحت وسیاست کا غلاف چڑھانے میں انہوں نے دل سے زیادہ دماغ کی قوتوں کو ضائع کیا ہے۔ اس عقدہ کی گرہ کشائی انہیں کے ناخن عقل نے کی ہے کہ جن لوگوں کو حدائق بخشش دستیاب نہ ہو سکے گی یا جو لوگ متذکرہ رباعی کے چاروں مصاریع پر مطلع نہ ہو سکیں گے اگر ان میں سے چند افراد بھی ان کی باتوں میں آگئے تو مقصود حاصل کتاب کی قیمت سود سمیت وصول۔

''علمی تجزیہ'' میں قاسمی صاحب نے جگہ جگہ پر مولانا فاضل بریلوی کو نامناسب اور تہذیب سے گرے ہوئے الفاظ سے یاد کیا ہے۔ یہاں بھی مصلحت فاتح نظر آرہی ہے۔ قاسمی صاحب بذات خود نہ بدتمیز ہیں نہ بدتہذیب لیکن پھر بھی ان کے طعن وتعریض کا خنجر مصلحت کے زہر آب میں بجھا ہوا ہے۔ سنا گیا ہے کہ علمی تجزیہ کو عربی زبان کا جامہ پہنا کر اس ناظورہ حسن کو عرب شیوخ کی خدمت میں پیش کرنے کے لیے کسی عربی داں کی خدمات حاصل کر لی گئی ہیں اگر یہ سچ ہے تو یہ سارے سب وشتم قاسمی صاحب کے بطن مجبوری سے پیدا ہو کر ہم سے خاموشی اختیار کرنے کے طالب ہیں۔

علمی تجزیہ پر شروع سے آخر تک جو مخصوص رنگ وروغن چڑھا ہوا ہے اس کی ایک مثال شروع کے صفحہ سے دی گئی ہے اب ایک مثال آخر کے صفحات

سے پیش ہے۔

فاضل بریلوی کی حدائق بخشش سے دو اشعار سے حاشیہ نقل کر کے اس کا مذاق اڑایا گیا ہے ہم یہاں علمی تجزیہ سے دونوں اشعار مع حاشیہ نقل کرتے ہیں۔قوسین کی پوری عبارت علمی تجزیہ سے منقول ہے۔

(ان کی نبوت ان کی ابوت ہے سب کو عام
ام البشر عروس انہیں کے پسر کی ہے
ظاہر میں میرے پھول باطن میں میرے نخل
اس گل کی یاد میں یہ صدا بوالبشر کی ہے

اب حاشیہ نگار کی تشریح ملاحظہ کیجئے۔آدم جب حضور کو یاد کرتے تو یوں کہتے "یا ابنی صورۃً و آبائی "معنی اے ظاہر میں میرے بیٹے اور حقیقت میں میرے باپ)

ان دونوں شعروں اور حاشیہ نگار کی تشریح پر قاسمی صاحب کا قلم جس قدر گرجا برسا ہے یہاں اس کا ذکر یا جواب مقصود نہیں ہے بلکہ کہنا یہ ہے کہ حدائق کا جو نسخہ موصوف کے پاس ہے اس میں "ابی" کی جگہ غلط الکتابتہ سے آبائی چھپ گیا ہے جسے خود بدولت بھی کتابت کی غلطی تسلیم کرتے ہیں لیکن طرفہ ستم یہ کہ اس کی تصحیح ابی کی جگہ آبائی سے کر کے آنکھوں میں دھول نہیں مرچیں جھونک رہے ہیں۔علمی تجزیہ کی عبارت ملاحظہ ہو:

"آبائی کیا لفظ ہے اب کی جمع ابای آتی ہے یہ آبائی ہوگا۔کتابت کی غلطی سے الف مقصورہ رہ گئی ہے اس صورت میں حضرت آدم کی زبان سے غلط عربی عبارت نکلوائی گئی ہے۔"(صفحہ ۱۱۹)

قاسمی صاحب کے سامنے حدائق بخشش مطبوعہ چمن آفسیٹ پریس سوئیوالان دہلی کا نسخہ ہے یہی نسخہ اس وقت میرے پیش نظر ہے۔اول تو مذکورہ بالا دونوں شعروں کے لیے حدائق بخشش جلد اول صفحہ آٹھ کا حوالہ دیا گیا ہے جو سراسر غلط ہے۔صفحہ آٹھ پر تو ردیف الف کا قصیدہ بھی ختم نہیں ہوتا جبکہ یہ دونوں اشعار ردیف یاء کے ہیں۔بالائے ستم یہ کہ دوسرے شعر کے مصرع اول میں باطن کا لفظ حدائق میں سرے سے موجود نہیں ہے نہ ہی "باطن" کے ساتھ یہ مصرع موزوں ہے بلکہ خارج البحر ہے۔قاسمی صاحب کے مجربات میں سے ایک نسخہ کیمیا یہ بھی ہے کہ شعر کو غلط لکھ کر اس کی ناموزونی کا الزام بھی شاعر کے سر تھوپ دیا جائے۔

یکے او خوب روئی دگر آراستی خودرا
بنا معلوم شد مارا کہ قصد جان ما داری

اس تحریف وخیانت کا سہرا تنہا قاسمی صاحب کے سر ہے یا حضرت کاتب بھی شریک وسہیم ہیں یہ وہ جانیں میں یہ کہہ کر اپنی ذمہ داری سے عہدہ بر اہو رہا ہوں کہ متذکرہ نعتیہ اشعار،بحر مضارع مثمن اخرب محذوف میں کہے گئے ہیں جن کے عروض وضرب میں حذف وقصر کا اجتماع اہل عروض کے نزدیک بالاتفاق جائز ہے۔محولہ نسخہ حدائق میں مصرع یوں ہے ؏

ظاہر میں میرے پھول حقیقت میں میرے نخل

اب ذرا قاسمی صاحب کی عبارات کا بھی علمی تجزیہ ملاحظہ ہو:

(۱) ''اباٸی کیا لفظ ہے۔''اب کی جمع اباٸی آتی ہے''۔سبحان اللہ صحاح وقاموس اور لسان واقرب سب پر پانی پھیر دیا نیز ''اباٸی کیا لفظ ہے'' یہ کون سی اردو ہے یا کہاں کی اردو ہے؟

(۲) ''یہ آباٸی ہوگا کتابت کی غلطی سے الف مقصورہ رہ گٸی ہے''۔یہاں صیغہ جمع کا سوال کہاں پیدا ہوتا ہے جبکہ حاشیہ نگار نے ترجمہ میں اس کو صاف کردیا ہے اور اگر بقول قاسمی صاحب آباٸی ہوگا تو پھر الف مقصورہ کا سوال کہاں اٹھتا ہے۔علاوہ ازیں الف مقصورہ مونث کب ہے؟ بر سبیل تذکرہ قلمی خیانت کے ذیل میں علمی تجزیہ صفحہ آٹھ کے حاشیہ سے فاضل بریلوی کا ایک اور شعر نقل کررہا ہوں۔

سر عرش پر ہے تیری گذر دل فرش پر ہے تیری نظر
ملکوت و ملکیت میں کوٸی شے نہیں وہ جو تجھ پر عیاں نہیں

مولانا قاسمی نے اس ایک شعر میں پانچ خیانتیں کی ہیں۔

(۱) تیری بروزن فعلن (دو سبب خفیف سے مرکب) اصل شعر میں تیری بروزن فعل،

(۲) گذر......اصل شعر میں گزر،

(۳) تیری......خیانت ایک کی تکرار،

(۴) ملکیت......اصل شعر میں ملک،

(۵) تجھ پر......اصل شعر میں تجھ پہ۔

اب ذرا قاسمی صاحب اپنے دامن اور بند قبا کو بھی دیکھتے چلیں۔ابی کی جگہ آباٸی ہوگیا تو کتابت کی غلطی تسلیم کرتے ہوئے بھی دامن ہوش کھو بیٹھے اب علمی تجزیہ سے قرآن حکیم کی دو آیات نقل کررہا ہوں اور قاسمی صاحب ہی سے انصاف کا طالب ہوں۔صفحہ ۹۸ ''قُلْ مَنْ بِیَدِہٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ ''اس آیت مبارکہ میں من حرف جار بنا کر پھر حرف جار کو حرف جار پر چڑھا کر خلیل وسیبویہ کو پیچھے ڈھکیل دیا گیا ہے اور خود قرآن حکیم کے ساتھ بے احتیاطی کی حد کردی گٸی ہے قرآن میں مَنْ اور اس کے بعد ایک چھوٹی سی میم ہے۔اصل آیہ کریمہ یوں ہے:

قُلْ مَنْ م بِیَدِہٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ

(المومنون ۲۳/۸۸)

صفحہ ۱۰۳ ''وَاسْتَغْنَی اللّٰہَ وَاللّٰہُ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ'' یہاں اللہ کو مفعول بہ کا اعراب دے دیا گیا ہے جبکہ اللہ استغنی کا فاعل ہے۔اصل آیہ کریمہ ملاحظہ ہو:

وَّاسْتَغْنَی اللّٰہُ ط وَاللّٰہُ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ O

(التغابن ۶۴/۶)

آخر میں عرض ہے کہ سچاٸی ہر حال میں سچاٸی ہے۔ایمان کی روشنی کو بے ایمانی کے پردہ ظلمات میں چھپایا نہیں جاسکتا،اور جھوٹ کو ہزار بار دوہرا کر اس کو سچ نہیں بنایا جاسکتا۔

خضاب پردہ پیری نمی شود صاٸب
بہ مکر وحیلہ خزاں را بہار نتواں کرد

×......×......×

العلیم فاؤنڈیشن ٹرسٹ (پاکستان) کی سفیرِ اسلام، مبلّغِ اعظم

شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی قادری میرٹھیؒ پر اشاعتِ خاص

آخری مراحل میں ہے !!!

مدیرِ اعلیٰ: پروفیسر محمد آصف خان علیمی قادری

شاہ محمد عبدالعلیم صدیقیؒ کی شخصیت، افکار، خدمات و اثرات پر عالم اسلام کے معروف اہل قلم کی خصوصی نگارشات اور منقبتیں، مبلغ اسلام کے نادر خطوط، مضامین، تقاریر اور شاعری کے نادر نمونے اور ممتاز علمائے اہلسنت کے تاثرات پر مبنی تاریخی اشاعت

سات زبانوں میں پہلی بار

ایک شخصیت......ایک پیغام......ایک مشن

ہر صاحبِ ایمان اور مبلّغِ اسلام کی ضرورت

اشاعت خاص اپنے موضوع پر لوازمے کے لحاظ سے ایک وقیع اور قیمتی دستاویز ہوگی، جس میں ۲۰ ویں صدی کی اس عظیم شخصیت کا مطالعہ، آج کے حالات میں تبلیغ دین اور غلبۂ اسلام کے لئے کام کرنے والوں کو رہنمائی دے گا۔

اپنی کاپی کے حصول کو یقینی بنانے کیلئے آج ہی رُجوع کریں اور

اس خصوصی اشاعت میں اپنے اشتہارات کی شمولیت اور تعاون کیلئے درج ذیل نمبر پر رابطہ کریں۔

0333-2153112

کنزالایمان اور دیوبندی تراجم کا موازنہ

مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمۃ

کسی بھی زبان کے مفہوم و معانی کو دوسری زبان میں منتقل کرنا جتنا مشکل کام ہے وہ اہل علم پر مخفی نہیں خصوصاً قرآن مجید کا ترجمہ تو اس لحاظ سے اور بھی زیادہ مشکل ہے کہ ایمان و اسلام کی تفصیلات اور شریعت کے احکام کا وہ اصل ماخذ بھی ہے اس لیے ترجمہ میں ذرا بھی لغزش ہوئی تو نہ صرف یہ کہ قرآن مجید کا مدعا فوت ہو کر رہ جائے گا بلکہ بسا اوقات اسلام کے بجائے کفر ہوگا۔ اس لیے قرآن مجید کے ترجمہ کے سلسلے میں صرف اردو اور عربی زبان کی واقفیت کافی نہیں بلکہ مفہوم کی صحیح تعبیر پر قدرت ہونے کے ساتھ ساتھ قرآن فہمی کی دینی بصیرت، تفاسیر کا گہرا مطالعہ، ذات باری تعالیٰ کے بارے میں صحیح تصور اور ذات نبوی علیہ الصلاۃ والتسلیم کے ساتھ غایت عشق و عقیدت اور والہانہ جذبہ واحترام کا تعلق بھی نہایت ضروری ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز جن کا قلب عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ اور جن کا ذہن بصیرت دینیہ کا خزینہ ہے، ان کے ترجمۂ قرآن یعنی کنزالایمان کے ایک ایک لفظ سے ایمان وایقان کی شعاعیں روشن ہیں جو تفاسیر معتبرہ قدیمہ کے بالکل مطابق ہے۔ جس میں خدائے ذوالجلال کی عزت وجلال کا پورا پورا لحاظ کیا گیا ہے۔ اور جس میں حضرات انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی حرمت وعظمت کی پوری پوری رعایت کی گئی ہے بہ خلاف اس کے دیوبندی مولوی جن کے قلوب ایمان سے خالی ہیں جو خدائے ذوالجلال کی ردائے عزت وجلال میں نقص وعیب کا دھبا لگاتے ہیں اور جو حضرات انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی شان میں کھلم کھلا گستاخی و بے ادبی کرتے ہیں وہ زبان اردو کے محقق اور عربی ادب کے مبصر کہے جانے کے باوجود قرآن مجید کے ترجمہ میں قدم قدم پر ٹھوکریں کھائے اور وہ کتاب الٰہی جس کی ایک ایک آیت ایمان واسلام کا درس دیتی ہے اس کے ترجمہ میں بے شمار کفریات بکتے چلے گئے۔ ثبوت کے لیے مندرجہ ذیل مثالیں ملاحظہ کیجیے:

پارہ ۲ رکوع اول میں ہے

وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعُ الرَّسُولَ مِمَّنْ يَنْقَلِبُ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ

دیوبندیوں کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی اس آیت کریمہ کا ترجمہ اس طرح لکھتے ہیں:

''اور جس سمت قبلہ پر آپ رہ چکے ہیں (یعنی بیت المقدس) وہ تو محض اس کے لیے تھا کہ ہم کو (یعنی اللہ کو) معلوم ہو جائے کہ کون تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اتباع اختیار کرتا ہے اور کون پیچھے کو ہٹتا جاتا ہے۔''

مولوی اشرف علی تھانوی نے عربی اردو ڈکشنری میں العلم کا ترجمہ جاننا اور معلوم ہونا پڑھا تھا بس اس کے مطابق آیت کریمہ میں لِنَعْلَمَ کا ترجمہ ''ہم کو یعنی اللہ کو معلوم ہو جائے'' لکھ دیا لیکن اتنا نہ سوچ سکے کہ ''معلوم ہو جائے'' کا محاورہ اس کے لیے استعمال کیا جائے گا جس کو پہلے معلوم نہ ہو اور

اللہ تعالیٰ تو ہر چیز کا ازلی و ابدی طور پر جاننے والا ہے پھر اس کے بارے میں ''معلوم ہو جائے'' کا کیا مطلب؟......اور کنزالایمان میں آیت مذکور بالا کا ترجمہ یوں لکھا گیا:

''اور اے محبوب تم پہلے جس قبلہ پر تھے ہم نے وہ اسی لیے مقرر کیا تھا کہ دیکھیں کون رسول کی پیروی کرتا ہے اور کون الٹے پاؤں پھر جاتا ہے۔''

یعنی کنزالایمان میں لِنَعْلَمَ کا ترجمہ ''دیکھیں'' لکھا گیا ہے۔ اب رضوی اور تھانوی ترجمہ کا موازنہ کرنے سے ہر انصاف پسند پر بالکل عیاں ہو گیا کہ دیوبندیوں کے حکیم الامت نے قرآن کی ترجمانی نہیں کی ہے بلکہ عربی کی اردو بنائی ہے، جس سے خدائے تعالیٰ کا نہ جاننا یعنی جاہل ہونا لازم آتا ہے اور اعلیٰ حضرت نے کنزالایمان میں قرآن مجید کی صحیح طور پر ترجمانی کی ہے۔

پارہ ۴ ررکوع ۵ رمیں ہے

وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ

اس آیت کریمہ کا ترجمہ شیخ دیوبند مولوی محمود الحسن نے اس طرح لکھا ہے:

''اور ابھی تک معلوم نہیں کیا اللہ نے جو لڑنے والے ہیں تم میں اور معلوم نہیں کیا ثابت رہنے والوں کو۔''

اور کنزالایمان میں اعلیٰ حضرت نے یوں ترجمہ فرمایا:

''اور ابھی اللہ نے تمہارے غازیوں کا امتحان نہ لیا اور نہ صبر والوں کی آزمائش کی۔''

یعنی شیخ دیوبند نے اس آیت کریمہ کے ترجمہ میں یہ لکھ دیا کہ خدائے تعالیٰ کو لڑنے والوں اور ثابت رہنے والوں کا علم نہیں جو قرآن کے منشا کے بالکل خلاف ہے......اور اعلیٰ حضرت کا ترجمہ قرآن کی منشا کے عین مطابق ہے کہ: خدائے تعالیٰ کو غازیوں اور صبر والوں کا علم تو ہے لیکن ابھی امتحان اور آزمائش باقی ہے۔

پارہ ۹ ررکوع ۲ رمیں ہے

فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ

ابوالاعلیٰ مودودی جو ائمہ کرام اور مجتہدین عظام کو اپنے آگے طفل مکتب سمجھتے ہیں اس آیت کریمہ کا ترجمہ اپنی کتاب ''تفہیمات'' حصہ اول صفحہ ۱۳۴ رمیں یوں کرتے ہیں:

''سو اللہ کی چال سے تو وہی لوگ بے خوف ہوتے ہیں جن کو برباد ہونا ہے۔''

اس ترجمہ میں مودودی نے خدائے قدوس کے بارے میں ''چال'' کا لفظ استعمال کیا ہے جو اردو زبان کے بہت بڑے ادیب کہے جاتے ہیں اور جنھوں نے بہ زعم خویش مسلمانوں کی فلاح و بہبودی کے لیے بے شمار کتابیں لکھی ہیں۔ اس سلسلے میں ہمیں صرف اتنا کہنا ہے کہ خدائے تعالیٰ ایسے مصنفین کی ''چال'' سے ہمیں محفوظ رکھے۔ آمین۔ اب کنزالایمان کا ترجمہ پڑھیے اور اس کی خوبی کی داد دیجیے۔ اعلیٰ حضرت نے آیت مذکور بالا کا ترجمہ اس طرح فرمایا ہے:

''تو اللہ کی خفیہ تدبیر سے نڈر نہیں ہوتے مگر تباہی والے۔''

مولوی عبدالشکور کاکوروی اپنے ماہ نامہ النجم مورخہ ۱۱رجون ۱۹۳۷ء میں یوں رقم طراز ہیں کہ:

''نبی کریم نے فرمایا اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰی اِلَیَّ

(پارہ ۱۶ررکوع ۳)

یعنی میں تمہاری طرح ''ایک معمولی انسان'' ہوں اگر تم میں اور مجھ میں کچھ فرق ہے تو صرف اتنا کہ میں تمہارے پاس خدائے تعالیٰ کا پیام لایا ہوں۔''

اس ترجمہ میں کاکوروی نے افضل الخلق سید المرسلین علیہ التحیۃ والتسلیم کو عام لوگوں کی طرح ''ایک معمولی انسان'' لکھ کر اپنی رسول دشمنی کو آشکارا کیا ہے اور قرآن کریم کی کھلم کھلا تحریف بھی کی ہے اس لیے کہ آیت کریمہ میں ہرگز کوئی ایسا لفظ نہیں ہے کہ جس کا ترجمہ ''ایک معمولی انسان'' کیا جائے۔ اب کنزالایمان کا ترجمہ ملاحظہ فرمایئے:

''تم فرماؤ ظاہر صورت بشری میں تو تم جیسا ہوں مجھے وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔''

اس ترجمہ میں اللہ کے پیارے نبی کی عظمت کا لحاظ کرنے کے ساتھ قرآن کے ہر لفظ کی بھی پوری رعایت کی گئی ہے جیسا کہ واضح ہے۔

پارہ ۱۶ررکوع ۱۶رمیں ہے وَعَصٰی اٰدَمُ رَبَّہٗ فَغَوٰی اس آیت کریمہ کا ترجمہ مولوی عاشق الٰہی دیوبندی نے اس طرح لکھا ہے:

''اور آدم نے نافرمانی کی اپنے رب کی پس گم راہ ہوئے۔''

اس ترجمہ میں عاشق الٰہی دیوبندی نے حضرت آدم علیہ السلام کو گم راہ ٹھہرایا حالاں کہ حضرات انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام بعثت سے پہلے بھی گم راہی سے محفوظ رہتے ہیں جیسا کہ تفسیر عزیزی پارۂ عم صفحہ ۲۲۱ر میں ہے: انبیا قبل از بعثت نیز از ضلال وکفر اصلی وطبعی معصوم ومحفوظ اند......

لیکن دیوبندی مترجم نے بلا کھٹک حضرت آدم علیہ السلام کو گم راہ لکھ دیا۔ اب کنزالایمان کا ترجمہ ملاحظہ فرمایئے:

''اور آدم سے اپنے رب کے حکم میں لغزش واقع ہوئی تو جو مطلب چاہا تھا اس کی راہ نہ پائی۔''

اس ترجمہ میں حضرت آدم علیہ السلام کے علوے مرتبت کا لحاظ کرنے کے ساتھ لفظ فَغَوٰی کا صحیح ترجمہ کیا گیا ہے، جس کی تائید تفسیر کی مشہور کتاب جمل کی اس عبارت سے بھی ہوتی ہے: قولہ فغوی ای ضل عن مطلوبہ وھو الخلود فی الجنۃ

پارہ ۱۷ررکوع ۶رمیں ہے فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَیْہِ اس آیت کا ترجمہ شیخ دیوبند مولوی محمود حسن نے اس طرح لکھا ہے۔

''پھر (یونس نے) سمجھا کہ ہم نہ پکڑ سکیں گے اس کو۔''

اور فتح محمد جالندھری نے یوں لکھا ہے:

''اور (یونس نے) خیال کیا کہ ہم ان پر قابو نہیں پاسکیں گے۔''

اس آیت کریمہ کے ترجمہ میں شیخ دیوبند اور جالندھری، حضرت یونس علیہ السلام پر یہ اتہام لگایا کہ ان کا یہ خیال تھا کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر قابو نہیں پاسکتا اور نہ میری پکڑ کی طاقت رکھتا ہے، یعنی ان مترجمین کے نزدیک حضرت یونس علیہ السلام، خدائے تعالیٰ کی قدرت پر ایمان نہیں رکھتے تھے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔

اصل میں شیخ دیوبند اور جالندھری نے یہ سمجھا کہ آیت کریمہ کا لفظ "نقدر" القدرۃ سے مشتق ہے، بس بغیر سوچ سمجھے قرآن کی منشا کے خلاف اس کی اردو بنادی حالاں کہ یہ "نقدر" القدر سے مشتق ہے۔ کنزالایمان میں آیت مذکور کا ترجمہ اس طرح کیا گیا ہے:

"تو گمان کیا (یونس علیہ السلام نے) کہ ہم اس پر تنگی نہ کریں گے۔"

اعلیٰ حضرت کا یہ ترجمہ قرآن کی منشا کے عین مطابق ہے اور حضرت یونس علیہ السلام پر کسی قسم کا اتہام لگانے سے پاک ہے۔

مولوی اشرف علی تھانوی نے قُلْ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلْكَـٰفِرُونَ کا ترجمہ اس طرح لکھا ہے: "آپ کہہ دیجیے کہ اے کافرو!" اور اعلیٰ حضرت نے کنزالایمان میں اس طرح ترجمہ فرمایا ہے: "تم فرماؤ اے کافرو!"...... ان دونوں ترجموں پر غور کرنے سے اچھی طرح واضح ہو جاتا ہے کہ تھانوی صاحب کے ترجمہ سے نہ تو اللہ رب العزت کی حضور علیہ الصلاۃ والسلام پر برتری ظاہر ہوتی ہے اور نہ حضور کے مخاطبین پر حضور کی عظمت واضح ہوتی ہے۔ برخلاف اس کے کنزالایمان کے ترجمہ میں دونوں پہلو کی پوری رعایت کی گئی ہے اس لیے کہ آمر یعنی حکم فرمانے والا خدائے تعالیٰ ہے اور مامور یعنی جن کو حکم دیا جارہا ہے وہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام ہیں تو رضوی ترجمہ کا لفظ "تم" بتارہا ہے کہ آمر مامور سے برتر و اعلیٰ ہے اور لفظ "فرماؤ" پتہ دے رہا ہے کہ خدائے تعالیٰ کی طرف سے حضور علیہ السلام مخاطبین کے لیے فرماں روا بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ اسے کہتے ہیں ترجمہ...... اور تھانوی صاحب نے ترجمہ نہیں کیا ہے بلکہ عربی کی اردو بنائی ہے۔

سورۂ فاتحہ میں ہے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ یعنی خدائے تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم فرمایا کہ اس طرح دعا مانگتے رہو۔ مولوی اشرف علی تھانوی نے اس دعائیہ جملہ کا ترجمہ یوں لکھا ہے۔

"بتلا دیجیے ہم کو سیدھا راستہ۔"

اور اعلیٰ حضرت نے اس طرح ترجمہ فرمایا ہے۔

"ہم کو سیدھا راستہ چلا۔"

یعنی مولوی اشرف علی تھانوی گویا اللہ تعالیٰ سے اس طرح دعا کر رہے ہیں کہ اب تک ہمیں سیدھا راستہ نہیں معلوم ہو سکا لہٰذا اے اللہ! ہم کو سیدھا راستہ بتلا دیجیے۔ اور اعلیٰ حضرت بارگاہِ خداوندی میں اس طرح دعا مانگ رہے ہیں کہ اے رب کریم! ہم تیرے فضل و کرم سے سیدھا راستہ پا چکے ہیں اب تو "ہم کو سیدھا راستہ چلا" اور مسلمان کے لیے یہی دعا لائق و مناسب ہے۔ اور تھانوی صاحب کی دعا تو کافروں کی دعا ہے۔

دیوبندی تراجم اور کنزالایمان کی مذکورہ بالا چند مثالوں سے اچھی طرح واضح ہو گیا کہ دیوبندی ترجمے قرآن کریم کی منشا کے خلاف ہیں اور اغلاط سے پر ہیں بلکہ اسلام کے بجائے کفر کا درس دیتے ہیں، اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کا ترجمہ جو "کنزالایمان" کے نام سے شائع ہے قرآن کی منشا کے عین مطابق ہے جس میں خدائے قدوس اور حضرات انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی عزت و عظمت کا پورا پورا لحاظ کرنے کے ساتھ قرآن کے ہر ہر لفظ کی پوری رعایت بھی کی گئی ہے۔ فللہ الحمد

❁ ❁ ❁ ❁ ❁

امام احمد رضا کا شاہ کار ترجمۂ قرآن
کنزالایمان

ڈاکٹر مولانا غلام مصطفی نجم القادری

یہ قرآن کریم کا اردو ترجمہ ہے جو دیگر اردو تراجم پر امتیازی شان رکھتا ہے۔ جو مقبولیت کی بلند ترین منزل پر فائز ہے۔ ہند و پاک اور دیگر ممالک میں اس کی اشاعت جس پیمانے پر ہو رہی ہے اس کا مقابلہ دنیا کی دیگر زبانوں کے ترجمے تو کیا خود اردو تراجم میں بھی کوئی ترجمہ نہیں کر سکتا، کنزالایمان کی خوبیاں ایسی نہیں کہ صرف امام احمد رضا کے معتقدین و مریدین ہی مداح ہیں بلکہ جنہیں امام احمد رضا سے مسلکی ہم آہنگی بھی نہیں وہ بھی جب حقیقت بیں نگاہوں سے ترجمہ امام احمد رضا کی زیارت کرتے ہیں اور اس کی تہ بہ تہ خوبیوں سے واقف ہوتے ہیں تو بے ساختہ حقیقت کا اعتراف کرنے میں کوئی تامل نہیں کرتے۔ ذیل میں ایسے ہی دو تاثرات ہدیۂ ناظرین ہیں۔

مولانا کوثر نیازی امام احمد رضا کی حقائق نگاری و آداب آموزی اور محتاط طرز نگارش سے متاثر ہو کر تحریر کرتے ہیں۔

''ادب و احتیاط کی یہی روش امام احمد رضا کی تحریر و تقریر کے ایک ایک لفظ سے عیاں ہے۔ یہی ان کا سوز نہاں ہے۔ ان کا طغرائے ایمان ہے۔ ان کی آہوں کا دھواں ہے۔ حاصل کون و مکاں ہے۔ برتر از این و آں ہے۔ باعث رشک قدسیاں ہے۔ راحت قلب عاشقاں ہے۔ سرمۂ سالکاں ہے۔ ترجمہ کنزالایمان ہے''۔ [۱]

امیر جمعیت اہلحدیث پاکستان جناب سعید بن عزیز یوسف زئی لکھتے ہیں۔

''اب آیئے اصل مضمون کی طرف جو کہ کنزالایمان کے بارے میں ہے کہ ہمارا اس کے بارے میں کیا نظریہ ہے۔ جہاں تک علمائے دیوبند کا تعلق ہے وہ تو نہایت شدومد سے اس کی مخالفت بلکہ تکفیر تک کرتے ہیں۔ مگر میں نہایت وضاحت کے ساتھ یہ کہوں گا کہ الم سے لے کر والناس تک ہم نے کنزالایمان میں نہ تو کوئی تحریف پائی ہے۔ اور نہ ہی ترجمہ میں کسی قسم کی غلط بیانی، نہ ہی کسی بدعت یا شرک کے کرنے کا جواز پایا ہے۔ بلکہ یہ ایک ایسا ترجمہ قرآن مجید ہے کہ جس میں پہلی بار اس بات کا خاص خیال رکھا گیا ہے کہ جب ذات باری تعالیٰ کے لئے بیان کی جانے والی آیتوں کا ترجمہ کیا گیا ہے تو بوقت ترجمہ اس کی جلالت علو تقدس وعظمت و کبریائی، کو بھی ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے۔ جب کہ دیگر تراجم خواہ وہ اہلحدیث سمیت کسی بھی مکتب فکر کے علماء کے ہوں۔ ان میں یہ بات نظر نہیں آتی ہے۔ اسی طرح وہ آیتیں جن کا تعلق محبوب خدا، شفیع روز جزا، سید الاولین والآخرین امام الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

زبان پہ بار خدا یا یہ کس کا نام آیا
کہ میرے نطق نے بوسے میری زباں کیلئے

---

[۱]۔ مولانا احمد رضا خاں ایک ہمہ جہت شخصیت...... مولانا کوثر نیازی ص ۴۰

سے ہے یا جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کیا گیا ہے تو بوقت ترجمہ مولانا احمد رضا خاں صاحب نے یہاں پر بھی اوروں کی طرح صرف لفظی اور معنوی ترجمہ سے کام نہیں چلایا ہے بلکہ صاحب ماینطق عن الھویٰ اور ورفعنا لک ذکرک کے مقام عالیشان کو ہر جگہ ملحوظ خاطر رکھا ہے یہ ایک ایسی خوبی ہے کہ دیگر تراجم میں بالکل ہی ناپید ہے کنزالایمان واقعی ایک ایسا ترجمہ قرآن مجید ہے جو کہ ہر ایک متبع رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پڑھنا چاہئے۔ میں یہ بات برملا کہوں گا کہ کنزالایمان کا مطالعہ ہر اس شخص کے حق میں مفید ہے جو کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا صحیح معنوں میں اطاعت گذار ہے۔

(آئینہ امام احمد رضا ص ۶۲ تا ۶۸)

مذکورہ بالا دو فاضل کے (جن کا تعلق امام احمد رضا سے نہ مسلک کا ہے نہ تلمذ و ارادت کا) تاثرات محض اسے لئے پیش کئے گئے ہیں کہ تا کہ قرآن عظیم کے ترجمہ صحیح کنزالایمان کی اہمیت پر بطور خاص توجہ دی جائے۔ کنزالایمان کی اہمیت اس سے بھی ظاہر ہے کہ اس کو دنیا کی متعدد زبانوں میں منتقل کیا جاچکا ہے اور کئی ایک زبانوں میں کیا جارہا ہے۔ گویا کہ امام احمد رضا کا ترجمہ قرآن کنزالایمان صرف اردو ہی میں قرآن کا ترجمہ نہیں بلکہ دوسری بہت سی زبانوں میں بھی قرآن کی ترجمانی کا بہترین ذریعہ ہے۔ اب تک اس کے محاسن پر ساٹھ کے قریب کتب و مقالات لکھے جاچکے ہیں۔

(صدر الشریعہ نمبر ماہنامہ اشرفیہ اکتوبر ر نومبر ۱۹۹۵ء)

خصوصیات:

﴿۱﴾...... اس کی ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ ترجمہ جہاں ایک طرف فنی اعتبار سے مستند ترین ترجمہ ہے۔ تو دوسری طرف مکمل سائنٹیفک ترجمان ہے۔ آپ نے سائنس اور قرآن کو کبھی علیحدہ نہ کیا۔ ترجمہ تو بہت سارے لوگوں نے کیا ہے۔ مگر دیگر مترجمین اس معیار کا ترجمہ نہ کرسکے۔ کیوں کہ ان میں کوئی بھی سائنسی علوم سے واقف کار نہ تھا۔ مگر اعلیٰ حضرت عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ چوں کہ عظیم سائنسداں بھی ہیں لہٰذا آپ کا ترجمہ پڑھ کر جہاں ایک دینی عالم متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا وہیں علوم عقلیہ کا ماہر بھی امام احمد رضا سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ پاتا اور وہ یہ جان کر خوش ہوتا ہے کہ سائنسی قانون جو آج پیش کئے جارہے ہیں ہمارا قرآن ۱۴ رسو سال قبل پیش کرچکا ہے۔ یہاں صرف سورۂ رحمان کی آیت نمبر ۷ ر کے ترجمے کا تقابلی جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

" یمعشر الجن والانس ان استطعتم ان تنفذوا من اقطار السموت و الارض فانفذوا لاتنفذون الا بسلطن

(۱) شاہ رفیع الدین، محدث دہلوی (۱۲۳۳ھ/۱۸۱۸ء) اے جماعت جنوں کی اور آدمیوں کی اگر طاقت رکھتے ہو تم یہ کہ بیٹھ جاؤ بیچ کناروں آسمانوں کے اور زمین کے پاس بیٹھ جاؤ گے تم مگر ساتھ غلبہ کے۔

(۲) مولوی نذیر احمد دہلوی (۱۳۳۲ھ م ۱۹۱۴ء) اے گروہ انسان اگر تم سے ہوسکے۔ کہ آسمانوں اور زمین کے کناروں سے (ہو کر کہیں کو) نکل بھاگو تو نکل دیکھو، مگر کچھ ایسا ہی زور ہے تو نکلو (اور وہ تم میں نہ ہے نہ ہو)

(۳) مولوی اشرف علی تھانوی (۱۳۶۲ھ م ۱۹۴۳ء) اے گروہ جن اور انسان کے اگر تم کو یہ قدرت ہے کہ آسمان اور زمین کے حدود سے کہیں

اور باہر نکل جاؤ تو (ہم بھی دیکھیں) نکلو! مگر بدون زور کے نہیں نکل سکتے (اور زور ہے نہیں)

(۴) مولانا احمد رضا خاں بریلوی (۱۳۴۰ھ م ۱۹۲۱ء) اے جن اور انسان کے گروہ اگر تم سے ہو سکے۔ کہ آسمانوں اور زمین کے کناروں سے نکل جاؤ تو نکل جاؤ، جہاں تک جاؤ گے اسی کی سلطنت ہے۔

مندرجہ بالا تراجم میں لفظ سلطان کا ترجمہ مولوی رفیع الدین دہلوی نے ''غلبہ'' کیا ہے۔ مولوی نذیر احمد دہلوی اور مولوی اشرف علی تھانوی نے ''زور'' کیا ہے۔ مگر حضرت رضا بریلوی نے ''سلطنت'' کیا ہے۔ جس نے دور جدید کی خلائی تحقیقات سے پیدا ہونے والی تمام پیچیدگیوں کو یکسر ختم کر دیا۔

نوائے وقت لاہور کے کالم نگار میاں عبدالرشید نے الابسلطان کا ترجمہ ''مگر سلطان کے ذریعہ'' کیا تھا کیپٹن شفیق احمد نے جس کا تعاقب کرتے ہوئے لکھا یہ ترجمہ پڑھ کر ایک دوست نے مجھ سے اس خیال کا اظہار کیا کہ۔ پھر امریکی اور روسی خلائی جہاز زمین کی حدود کو پار کر کے چاند پر کیسے اتر سکتے ہیں؟ ایسا خیال دوسرے بھائیوں کو بھی آ سکتا ہے۔ میں نے بطور تحقیق قرآن پاک کے تین چار مستند تراجم دیکھے، مولانا مفتی محمد احمد رضا خاں کا ترجمہ صحیح معلوم ہوا جو قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔ انہوں نے بہت پہلے اس آیت کا یوں ترجمہ کیا تھا ''اے جن وانسان کے گروہ اگر تم سے ہو سکے تو آسمانوں اور زمین کے کناروں سے نکل جاؤ، جہاں نکل کر جاؤ گے اسی کی سلطنت ہے'' لفظ الا بِسُلْطٰن کا ترجمہ اردو میں ''مگر اسی کی سلطنت ہے'' درست ہے لفظ سلطن کا انگریزی ترجمہ ''اتھاریٹی'' یا ''کنٹرول'' ہے۔ مفہوم یہ ہے کہ انسان جہاں کہیں بھی جا سکے وہ اللہ تعالیٰ کے اختیار و قابو سے باہر نہیں جا سکتا (نوائے وقت لاہور، شمارہ ۱۶ر ستمبر ۱۹۷۵ء) کیپٹن شفیق احمد کے تاثرات کی وضاحت کرتے ہوئے ڈاکٹر محمد باقر نے مدیر نوائے وقت کے نام ایک مکتوب میں ''بعنوان'' سورۂ رحمٰن کے ایک آیت کی وضاحت، میں لکھا ہے۔

''مکرمی!

آپ کے مؤقر جریدے میں کیپٹن شفیق احمد خان صاحب کے توجہ دلانے پر راقم نے عربی لغت کی طرف رجوع کیا تو معلوم ہوا کہ ''سلطان'' کے معنی ''سلطنت'' لغات میں موجود ہیں (قرآن ص ۴۲۲ رچرڈسن ص ۱۰۷) لہٰذا سورۂ رحمٰن کی آیت میں اعلیٰحضرت مولانا شاہ محمد احمد رضا خانصاحب بریلوی نے ''سلطان'' کا ترجمہ ''سلطنت'' کر کے مذکورہ آیت کی تفہیم کو سادہ اور آسان کر دیا ہے۔ یعنی باری تعالیٰ کے ارشاد کا مفہوم یہ ہے کہ تم زمین اور آسمانوں سے کتنا بھی پرے کیوں نہ نکل جاؤ بہر صورت تم میری سلطنت ہی میں رہو گے...... راقم شفیق احمد، خان صاحب کا ممنون ہے کہ انہوں نے دیگر تراجم اور تفاسیر کے مقابلے میں اعلیٰحضرت کے ترجمے کی طرف توجہ دلا کر ایک مفید خدمت سرانجام دی۔ (نوائے وقت لاہور ۳۰ر ستمبر ۱۹۷۵ء) [۲]

اسی لئے کنزالایمان کی یہ خوبی کہ وہ علوم دینیہ کا ترجمان تو ہے ہی علوم سائنسیہ کی بھی ترجمانی کرتا ہے، ماننا پڑتا ہے کہ ''امام احمد رضا مسلمان سائنسدانوں کی صف کی ان چند ہستیوں میں شامل ہیں جو سائنس کا سرمایہ مانے جاتے ہیں جن کو بشرح صدر دینی اور سائنسی دونوں علوم کا مجدد تسلیم کیا جا سکتا ہے''

(۲...... کنزالایمان کی دوسری خصوصیت اور خوبی یہ ہے کہ اردو تراجم کے ہجوم میں صرف یہی وہ ترجمہ ہے۔ جس میں شان الوہیت کا لحاظ بھی ہے اور مقام نبوت کا خیال بھی باایں ہمہ جو لفظی بھی ہے اور بامحاورہ بھی۔ الفاظ کے متعدد معانی میں سے ایسے معنیٰ کا انتخاب کیا گیا ہے جو آیات کے سیاق و

[۲]۔ حیات مولانا احمد رضا...... ڈاکٹر محمد مسعود احمد مظہری ص ۱۰۱۔۱۰۴

سباق کے اعتبار سے موزوں ترین ہوں۔صرف ایک مثال پیش ہے۔

وَوَجَدَکَ ضَآلًّا فَهَدٰی

(پ۳۰،سورہ، والضحیٰ)

اس آیت کے اردو تراجم اور مترجمین، نیز ان تراجم کے بطن سے جنم لینے والے شبہات وخدشات پر مولانا کوثر نیازی نے بڑا بے لاگ اور حقیقت افروز تبصرہ کیا ہے،ہم وہی تبصرہ من وعن پیش کرنے پر اکتفاء کرتے ہیں۔

تحریر فرماتے ہیں......''ووجدک ضالا فھدیٰ کے ترجمہ کو دیکھ لو قرآن پاک شہادت دیتا ہے'' ما ضل صاحبکم و ما غویٰ ''رسول گرامی نہ گمراہ ہوئے نہ بھٹکے۔''ضل ماضی کا صیغہ ہے مطلب یہ ہے کہ ماضی میں آپ کبھی گم گشتہ راہ نہیں ہوئے۔عربی زبان ایک سمندر ہے۔اس کا ایک ایک لفظ کئی کئی مفہوم رکھتا ہے۔ترجمہ کرنے والے اپنے عقائد وافکار کے رنگ میں ان کا کوئی سا مطلب اخذ کر لیتے ہیں'' ووجدك ضالاً '' کا ترجمہ ماضل کی شہادت کو سامنے رکھ کر عظمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عین مطابق کرنے کی ضرورت تھی مگر ترجمہ نگاروں سے پوچھو انہوں نے آیت قرآنی سے کیا انصاف کیا ہے؟

(دیوبندیوں کے شیخ الہند) مولوی محمود الحسن ترجمہ کرتے ہیں۔

''اور پایا تجھ کو بھٹکتا، پھر راہ سُجھائی''۔

کہا جا سکتا ہے کہ مولوی محمود الحسن ادیب نہ تھے ان سے چوک ہوگئی، آیئے ادیب شاعر اور مصنف اور صحافی مولوی عبد الماجد دریا آبادی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ان کا ترجمہ ہے......''اور آپ کو بے خبر پایا سو رستہ بتایا'' مولوی دریا آبادی پرانی وضع کے اہل زبان تھے،ان کے قلم سے صرف نظر کر لیجئے۔اس دور میں اردوئے معلیٰ میں لکھنے والے اہل قلم حضرت مولوی سید ابوالاعلیٰ مودودی کے دروازے پر دستک دیجئے۔ان کا ترجمہ ہے......''اور تمہیں ناواقف راہ پایا پھر ہدایت بخشی''۔پیغمبر کی گمراہی اور پھر ہدایت یابی میں جو وسوسے اور خدشے چھپے ہوئے ہیں۔انہیں نظر میں رکھئے اور پھر ''کنز الایمان'' میں امام احمد رضا خان کے ترجمے کو دیکھئے۔

بیاورید گر اینجا بُود سخن دانے
غریب شہر سخن ہائے گفتنی دارد

امام نے کیا عشق افروز اور ادب آموز ترجمہ کیا ہے۔فرماتے ہیں ''اور تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی۔''[۳]

ان دو مثالوں ہی سے بات واضح ہو جاتی ہے کہ امام احمد رضا علوم قرآنی میں غیر معمولی بصیرت رکھتے تھے۔اس لئے انہوں نے ترجمہ ایسا کیا جو تمام تفاسیر معتبرہ کا خلاصہ اور ان کے علو فکری، وسیع النظری کا نچوڑ اور اردو ادب کے سر کا تاج ہے۔

(ماخوذ:امام احمد رضا کا تصور عشق۔از ڈاکٹر انجم القادری صاحب)

[۳]۔مولانا احمد رضا بریلوی ایک ہمہ جہت شخصیت......مولانا کوثر نیازی ص ۴۰۔۴۱

عطائے مجدّدِ اعظم بر عقیدتِ مبلغِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما

انتخاب: مولانا محمد آصف خان علیمی قادری ☆

ملک العلما حضرت مولانا ظفر الدین بہاری قادری رضوی علیہ الرحمۃ رقم طراز ہیں: انہیں (جناب سیّد ایوب علی رضوی صاحب) کا بیان ہے کہ علامۂ شیریں زباں، واعظ خوش بیاں مولانا مولوی حاجی قاری شاہ محمد عبد العلیم صدیقی قادری رضوی میرٹھی، حرمین شریفین سے واپسی پر حضور (اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مندرجہ ذیل منقبت نہایت ہی خوش آوازی سے پڑھ کر سنائی:

تمھاری شان میں جو کچھ کہوں اس سے سوا تم ہو
قسیمِ جامِ عرفاں، اے شہِ احمد رضا! تم ہو

غریقِ بحرِ الفت، مست جامِ بادۂ وحدت
محبِّ خاص، منظورِ حبیبِ کبریا تم ہو

جو مرکز ہے شریعت کا، مدار اہلِ طریقت کا
جو محور ہے حقیقت کا وہ قطب الاولیا تم ہو

یہاں آکر مِلیں نہریں شریعت اور طریقت کی
ہے سینہ مجمع البحرین ایسے رہنما تم ہو

حرم والوں نے مانا تم کو اپنا قبلہ و کعبہ
جو قبلہ اہلِ قبلہ کا ہے وہ قبلہ نما تم ہو

مزیّن جس سے ہے تاجِ فضیلت تاج والوں کی
وہ لعلِ پُر ضیا تم ہو وہ دُرِّ بے بہا تم ہو

آپ نے یہاں تک اشعار پڑھے تو مجمع میں ایک جذبہ پیدا ہوا بعض وجد میں آئے اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خود بھی ان اشعار پر محظوظ ہو رہے تھے لیکن شاہ عبد العلیم صدیقی میرٹھی نے منقبت کو بڑھاتے ہوئے یوں کہا:

عرب میں جا کے اِن آنکھوں نے دیکھا جس کی صولت[1] کو
عجم کے واسطے لاریب وہ قبلہ نما تم ہو

ہیں سیّارہ صفت گردش کناں اہلِ طریقت یاں
وہ قطبِ وقت، اے سرخیلِ جمعِ اولیا! تم ہو

عیاں ہے شانِ صدّیقی تمھاری شانِ تقویٰ سے
کہوں اتقیٰ نہ کیوں کر جب کہ خیر الاتقیا تم ہو

☆ لیکچرر گورنمنٹ سٹی کالج ۲، ایف بی ایریا، کراچی

جلال و ہیبتِ فاروقِ اعظم آپ سے ظاہر
عدوّ اللہ پر اک حربۂ تیغِ خدا تم ہو
"اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّار"[۲] کے ہو سر بسر مظہر
مخالف جس سے تھرّائیں وہی شیرِ وغا تم ہو
تمھیں نے جمع فرمائے نکات و رمزِ قرآنی
یہ ورثہ پانے والے حضرتِ عثمان کا تم ہو
خلوصِ مرتضیٰ، خُلقِ حسن، عزمِ حسینی میں
عدیم المثل یکتائے زمن، اے باخدا! تم ہو
تمھیں پھیلا رہے ہو علمِ حق اکنافِ عالم میں
امامِ اہلسنّت! نائبِ غوث الوریٰ تم ہو
بھکاری تیرے در کا بھیک کی جھولی ہے پھیلائے
بھکاری کی بھرو جھولی گدا کا آسرا تم ہو
"وَفِیْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ"[۳] ہر اک سائل کا حق ٹھہرا
نہیں پھرتا کوئی محروم ایسے باسخا تم ہو[۴]
علیمِ خستہ اِک ادنیٰ گدا ہے آستانے کا
کرم فرمانے والے حال پر اس کے، شہا! تم ہو

جب مولانا شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی قادری میرٹھی (رحمۃ اللہ علیہ) اشعار پڑھ چکے تو حضور (اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ) نے ارشاد فرمایا: 'مولانا میں آپ کی خدمت میں کیا پیش کروں؟ (اپنے عمامہ کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے جو بہت قیمتی تھا) اگر اس عمامہ کو پیش کروں تو آپ اُس دیارِ پاک سے تشریف لا رہے ہیں یہ عمامہ آپ کے قدموں کے لائق بھی نہیں البتہ میرے کپڑوں میں سب سے بیش قیمت ایک جُبّہ ہے وہ حاضر کیے دیتا ہوں'۔ چنانچہ آپ نے کاشانۂ اقدس سے سرخ کاشانی مخمل کا جُبّۂ مبارکہ لاکر عطا فرمادیا جو ڈیڑھ سو روپے سے کسی طرح کم قیمت نہ ہوگا۔ مولانا ممدوح نے سروقد کھڑے ہوکر، دونوں ہاتھ پھیلا کر لے لیا، آنکھوں سے لگایا، لبوں سے چوما، سر پر رکھا پھر سینے سے دیر تک لگائے رہے۔"
(حیاتِ اعلیٰ حضرت، مولانا ظفر الدین قادری۔ صفحہ نمبر ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ مکتبۂ نبویہ گنج بخش روڈ، لاہور، سالِ طباعت مکمل ۲۰۰۳ء)

---

[۱] مکتبۂ نبویہ، گنج بخش روڈ، لاہور کے نسخے میں 'صولت' کی جگہ 'صورت' لکھا ہے۔ جب کہ قادری بک ڈپو، نومحلہ مسجد، بریلی شریف، انڈیا کے نسخے میں (جلد اوّل صفحہ ۵۱) لفظ 'صولت' ہے اور یہی (یعنی صولت) درست معلوم ہوتا ہے۔ اور صولت کے معنی ہیں دبدبہ اور شان و شوکت۔
[۲] سورۃ الفتح آیت ۲۹ [۳] سورۃ الذّٰریٰت آیت ۱۹
[۴] مکتبۂ نبویہ گنج بخش روڈ، لاہور کے نسخے میں یہ شعر شایع ہونے سے رہ گیا۔ جب کہ قادری بک ڈپو، نومحلہ مسجد، بریلی شریف، انڈیا (جلد اول صفحہ ۵۲) اور مکتبۃ المدینہ، کراچی (جلد اول صفحہ ۱۳۴) کے نسخوں میں یہ شعر مقطع سے پہلے رقوم ہے۔
(ندیم احمد قادری نورانی غفرلہٗ، آفس سیکریٹری ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل، کراچی)

"کنزالایمان" پر اربابِ علم و دانش کے تاثرات

کلیم احمد قادری ☆

قرآنِ کریم دینِ اسلام کا حقیقی منبع وسرچشمہ ہے اور اس کے مفہوم ومطلوب تک ترجمہ رہنمائی کرتا ہے۔ دنیا کی متعدد زبانوں میں اس کے ترجمے کیے جا چکے ہیں۔ اور قرآنِ کریم کے تراجم میں اردو زبان کو یہ شرف وامتیاز حاصل ہے کہ اس میں ترجموں کی تعداد دنیا کی ہر زبان سے زیادہ ہے۔ اس صنف میں زبردست عالم وفاضل عربی وارددواں حضرات نے زور آزمائی کی ہے۔ مگر ان تراجم کا بغور جائزہ لینے پر یہ بات واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ متعدد تراجم سے صفاتِ باری تعالیٰ پر حرف گیری، شانِ انبیاومرسلین میں گستاخی و بے ادبی اور عظمتِ اسلام مجروح ہوئی ہیں۔ ان کے خود ساختہ ترجموں سے حرمتِ قرآن، عصمتِ انبیا، عقائد مسلمین اور وقارِ انسانیت کو بھی ٹھیس پہنچی ہے۔ کیونکہ ان تراجم کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ معاذ اللہ اپنے بندوں سے خدا دل لگی کرتا ہے، ہنسی اڑاتا ہے، دھوکے میں ڈالتا ہے، مکروفریب کرتا ہے اور بعض اُمور کا علم اللہ رب العزت کو بھی نہیں ہوتا۔ وہ بھی اعضا کا محتاج ہے۔ انبیاومرسلین بھی قبل اسلام گنہ گار، بھٹکے ہوئے اور بے راہ تھے۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔ ان مترجمین نے بغیر تائیدِ ربانی کے مترجم کہلائے جانے کے شوق میں ایسی ایسی ٹھوکریں کھائیں کہ ان کے ایمان واسلام ہی کی خیر نہ رہی۔

قرآن کریم جیسی لاریب کتاب کا مترجم بننے کے لیے تائیدِ ربانی ورحمتِ خداوندی اوّلین شرط ہے۔ اس ضمن میں بدرِملت علامہ مفتی بدرالدین احمد قادری علیہ الرحمہ رقم طراز ہے:

"ایک انسان اپنی دماغی کوشش سے بلند پایہ مصنف وقابل صد افتخار ادیب تو بن سکتا ہے۔ اپنی ذاتی قابلیت کے زور سے اردو، عربی، فارسی، انگریزی وغیرہ مختلف زبانوں کا ماہر تو ہو سکتا ہے۔ اپنے ذہنِ ثاقب کی تیزی سے نحو وصرف، معانی وبیان، تاریخ وفلسفہ کا محقق تو ہو سکتا ہے۔ لیکن قرآن حکیم کا مترجم بننا تو یہ اس کے اپنے بس کی بات نہیں۔ قرآنِ مجید کی ترجمانی کرنا، کلامِ الٰہی کے اصل منشا ومراد کو سمجھنا، آیاتِ ربانی کے انداز کو پہچاننا، آیات محکمات ومتشابہات میں امتیاز کرنا یہ صرف اس عالمِ دین کا کام ہے جس کا دماغ انوارِ ربانی سے روشن، اس کا قلب عشقِ مصطفےٰ کا مدینہ اور اس کا ذہن بصیرتِ دینیہ کا حامل ہو۔ رہے وہ لوگ جو زبان وادب، نحو وصرف، فلسفہ وتاریخ وغیرہ علوم کے فاضل ہونے کے باوجود باطل پرستی کے حامی وطرف دار ہیں تو انھیں بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآنِ مجید کی ترجمانی کے لیے تائید رحمانی کا کوئی حصہ نہ ملا، کیوں کہ علمِ قرآن ہی وہ کسوٹی ہے جس سے کھرے کھوٹے کا فرق ظاہر ہوتا ہے۔ قرآن فہمی ہی وہ معیار ہے جو علمائے حق وعلمائے باطل کے درمیان خطِ امتیاز کھینچتا ہے۔"

(سوانح اعلیٰ حضرت ص ۳۶۵ مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی)

اب تک کنزالایمان کا دنیا کی تقریباً دس زبانوں میں ترجمہ کیا جا چکا ہے۔ کنزالایمان کے علمی محاسن ومعارف پر اب تک سو سے زائد کتب ورسائل ومقالات تحریر کیے جا چکے ہیں۔ عالمی جامعات میں بھی اس کو موضوعِ تحقیق بنایا جا رہا ہے۔ ماہر رضویات پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد کی نگرانی میں ڈاکٹر

مجید اللہ قادری نے کراچی یونی ورسٹی سے ۱۹۹۳ء میں "کنزالایمان اور دیگر معروف قرآنی تراجم کا تقابلی جائزہ" کے عنوان سے مقالہ لکھ کر پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی ہے، جو ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کراچی سے شائع ہو چکا ہے۔ روہیل کھنڈ یونی ورسٹی، بریلی شریف سے لیڈی اسکالر مس حامدہ کے مقالۂ ڈاکٹریٹ "اردو نثر اور مولانا احمد رضا خاں" کے چوتھے باب میں کنزالایمان کی علمی وادبی اہمیت پر ایک گوشہ شامل ہے۔ اسی طرح ڈاکٹر غلام غوث قادری نے بھی اپنے پی ایچ ڈی مقالہ "امام احمد رضا کی انشا پردازی" میں کنزالایمان کی علمی وادبی اہمیت کا تذکرہ کیا ہے۔ ڈاکٹر صابر سنبھلی نے کنزالایمان کی زبان و بیان میں انفرادیت اور لسانی خوبیوں پر تحقیقی مقالہ لکھا ہے۔ جو سہ ماہی افکار رضا میں قسط وار شائع ہو چکا ہے۔

دنیائے اہلِ سنّت ممنون ہے علامہ محمد عبدالمبین نعمانی قادری کی کہ انھوں نے بڑی عرق ریزی اور شب و روز کی محنت سے کنزالایمان کی تصحیح کا کام انجام دیا۔ ان کے اس تصحیح شدہ نسخے کی اشاعت رضا اکیڈمی، مالے گاؤں نے کی اور اس کے بعد اس کے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ لہٰذا تمام ناشرین کو چاہیے کہ وہ اس جدید تصحیح شدہ ایڈیشن کو ہی شائع کریں۔

کنزالایمان حقائق و معارف کا اُمنڈتا ہوا سمندر ہے۔ برصغیر ہند و پاک کے بے شمار اربابِ علم ودانش نے کنزالایمان کی انفرادیت، جامعیت، ادبیت، معنویت، زبان و بیان کی چاشنی اور سلاست و روانی اور متعدد خوبیوں کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے جو تاثرات رقم فرمائے ہیں وہ ہدیۂ قارئین ہیں:

﴿۱﴾ محدث اعظم ہند:

"علمِ قرآن کا اندازہ اگر صرف اعلیٰ حضرت کے اس ترجمے سے کیجیے جو اکثر گھروں میں موجود ہے اور جس کی کوئی مثال سابق نہ عربی زبان میں ہے نہ فارسی میں ہے اور نہ اردو میں اور جس کا ایک ایک لفظ اپنے مقام پر ایسا ہے کہ دوسرا لفظ اس جگہ پر لایا نہیں جا سکتا۔ جو بظاہر محض ترجمہ ہے مگر در حقیقت وہ قرآن کی صحیح تفسیر اور اردو زبان میں قرآن ہے۔ اس ترجمہ کی شرح حضرت صدرالافاضل استاذ العلماء مولانا شاہ نعیم الدین صاحب علیہ الرحمہ نے حاشیہ پر لکھی ہے۔ وہ فرماتے تھے کہ دورانِ شرح میں کئی بار ایسا ہوا کہ اعلیٰ حضرت کے استعمال کردہ لفظ اٹل ہی نکلا۔ اعلیٰ حضرت خود شیخ سعدی کے فارسی ترجمہ کو سراہا کرتے تھے لیکن اگر حضرت سعدی اردو زبان کے اس ترجمے کو پاتے تو فرما ہی دیتے کہ ترجمہ قرآن شے دیگر است و علم قرآن شے دیگر است"۔

(المیزان، امام احمد رضا نمبر، ممبئی ۱۹۷۶ء ص ۲۴۵)

﴿۲﴾ محبوبِ ملت محمد محبوب علی خاں:

"یہ ترجمہ (کنزالایمان) اس نائب رسول، عالمِ دین، مفتیِ شرع متین، ماہر شریعت، واقفِ طریقت، مجددِ اعظم دین وملت کا ہے۔ جس کو مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے اکابر علمائے کرام و مفتیان عظام نے اپنا مقتدا و پیشوا مانا۔ جس کو اس صدی کا مجدد تسلیم کیا۔ جس سے حدیث شریف کے سندیں لیں۔ اور ان سندوں پر فخر و مباہات فرمایا۔ اور جن سے شرفِ بیعت حاصل کیا۔ وہ ہیں حضور پُرنور مرشدِ برحق سیدنا اعلیٰ حضرت تاج دار اہلِ سنّت مجددِ اعظم دین وملت شیخ الاسلام والمسلمین، تاج الفحول الکاملین، راس العلما الراسخین مولانا مولوی حافظ و قاری الحاج مفتی شاہ علامہ عبدالمصطفےٰ محمد احمد رضا خاں قادری، جن کا مبارک ترجمہ حق و صحیح ہے اور جس ترجمہ کا تاریخی نام ہے "کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن" یہی ایک ترجمہ ہے جو ایمان کو منور فرمانے والا اور دلوں کو چمکانے والا ہے"۔

(دیوبندی ترجموں کا آپریشن، ص ۹۹ مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی)

﴿۳﴾ مولانا سیّد شاہ محمد قائم رضوی چشتی...... سجّادہ نشین آستانہ چشتیہ نظامیہ، دانا پور، بہار:

''قرآنِ عظیم کا ترجمہ اکثر زبانوں میں ہوا ہے اور ہوتا ہی رہتا ہے۔ ایک ترجمہ نائب رسولِ اعظم امام احمد رضا قدس سرہ کا بھی ہے۔ ترجمہ کرنا خود ایک مستقل فن اور بڑا ہی نازک فن ہے۔ ایک ایک لفظ کا صحیح معنی ومفہوم محلِ استعمال، سیاق وسباق، شانِ نزول، مطلب وروئے سخن، ہمہ گیری کا پوری احتیاط کے ساتھ سمجھنا اور سمجھانا منزل ادق ودشوار ہے۔ اور تراجم سے اس ترجمہ کا مقابلہ کرنے سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت نے جس عالمانہ ومحققانہ انداز میں پوری جزرسی وانسانی نفسیات کی کامل آگاہی کے ساتھ فنِ ترجمہ کی صبر آزما منزل کو طے کیا ہے، وہ کچھ آپ ہی کا حصہ ہے۔ اب تو بیرونی یونی ورسٹیاں بھی اس طرف متوجہ ہو رہی ہیں۔ اس ترجمہ میں جو احتیاط کی گئی قابلِ قدر ہے''۔

(المیزان، امام احمد رضا نمبر، ممبئی ۱۹۷۶ء، ص ۳۵۵)

﴿۴﴾ مولانا عبدالحکیم اختر شاہ جہاں پوری:

''مسلمانو! اے شمع رسالت کے پروانو! اگر خدا نصیب کرے تو قرآن مجید کو سمجھنے کے لیے صرف اور صرف کنزالایمان ترجمۂ قرآن ہی پڑھنا۔ قرآن کریم کا اردو میں یہی سب سے صحیح ترجمہ ہے۔ اردو کے باقی جتنے ترجمے ہیں ان میں سے اکثر ترجمے بے دینوں نے کیے ہیں اور انہوں نے بعض آیات کا ترجمہ منشاء ربانی کے خلاف کر کے مقدس شجرِ اسلام میں غیر اسلامی عقائد ونظریات کی قلمیں لگائی ہوئی ہیں۔ خدا نہ کرے کہ آپ یا آپ کے گھر والے ان ترجموں کو پڑھ کر اپنی دولتِ ایمان کو ضائع کر بیٹھیں۔ ایمان کی حفاظت کے لیے بے ادبی و بے حرمتی سے مبرا ''کنزالایمان'' کو پڑھنا اشد ضروری ہے۔ کیونکہ یہ ترجمۂ قرآن تفاسیرِ معتبرہ کے عین مطابق ہے۔''

(سالنامہ معارفِ رضا، کراچی ۲۰۰۳ء، ص ۱۳۸)

﴿۵﴾ مولانا عطا محمد بندیالوی، پاکستان:

''حضرت بریلوی قدس سرہ نے ایک ہزار کے لگ بھگ تصانیف ارقام فرمائیں اور جس مسئلے پر قلم اٹھایا الم نشرح کر کے چھوڑا۔ ان تمام تصانیف کا سرتاج اردو ترجمۂ قرآن پاک ہے، جس کی نظیر نہیں ہے۔ اور اس ترجمہ کا مرتبہ اسی کو معلوم ہوتا ہے جس کی اعلیٰ درجے کی تفاسیر پر نظر ہے۔ اس ترجمۂ مبارک میں مفسرین کا اتباع کیا گیا ہے۔ اور جن مشکلات اور ان کے حل مفسرین نے صفحات میں جا کر بمشکل بیان فرمائے ہیں اس محسنِ اہلِ سُنّت نے اس ترجمہ کے چند الفاظ میں کھول کر رکھ دیا ہے۔''

(حیاتِ مولانا احمد رضا خاں بریلوی از پروفیسر مسعود احمد، مطبوعہ ممبئی، ص ۲۱، ۲۲)

﴿۶﴾ علامہ ارشد القادری:

''عربی زبان پھیلے ہوئے معانی کو اپنے اندر سمیٹنے کی جو صلاحیت رکھتی ہے اردو زبان بہت حد تک اس سے محروم ہے لیکن اسے زبان اور تعبیر پر امام احمد رضا بریلوی کی غیر معمولی قدرت ہی کہا جائے گا کہ اردو کی تنگ دامنی کے باوجود انہوں نے اپنے اردو ترجمے میں اختصار اور جامعیت کی نادر مثال قائم کی ہے۔ اختصار کا حال تو آپ حروف کو گن کر معلوم کرلیں گے لیکن جامعیت کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ پورے کنزالایمان میں آیت کا

مفہوم واضح کرنے کے لیے انہیں عبارت میں ہلالین کا پیوند جوڑنے کی کہیں ضرورت پیش نہیں آئی۔ کیونکہ ترجمہ ہی اتنا جامع اور صاف ہے کہ وہی وضاحت کے لیے بہت کافی ہے۔''

(تجلیاتِ رضا۔ کنزالایمان کا مطالعہ تین رُخ سے، ص ۵۳ مطبوعہ دارالکتب دہلی)

﴿۷﴾ مولانا عبدالحکیم شرف قادری جامعہ نظامیہ، لاهور، پاکستان:

''قرآن کو سمجھنے کے لیے صرف عربی زبان، صرف ونحو، علم معانی، بیان، بدیع وغیرہ علوم میں مہارت کافی نہیں، تفسیر وحدیث، عقائد وکلام اور تاریخ وسیرت کا وسیع مطالعہ ہی کافی نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ اور صاحبِ قرآن ﷺ سے صحیح ایمانی وروحانی تعلق بھی ضروری ہے۔ اور ترجمہ نگاروں میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز ممتاز ترین مقام پر فائز ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں پچاس سے زیادہ علوم میں حیرت انگیز مہارت عطا فرمائی تھی۔ وہ عارف باللہ بھی تھے اور صبغۃ اللہ سے مزین بھی۔ ساتھ ہی آپ علیہ الرحمۃ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب اکرم ﷺ کی محبت میں فدا تھے۔ سرکارِ دوعالم ﷺ کے توسط سے ان کے دل پر فیوضِ الٰہیہ کی بارش ہوتی تھی۔ اسی لیے انھوں نے قرآن پاک کا بے مثل اردو ترجمہ ''کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن'' کے نام سے کیا۔ مخالفین کی سازشوں کی بنا پر بعض ممالک میں اس پر پابندی عائد کی گئی لیکن بحمد اللہ اس کی خداداد مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ اس کی مانگ سب تراجم سے زیادہ ہے۔''

(کنزالایمان کی عرب دنیا میں پذیرائی ص ۹، ۱۰ ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی)

﴿۸﴾ علامه اختر رضا خاں ازهری... جانشین حضور مفتی اعظم هند:

''معترض بہادر یہ سنتے چلیں کہ امام احمد رضا کا وہ ترجمہ جسے انہوں نے اردو کے ترجموں کی بنا پر غلط بتایا تھا وہ علما کے نزدیک نہ صرف صحیح ہے بلکہ ایسا مشہور ہے کہ محتاجِ بیان نہیں۔ تو وہ جو ہم نے کہا تھا کہ ہر غیر مشہور غلط نہیں ہوتا محض تنزل تھا اور اردو کے ترجموں کی ہی حد تک تھا نیز ان ارشادات کے پیش نظر ترجمۂ رضویہ کو دیگر تراجم پر فوقیت ظاہر جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے تو اس کے مقابل دیگر تراجم کو لانا جہل ہے''۔

(دفاع کنزالایمان، مطبوعہ ادارہ سُنّی دنیا، بریلی شریف، ص ۵۷)

﴿۹﴾ علامه سید محمد مدنی کچھوچھوی ...جانشین حضور محدث اعظم هند

''ان تمام مباحث کو بغور دیکھ لینے کے بعد امام احمد رضا کے ترجمے کی اہمیت کا اندازہ لگتا ہے کہ اس قدر طویل بحث وتمحیص کے بعد جو حقیقت سامنے آئی اس کو امام احمد رضا نے اپنے ترجموں کے مختصر سے فقروں میں سمو دیا ہے اور اس احتیاط سے یہ کام انجام دیا کہ نہ کسی اسلامی عقیدے پر آنچ آئی، نہ بارگاہِ رسالت کے آداب میں کوئی فرق ہوا، نہ محاورے کی پیشانی پر کوئی شکن پڑی، نہ اصحابِ تاویل کی روش پر ارشادِ ربانی کے مقصود کا دامن ہاتھ سے چھوٹا، نہ اصولی اور لغوی حقائق سے روگردانی کی اور نہ ہی اولیائے کاملین اور اسلاف متقدمین کے راستے سے ہٹے۔ بے شک این سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ''۔

(المیزان، امام احمد رضا نمبر، ممبئی ۱۹۷۶ء، ص ۹۸)

﴿۱۰﴾ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد، کراچی:

''وہ ایک باخبر، ہوش مند اور باادب مترجم تھے۔ ان کے ترجمے کے مطالعے سے اندازہ ہوتا ہے کہ انھوں نے آنکھیں بند کر کے ترجمہ نہیں کیا بلکہ وہ جب کسی آیت کا ترجمہ کرتے تھے تو پورا قرآن، مضامینِ قرآن اور متعلقاتِ قرآن اُن کے سامنے ہوتے تھے۔ آپ کے ترجمۂ قرآن میں برسوں کی فکری کاوشیں پنہاں ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ کا کرم ہے کہ وہ اپنے بندے کو ایسی نظر عطا فرمادے جس کے سامنے علم و دانش کی وسعتیں سمٹ کر ایک نقطہ پر آجائیں۔ فی البدیہہ ترجمۂ قرآن میں ایسی جامعیت کا پیدا ہو جانا عجائباتِ عالم میں سے ایک عجوبہ ہے۔''

(''چشم و چراغِ خاندانِ برکاتیہ'' مشمولہ سالنامہ معارفِ رضا، کراچی ۲۰۰۴ء ص ۸۷)

﴿۱۱﴾ مولانا یٰسین اختر مصباحی ...دارالقلم دھلی

''کنزالایمان عظمتِ توحید کا محافظ ہے اور احترامِ انبیا و صالحین کا داعی بھی۔ کنزالایمان نے الفاظِ قرآن کے پیکر کو سامنے رکھتے ہوئے روحِ قرآن کو بڑی حد تک اپنے اندر جذب کر لیا ہے۔ کنزالایمان میں صحتِ مفہوم و معنی بھی ہے اور حسنِ ترجمہ بھی۔ کمال و جامعیت اس کا طرۂ امتیاز اور اختصار و سلاست اس کا خوبصورت زیور۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ کنزالایمان اردو زبان کے اندر صحیح معنوں میں موضحِ قرآن بھی ہے اور ترجمانِ قرآن بھی، تفہیمِ قرآن بھی ہے اور تذکیرِ قرآن بھی، تدبرِ قرآن بھی ہے اور بیانِ قرآن بھی، ضیاءِ قرآن بھی ہے اور انوارِ قرآن بھی، روحِ قرآن بھی ہے اور فیضانِ قرآن بھی، معارفِ قرآن بھی ہے اور محاسنِ قرآن بھی، نظمِ قرآن بھی ہے اور جمالِ قرآن بھی۔

اور اس کا بے مثال و باکمال مترجم ان عالمانہ صفات، مفسرانہ خصائص اور مومنانہ اوصاف و کمالات کا جامع ہے۔ جس کے بارے میں بڑے اعزاز و افتخار کے ساتھ یہ کہا جا سکتا ہے کہ ۔

سالہا در کعبہ و بت خانہ می نالد حیات
تاز بزمِ عشق دانائے راز آید بروں

(معارفِ کنزالایمان، مطبوعہ رضوی کتاب گھر دہلی، ص ۵۷)

﴿۱۲﴾ مفتی محمد مطیع الرحمان رضوی:

''امام احمد رضا نے صدر الشریعہ مولانا امجد علی کی درخواست اور مسلسل اُصرار پر ۱۳۳۰ھ مطابق ۱۹۱۱ء کو قرآن کریم کا اردو زبان میں فی البدیہہ ترجمہ کرایا۔ مگر دوسرے مترجمین کی طرح لغت دیکھ کر لفظ کے نیچے لفظ نہیں رکھا۔ جس سے تقدیسِ باری پر حرف آئے یا شانِ رسالت کا خون ہو بلکہ کلامِ الٰہی کے تمام ممکنہ مقتضیات کا لحاظ رکھتے ہوئے نہایت ہی پاکیزہ اور مقدس لفظوں میں صاف، سلیس اور شستہ ترجمہ کیا ہے۔''

(امام احمد رضا حقائق کے اجالے میں، مطبوعہ المجمع المصباحی مبارک پور، ص ۱۱)

﴿۱۳﴾ مولانا محمد عبدالمبین نعمانی.. دارالعلوم قادریہ چریا کوٹ مئو یوپی:

''قرآن پاک کے تراجم تو بہت سے منظر عام پر آئے اور آرہے ہیں مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عشق و ایمان میں ڈوب کر جو ترجمہ قرآن

کنزالایمان اپنے خلیفہ وتلمذ صدرالشریعہ علامہ محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ کے ہاتھوں قلم بند کرایا ہے، وہ علوم ومعارف اور عشق ومحبت کا گنجینہ ہے۔ اس کی سطر سطر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے علمی مقام ومرتبے کی سچی تصویر ہے۔ اس ترجمے کو دیکھنے کے بعد دیگر تراجم پھیکے نظر آتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ترجمہ ایک طرف اردو زبان وادب کا شاہکار ہے تو دوسری طرف قرآنِ حکیم کی صحیح ترجمانی کا منہ بولتا ثبوت بھی اور ایجازِ بیانی میں بھی یہ ترجمہ قرآن اپنی مثال آپ ہے۔ یہ بات بھی توجہ کے لائق ہے کہ آج پوری دنیا میں کوئی ترجمۂ قرآن کثرتِ اشاعت میں اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ دنیا کی کئی زبانوں میں اس کا ترجمہ بھی ہو چکا ہے۔ طویل تفسیری مباحث کو چند لفظوں میں سمیٹ کر بیان کرنا بڑے کمال کی بات ہے اور یہ کمال اہل علم کو کنزالایمان میں جگہ جگہ بکھرا ملے گا۔"

(امام احمد رضا اور ان کی تعلیمات، نوری مشن مالے گاؤں، ص ۳)

﴿۱۴﴾ مفتی ڈاکٹر محمد مکرم احمد شاہی امام مسجد فتح پوری، دہلی:

"یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ فاضل بریلوی علمی اور ادبی صلاحیتوں میں معاصرین اور متاخرین میں بہت اعلیٰ مقام رکھتے ہیں۔ ان کے پایہ کا عالم نہ ان کے دور میں تھا نہ آج ہے۔ قرآن کریم کا محتاط اور جامع ترجمہ وہی عالم کرسکتا ہے جس کو عربی، فارسی اور اردو زبانوں میں مہارت ہو، جو محاورات اور ادبی فصاحت وبلاغت سے خوب واقف ہو۔ جو سیرتِ پاکِ مصطفیٰ ﷺ سے باخبر ہو۔ جس کو علوم قرآنیہ کے ساتھ ساتھ فنِ حدیث پر بھی مکمل دسترس ہو۔ جو آیتِ کریمہ کے شانِ نزول اور اس وقت کے کوائف وحالات سے باخبر ہو۔ جس کے پاس عشقِ مصطفیٰ ﷺ کا خزانہ ہو۔ جو مکمل خشوع وخضوع کے ساتھ بین الخوف والرجا لکھنے کا عادی ہو۔ جب ہم فاضل بریلوی کی حیات اور علمی مقام ومرتبہ کا جائزہ لیتے ہیں تو صرف وہ ہی مجمع الکمالات کے پیکر میں سامنے آتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ "کنزالایمان" دنیا بھر میں مقبول ہے۔ نہ صرف عوام وخواص بلکہ ہر طبقۂ فکر کے علما اس سے استفادہ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔"

(سہ ماہی افکار رضا ممبئی، جولائی تا دسمبر ۲۰۰۰ء، ص ۱۱)

﴿۱۵﴾ سید وجاہت رسول قادری ...... صدر ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی:

"کنزالایمان، احادیثِ مبارکہ، صحابۂ کرام، تابعین، تبع تابعین اور اسلاف کرام کی تفاسیر کا نچوڑ ہے اور یہ کہ اس میں کوئی خلافِ شرع یا خلافِ اسلام مواد نہیں ہے۔ یہاں ہم امام احمد رضا سے علمی اور مسلکی اختلافات رکھنے والے علما اور اسکالرز سے بھی درخواست گزار ہیں کہ آپ علم وتحقیق کے میدان میں ذاتی بغض وعناد، گروہی حسد اور مسلکی تعصب کی عینک اتار کر "نگاہِ عشق ومستی" کی ٹھنڈی روشنی میں "کنزالایمان" کا مطالعہ کریں ان شاء اللہ آپ کو یہاں "ایمان" کا بیش بہا خزانہ" اور عشقِ مصطفوی ﷺ کی "دولتِ بیدار" ملے گی۔ امام احمد رضا محدث بریلوی کو ہر قسم کے تعصب سے بالاتر ہو کر علم کی کسوٹی پر رکھیں۔ ان شاء اللہ اُن کو کھرا پائیں گے اور فکری اتحاد ویگانگت کی راہ پیدا ہوگی۔ جس کی آج ہمیں شدید ضرورت ہے۔ "دانشِ نورانی" کی روشنی میں ان کی شخصیت وتصانیف کا مطالعہ کریں ان شاء اللہ اندھیروں سے اُجالوں میں آجائیں گے۔ اس لیے کہ نورِ بصیرت سے مزین مطالعہ اندھیروں سے اجالے کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔"

(سہ ماہی افکار رضا ممبئی جولائی تا دسمبر ۲۰۰۰ء، ص ۱۴)

﴿۱۶﴾ ڈاکٹر مجید اللہ قادری:

''امام احمد رضا بریلوی کے ترجمہ قرآن کا ایک امتیازی پہلو دیگر معروف اردو قرآنی مترجمین کے مقابلے میں یہ ہے کہ جو جامعیت، معنویت اور مقصدیت قرآن کے کلمات میں پوشیدہ ہے اس کی مکمل جھلک امام موصوف کے ترجمے میں نمایاں ہے۔ یہ اسی وقت ممکن ہے کہ مترجم کے ذہن میں وہ تمام تفاسیر، لغوی معنیٰ، اس کے متعلق احادیثِ مبارکہ اور اقوالِ صحابہ موجود ہوں۔ اور ساتھ ہی ساتھ قوتِ حافظہ بھی اتنا قوی ہو کہ وہ کمپیوٹر کی طرح کام کرے، جس طرح کمپیوٹر کا بٹن دبا کر مطلوبہ معلومات (Information) یکجا طور پر ایک ہی نظر میں اسکرین پر دیکھی جاسکتی ہے۔ اسی طرح مترجم کا ذہن بھی اتنا قوی اور فعال ہو کہ فوراً ان تمام کلمات کے مقامات کو یکجا کر کے اور ان کی جامعیت، معنویت اور مقصدیت کے پیش نظر ایسے الفاظ کا انتخاب کرے کہ ترجمہ میں کسی قسم کی تشنگی باقی نہ رہے اور نہ عبارت میں کوئی جھول۔ حقیقت میں بلا امتیاز اگر امام احمد رضا کے ترجمہ کا بغور مطالعہ کیا جائے تو محسوس ہوگا کہ یہ ترجمہ تفاسیر اور لغات کی مستند کتب کی عکاسی کرتا ہے۔''

(کنز الایمان اور معروف قرآنی تراجم، ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی، ص ۵۳۲، ۵۳۳)

﴿۱۷﴾ ڈاکٹر صابر سنبھلی۔۔۔۔۔صدر شعبۂ اردو ایم۔ ایچ (پی جی) کالج مراد آباد:

''یہ ترجمۂ قرآن امام احمد رضا علیہ الرحمہ کا مسلمانوں کے لیے عمدہ تحفہ ہے۔ عام طور سے یہ بات بھی لوگوں کو معلوم نہیں کہ اس ترجمے کے لیے کوئی خاص اہتمام نہیں کیا گیا تھا۔ جو لوگ امام احمد رضا کی تصنیفی اور خاص کر فتاویٰ نویسی کی مصروفیات سے واقف ہیں وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ ان کے پاس وقت کی کتنی کمی تھی۔ ان کے عزیز شاگرد و صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی مصنف بہار شریعت چاہتے تھے کہ اگر امام احمد رضا قرآن کریم کا اردو میں ترجمہ کر دیں تو وہ اُن کے علم و فضل اور عشق رسول ﷺ کی وجہ سے ایک لاثانی ترجمہ بن جائے گا۔ انہوں نے اس کے لیے کئی بار فاضلِ بریلوی سے عرض کیا لیکن باوجود وعدوں کے اس کے لیے وقت نہیں نکل سکا۔ آخر یہ طے پایا کہ صدر الشریعہ دوپہر کو قیلولہ کے وقت یا رات کو سوتے وقت فاضلِ بریلوی کے پاس پہنچ جایا کریں اور ایسا ہی ہوا۔ ترجمہ کا طریقہ یہ رہا کہ صدر الشریعہ آیاتِ قرآنی پڑھتے جاتے اور آپ علیہ الرحمۃ ان کا ترجمہ املا کراتے جاتے۔ مترجم کے پاس نہ تفاسیر قرآن دیکھنے کی فرصت تھی، نہ ترجمہ کی زبان پر نظر ثانی کرنے کا وقت، چاہیے تھا کہ ایسی روا داری (بلکہ بھاگ دوڑ) میں کیا گیا ترجمہ معمولی ترجمہ ہوتا، لیکن یہ مترجم علیہ الرحمہ پر اللہ رب العزت کا کرم خاص تھا کہ یہ ترجمہ اردو تراجم میں شاہ کار ہو گیا۔ یہ کام ۱۳۳۰ھ مطابق ۱۹۱۲ء میں مکمل ہوا۔''

(سہ ماہی افکار رضا، ممبئی جولائی تا دسمبر ۲۰۰۰ء، ص ۱۶)

﴿۱۸﴾ سید صابر حسین شاہ بخاری:

''یوں تو قرآن کریم کے کئی تراجم ہیں لیکن اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ کے ترجمہ ''کنز الایمان'' کو بے پناہ مقبولیت حاصل ہوئی ہے۔ اس کی اشاعت کئی لاکھوں تک پہنچ چکی ہے۔ اسے کئی زبانوں میں بھی منتقل کر دیا گیا ہے۔ اس کے محاسن پر درجنوں مقالات منظر عام پر آ چکے ہیں۔ اس کی مقبولیت کی وجہ صرف یہ ہے کہ یہ عشق مصطفےٰ ﷺ میں ڈوب کر لکھا گیا ہے۔''

(سہ ماہی افکار رضا ممبئی، جولائی تا ستمبر ۱۹۹۹ء ص ۴۲)

(۱۹) مولانا رضاء المصطفےٰ اعظمی... مہتمم المجدد احمد رضا اکیڈمی۔ کراچی:

''یوں تو آپ کے علمی کارناموں کی تفصیل بڑی طویل ہے لیکن ان میں سب سے بڑا علمی کارنامہ ترجمۂ قرآن مجید ہے۔ ترجمہ کیا ہے قرآن حکیم کی اردو میں ترجمانی ہے۔ بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ آپ کا یہ ترجمہ الہامی ترجمہ ہے تو کچھ غلط نہ ہوگا۔

اعلیٰ حضرت نے جملہ مستند ومروج تفاسیر کی روشنی میں قرآن حکیم کی ترجمانی فرمائی ہے۔ جس آیت کی وضاحت مفسرین کرام کئی کئی صفحات میں فرمائیں۔ مگر اعلیٰ حضرت کو اللہ تعالیٰ نے یہ خوبی عنایت فرمائی کہ وہی مفہوم ترجمہ کے ایک جملہ یا ایک لفظ میں ادا فرمایا۔ قلیل جملہ کثیر مطالب اسی کو کہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اعلیٰ حضرت کے ترجمے سے ہر پڑھنے والے کی نگاہ میں قرآنِ کریم کا احترام، انبیا علیہم السلام کی عظمت اور انسانیت کا وقار بلند ہوتا ہے۔''

(قرآن شریف کے غلط ترجموں کی نشاندہی، ص ۴۴ مطبوعہ رضوی کتاب گھر بھیونڈی)

﴿۲۰﴾ ڈاکٹر محمد ہارون... سابق استاذ آکسفورڈ یونی ورسٹی برطانیہ:

''امام احمد رضا نے رسولِ اکرم ﷺ پر کسی بھی طرح کی تنقید کرنے یا اُن کی عظمت وکمال میں کوئی بھی شک پیدا کرنے کی اجازت دینے سے انکار کیا۔ انہوں نے پیغمبر اسلام ﷺ کے مرتبہ وکمال کو گھٹانے والے وہابی تراجم قرآن کے مقابلے میں اردو زبان میں قرآن حکیم کا بہت ہی خوبصورت ترجمہ پیش کیا۔

(پیغامِ رضا کا خصوصی شمارہ مارچ ۲۰۰۷ء، ص ۶۲)

×......×......×

کنز الایمان
ضرورت وافادیت

محمد شمشاد حسین رضوی (ایم۔اے)☆

اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے ۱۳۳۰ھ میں قرآن مقدس کا اردو زبان میں ترجمہ کیا جو ''کنز الایمان'' کے نام سے موسوم ہے۔ دورِ حاضر میں ''کنز الایمان'' کی زبردست اشاعت ہو رہی ہے۔ ہر مکتبہ والے اس کو شائع کر رہے ہیں اور بازار میں ہدیہ کر رہے ہیں۔ ان گنت بار اس کی طباعت اس بات پر واضح دلیل ہے کہ عوام وخواص میں جو شرف قبولیت ''کنز الایمان'' کو حاصل ہے کسی اور ترجمۂ قرآن کو حاصل نہیں۔ کم پڑھے لکھے افراد بھی اس کو پڑھتے ہیں اور اربابِ علم وکمال بھی۔ تنقید نگاروں نے بھی اس کا مطالعہ کیا اور ماہرین لسانیات نے بھی۔ مگر آج تک کسی صاحب علم وبصیرت نے اس کی طرف انگشت نمائی نہیں کی۔ کنز الایمان میں ترجمانی کی جو کیفیت، ادب وبیان کی جو لطافت، اسلوب کی جو چاشنی اور لب ولہجہ کا جو بانک پن پایا جاتا ہے وہ دل اور دماغ دونوں سے اپیل کرتا ہے اور دوسرے ذی علم افراد کو دعوتِ نظارہ دیتا ہے۔ اگر اس میں خامیاں ہوتیں تو اغیار بھی اس پر لب کشائی کرتے اور اپنے لوگ بھی دبے لفظوں میں خندہ زن ہوتے۔ میں بڑے وثوق سے یہ بات کہہ رہا ہوں کہ کنز الایمان ایک اچھا اور عمدہ قسم کا اردو ترجمۂ قرآن ہے جس میں وہ تمام خوبیاں پائی جاتی ہیں جو کسی اچھے ترجمہ میں ہونی چاہیے۔ یہی وجہ ہے کہ اربابِ کمال نے کنز الایمان کی انفرادی اور امتیازی خصوصیات وکمالات کا کھلے دل سے اعتراف کیا ہے۔ کنز الایمان میں اعلیٰ قسم کی ترجمانی کو دیکھتے ہوئے کسی صاحب بصیرت نے کہا...... ''قرآن مجید اگر اردو میں نازل ہوا ہوتا تو وہ کنز الایمان ہوتا۔'' یہ جملہ صرف اظہار وصف وکمال کا ایک قوی ذریعہ ہے اور پر تاثیر اسلوب ہے۔ اس جملہ کے توسط سے نہ تو کنز الایمان کو قرآن بتایا گیا اور نہ ہی اس کے ہم پلہ قرار دیا گیا۔ ہاں صرف یہ مقصد ہے کہ کنز الایمان میں واقعی طور پر قرآن کی صحیح ترجمانی پائی جاتی ہے اور اس میں زبان وبیان کی ایسی چاشنی پائی جاتی ہے کہ کنز الایمان جیسا کوئی اور ترجمۂ قرآن نہیں۔ نہ امام احمد رضا سے پہلے ایسا کوئی ترجمۂ قرآن تھا اور نہ ان کے بعد، حد تو یہ ہے کہ اس دور میں بھی کنز الایمان جیسا کوئی ترجمہ پایا نہیں جاتا۔ مگر نہایت ہی افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہماری ہی جماعت کے کسی اہل علم وادب نے اس جملہ کی صحت پر کلام کیا ہے اور اسے اپنی تنقید کا نشانہ بنایا ہے اس لیے مناسب تصور کرتا ہوں کہ اس جملہ کی توضیح کر دی جائے تا کہ کنز الایمان پر گفتگو کرنے کا راستہ بالکل صاف اور ستھرا ہو جائے اور ذہن وشعور سے کدورت وشبہات کا بادل چھٹ جائے۔

جملۂ مذکورہ کی توضیح و تشریح:

یہ جملہ جس نے بھی ادا کیا، اس نے بہت کچھ سوچ سمجھ کر ادا کیا ہے۔ اس جملہ کا مقصد اور پس منظر کیا ہے اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ قرآن مقدس کی صحیح اور مکمل ترجمانی، زبان وبیان کی تاثیری کیفیت، اسلوب بیان کی کشش، اردو محاوروں، عام بول چال کے لفظوں اور جملوں

☆ صدر المدرسین، مدرسہ شمس العلوم، گھنٹہ گھر بدایوں

کے استعمال نے اہل علم وادب کے دل ودماغ کو اپیل کی اور پھر انہوں نے اپنی اس داخلی کیفیت کا اظہار مذکورہ جملہ میں کر دیا۔ یہی وہ پس منظر ہے جس کی بنیاد پر یہ جملہ صفحۂ قرطاس کی زینت بن گیا۔ اس جملہ کا مقصد صرف کنز الایمان کی خوبیاں بیان کرنا ہے۔ میرا گمان غالب یہ ہے کہ جس نے بھی یہ جملہ کہا وہ کوئی کم پڑھا لکھا نہ تھا، بلکہ نہایت ہی قابل ترین انسان اور دانش ور تھا کہ اس نے یہ جملہ لکھ کر کنز الایمان میں مضمر تمام خوبیوں کو اجاگر کر دیا اور اس کی معتد بہ حیثیات کا تعین بھی۔ یہ کوئی لغو اور مہمل جملہ نہیں بلکہ جدید اسلوب اور نادر و نایاب لب ولہجہ کا آئینہ دار ہے۔ علم منطق کے اعتبار سے یہ قیاس استثنائی کا ایک جز صغریٰ ہے۔ اس کے بالترتیب اجزا اس طرح ہوں گے......

صغریٰ - قرآن مجید اگر اردو میں نازل ہوا ہوتا تو وہ کنز الایمان ہوتا

کبریٰ - مگر قرآن مجید اردو میں نازل نہیں ہوا۔

نتیجہ - اس لیے کنز الایمان قرآن مجید نہیں۔

اس قیاس استثنائی سے جو نتیجہ نکلا وہ سو فی صد صحیح اور حقیقت پر مبنی ہے۔ بالفرض اگر کوئی اس نتیجہ کو صحیح تسلیم نہیں کرتا تو پھر اسے اس کی نقیضین یعنی کنز الایمان ہی قرآن مجید ہے، کو ماننا پڑے گا کیوں کہ نقیضین میں سے کسی ایک کو تسلیم کیے بغیر کوئی چارۂ کار نہیں اور ایسا بھی نہیں ہو سکتا کہ دونوں میں سے کسی ایک کو بھی نہ مانا جائے اور نہ ہی دونوں کو مانا جائے گا کہ ان دونوں صورتوں میں رفع نقیضین اور صدق نقیضین لازم آئے گا۔ اہل علم بہ خوبی جانتے ہیں کہ یہ دونوں محال ہیں، اب رہی یہ بات کہ کنز الایمان ہی قرآن مجید ہے یہ سراسر جھوٹ، لہٰذا ثابت ہوا کہ کنز الایمان قرآن مجید نہیں۔ یقین کے اجالے میں ہر کوئی کہہ سکتا ہے کہ صغریٰ یعنی قرآن مجید اگر اردو میں نازل ہوا ہوتا تو وہ کنز الایمان ہوتا بالکل صحیح اور درست ہے۔ اس پر شک کرنے کی کوئی گنجائش نہیں۔ کنز الایمان کی امتیازی خصوصیات کو بیان کرنے کا یہ اسلوب جدید بھی ہے اور نادر و نایاب بھی کہ اس میں دعویٰ بھی ہے اور دلیل بھی۔ ایسا نہیں ہے کہ صرف کنز الایمان ہی کے سلسلہ میں یہ اسلوب اپنایا بلکہ قرآن وحدیث میں بھی یہ اسلوب نظر آتا ہے اور نعتیہ شاعری میں بھی۔

(۱) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے......

لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا (پ ۱۷، س: انبیاء ۲۲)

اگر آسمان وزمین میں اللہ کے سوا اور خدا ہوتے تو ضرور وہ تباہ ہو جاتے۔

(۲) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں......

لو کان بعدی نبیا لکان عمر

''میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر ہوتے''

(۳) استاذ زمن حضرت علامہ مولانا حسن رضا خاں بریلوی اپنی نعتیہ شاعری میں تحریر کرتے ہیں:

خدا کرنا ہوتا جو تحت مشیت
خدا بن کر آتا یہ بندہ خدا کا

استاذ زمن نے یہ شعر امام احمد رضا فاضل بریلوی کے سامنے پڑھا تو انھوں نے اس شعر کو پسند فرمایا اور خوشی کا اظہار کیا۔ بتایئے یہ طرزِ استدلال اگر غلط ہوتا یا اس سے کراہت کی بو آتی تو امام احمد رضا اور ارباب علم وادب اور دوسرے باذوق افراد اس پر اپنی پسندیدگی کا اظہار کیوں کرتے؟ اگر کنز الایمان کی مدح وستائش میں قیاس استثنائی پر مشتمل جملہ کہہ دیا گیا تو اس سے کون سی قیامت ٹوٹ پڑی اور کیوں ارباب نکتہ داں چیں بجبیں ہو گئے؟ اور مذکورہ جملہ پر منہ بسورنے لگے۔ کسی صاف شفاف اور علم وفن کی کسوٹی پر کھرا اترنے والے جملہ پر معترض ہونا کہاں کا انصاف ہے؟ اور یہ کیسی دانش وری ہے؟ اس اعتراض کو کیا کہا جائے، حق پسندی یا شہرت کی ہوس میں بڑا بول؟ حق تو یہ تھا کہ اس جملہ کی تحسین فرماتے، انھیں مبارک باد دیتے جن کے نوک قلم سے یہ معرکۃ الآرا جملہ نکل پڑا۔ خیر زمانہ کچھ کہے میں اس جملہ پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ میری نگاہ میں اس سے بہتر اور جامع اسلوب کوئی اور نہیں ہو سکتا۔

کنزالایمان کی ضرورت:

اس مقام پر بنیادی طور پر یہ سوال ہوتا ہے کہ آخر کیا ضرورت تھی کہ حضرت سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی نے اردو زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ کیا، اگر اللہ تعالیٰ کے پیغامات اور قرآنی تعلیمات کو عام مومنین تک پہنچانا مقصد تھا تو یہ کام بہت پہلے شاہ رفیع الدین اور شاہ عبدالقادر نے قرآن مجید کا اردو میں ترجمہ کر کے پورا کر دیا تھا۔ جناب خلیق انجم لکھتے ہیں:

"اردو میں قرآن شریف کا پہلا ترجمہ مولانا شاہ رفیع الدین نے کیا یہ ترجمہ لفظی تھا یعنی قرآن شریف کے ہر لفظ کا اس طرح ترجمہ کیا گیا کہ اردو فقروں کی ساخت ہی بدل گئی اس ترجمہ میں سلاست وروانی نہ ہونے کی وجہ سے اصل مفہوم سمجھنا مشکل تھا۔ شاہ رفیع الدین نے یہ ترجمہ ۱۷۷۶ء میں کیا تھا۔ تقریباً نو سال بعد یعنی ۱۷۸۵ء میں شاہ رفیع الدین کے چھوٹے بھائی عبدالقادر نے بھی قرآن شریف کا اردو میں ترجمہ کیا یہ ترجمہ پہلے ترجمہ کے مقابلہ میں زیادہ سلیس شگفتہ اور آسانی سے سمجھ میں آنے والا تھا۔"

(فن ترجمہ نگاری، ص ۱۴)

یہ دونوں ترجمے امام احمد رضا فاضل بریلوی کی پیدائش سے پہلے ہی شائع ہو چکے تھے اور اربابِ علم اس کا مطالعہ کر رہے تھے۔ شاہ عبدالقادر کے ترجمہ میں سلاست وروانی اور شگفتگی بھی پائی جاتی تھی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ دونوں ترجمے افادیت اور مقصدیت سے عاری نہ تھے بلکہ اس کا افادی پہلو روشن تھا اور مقصد بھی واضح تھا کہ جن لوگوں نے اس کا ترجمہ کیا وہ یہی تو چاہتے تھے کہ قرآنی تعلیمات عام ہو جائیں اور لوگ ان قرآنی تعلیمات سے استفادہ بھی کر رہے تھے۔ اس پس منظر میں اس بات کی وضاحت اور بھی زیادہ اہم نظر آتی ہے کہ آخر کنز الایمان کی ضرورت کیا تھی؟ خود امام احمد رضا کے دور میں بھی قرآن مقدس کے کئی ایک ترجمے موجود تھے۔ اس سے کسی کو انکار نہیں اور ترجمہ بھی ایسے ایسے افراد نے کیا تھا جو خود ماہر لسانیات اور اردو زبان وادب کے لیے سرمایۂ فخر وناز تھے۔ مثال کے طور پر ڈپٹی نذیر احمد ہی کو لے لیجیے کہ اردو ادب وتنقید میں ان کو کافی اہمیت حاصل تھی، ناول وافسانہ نگار تھے، زبان وادب کے تمام پہلوؤں پر وسیع نظر رکھتے تھے۔ اردو محاوروں اور ضرب الامثال کا استعمال بھی کرتے تھے۔ گویا دوسرے لفظوں میں آپ یہ بھی کہہ سکتے ہیں...... نذیر احمد کو زبان وبیان پر مکمل عبور حاصل تھا، جدید اسالیب اور ایک ہی بات کو مختلف انداز میں

پیش کرنے کی صلاحیت بھی تھی۔ انھوں نے بھی قرآن مجید کا اردو میں ترجمہ کیا، ان کے ترجمہ میں سلاست، روانی، شگفتگی، اردو محاوروں اور خوب صورت جملوں کا استعمال پایا جاتا تھا۔ انھوں نے عام بول چال میں ترجمہ کر کے یہ کوشش کی کہ قرآنی تعلیم گھر گھر پہنچ جائے اور اہل وطن نے اس ترجمہ کو ہاتھوں ہاتھ بھی لیا کیوں کہ اس میں سلاست و روانی پائی جاتی تھی۔ روزمرہ کے الفاظ اور محاورے بھی استعمال کیے گئے تھے اس کے باوجود نذیر احمد نے ایسی غلطی کی جس کا انجام بھیانک ہوا، روزمرہ اور اردو محاوروں کے استعمال میں وہ اس طرح کھو گئے کہ انھیں اس بات کا اندازہ بھی نہ ہوا کہ ان محاوروں کا استعمال کس کے لیے کرر ہے ہیں۔ خدا کے لیے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے یا پھر ان برگزیدہ بندوں کے لیے جو پاک باز اور نیک طبیعت کے مالک تھے۔ میں اس کی ایک جھلک پیش کرر ہا ہوں، آپ مطالعہ کریں اور اندازہ لگائیں کہ اس قسم کے جملوں کا استعمال کس حد تک درست ہے۔ خلیق انجم رقم طراز ہیں:

''قرآن کا ترجمہ مختلف مترجمین نے کیا، ان میں سب سے آسان اور روزمرہ کا ترجمہ ڈپٹی نذیر احمد کا سمجھا جاتا ہے۔ موصوف شستہ اور با محاورہ زبان لکھنے میں اپنی مثال آپ تھے۔ امہات الامۃ لکھتے وقت بھی اسی صفت کو برت گئے اور برے پھنسے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راتوں رات مکہ سے باہر تشریف لے جانے کا تذکرہ یوں کیا: وہ راتوں رات سٹک گئے، یہ سٹک کا لفظ اگر چہ عوام کی بول چال میں استعمال ہوتا ہے، لیکن پیغمبر کی شان میں یہی لفظ ایک گستاخی سمجھا گیا اور اسی طرح کے الفاظ کی بنا پر ڈپٹی نذیر احمد کے ترجمے کے خلاف عام جلوسوں میں تجویزیں پاس ہوئیں اور بہت شور ہوا۔''

(فن ترجمہ نگاری، ص ۸۹)

اس عبارت محولہ سے یہ ضابطہ نکل کر آیا کہ قرآن کا ترجمہ کرتے وقت مترجم صرف لفظوں کی خوب صورتی، جملوں کی شگفتگی، اسلوب کی رنگا رنگی اور انداز نگارش کی قوس وقزح پر نظر نہ رکھے اور نہ ہی محاوروں اور روزمرہ کے الفاظ کے استعمال پر دھیان مرکوز کرے، بلکہ یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ یہ جملے اور محاورے کس کے لیے استعمال کیے جار ہے ہیں اور کیا یہ الفاظ ومحاورے خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے لیے مناسب ہیں یا نہیں؟ اگر نہیں ہیں تو ایسے لفظوں اور محاوروں کو مسترد کر دینا چاہیے۔ اس ضابطہ کا فقدان نہ صرف ڈپٹی نذیر احمد کے یہاں پایا جاتا ہے بلکہ اردو زبان میں جس قدر بھی قرآنی تراجم موجود ہیں سب میں عام ہے ذیل میں چند مثالیں پیش کی جار ہی ہیں:

(۱) سر سید احمد خاں نے لکھا:

''اللہ ان سے ٹھٹھا کرتا ہے''

(۲) ڈپٹی نذیر احمد نے اس طرح لکھا:

''اللہ ان کو بناتا ہے''

(۳) فتح محمد جالندھری نے کیا گل کھلایا اسے بھی ملاحظہ کریں:

''ان منافقوں سے خدا ہنسی کرتا ہے''

(۴) شیخ محمود حسن دیو بندی نے یوں ترجمہ کیا:

''اللہ جل شانہ ان سے دل لگی کرتا ہے''

ماہر لسانیات اور ارباب ذوق سے گزارش ہے...... ''ٹھٹھا کرتا ہے''، ''بناتا ہے''، ''ہنسی کرتا ہے'' اور ''دل لگی کرتا ہے'' جیسے جملوں پر غور کریں، میں مانتا ہوں کہ یہ ایسے الفاظ اور جملے ہیں جو روزمرہ میں بولے جاتے ہیں اور خاص و عام اپنے اپنے محاوروں میں استعمال کرتے ہیں، مگر ان محاوروں سے ذہن میں جو معانی و مفاہیم منعکس ہوتے ہیں، کیا وہ شان الٰہی کے لیے زیب دیتے ہیں؟ کیا کوئی بھی مومن اور عشق کا مزاج رکھنے والا انسان اپنے اور سارے جہاں کے خالق و مالک کے لیے ان لفظوں کا استعمال کرسکتا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ یہ الفاظ بھی گستاخانہ کلمات ہیں جو قوتِ سماع پر گراں گزر رہے ہیں۔ اسی قسم کے بہت سے غیر محتاط اور غیر معتدل الفاظ و کلمات کے بطن سے یہ ضرورت پیدا ہوئی کہ اب قرآن مقدس کا اردو ادب میں ایسا ترجمہ کیا جائے جو ایمان و یقین اور ادب و احترام، صدق و صفا اور خوش گوار ماحول کا آئینہ دار ہو۔ اب ایسے ترجموں کی قطعی کوئی حاجت نہیں جو ماحول، ذہنی فضا اور مزاجِ عشق میں تکدر پیدا کرے۔ اسی ضرورت و تقاضا نے کنز الایمان کو وجود بخشا اور اب وہ ہمارے ہاتھوں میں ہے۔ جو چیز کسی ضرورت کے تحت نمود پذیر ہوتی ہے، وہ اعلیٰ اور بے مثال ہوا کرتی ہے۔ اس میں ایسی خوبیاں ہوتی ہیں کہ ذوق جمال جن کے حسین لمس سے جھوم سا جاتا ہے، یقین مانیے امام احمد رضا فاضل بریلوی کے ترجمۂ قرآن کنز الایمان میں یہ تمام خوبیاں پائی جاتی ہیں۔

کنز الایمان کیسے وجود میں آیا:

اس سوال کی بھی ایک تاریخ اور پس منظر ہے چوں کہ امام احمد رضا فاضل بریلوی کو علمی مصروفیات سے فرصت ہی نہیں ملتی تھی، تصنیف و تالیف اور فتاویٰ نویسی آپ کا محبوب مشغلہ تھا۔ اس لیے آپ کی توجہ اس طرف نہیں گئی مگر صدر الشریعہ مولانا امجد علی صاحب علیہ الرحمہ نے اس ضرورت و افادیت کا احساس کیا اور اپنے دل میں مکمل عزم کرلیا کہ اس بارے میں امام احمد رضا سے وقت کا مطالبہ کیا جائے اور اس کام کے لیے انھیں آمادہ کرلیا جائے۔ صدر الشریعہ نے امام احمد رضا سے اس ضرورت کا تذکرہ کیا، انھوں نے بھی خندہ پیشانی سے اسے قبول کرلیا۔ سیدنا اعلیٰ حضرت نے اس کے لیے دو وقتوں کا تعین فرمایا، دن میں قیلولہ کے وقت اور رات میں سونے سے قبل۔

اس بات سے ہر ایک فرد واقف ہے کہ ترجمہ کرنا کوئی آسان کام نہیں اور وہ بھی قرآن مقدس کا ترجمہ کرنا، کوئی بچوں کا کھیل نہیں، اس کے لیے جاں فشانی، زبردست محنت و عرق ریزی اور راتوں کو حلال کرنا پڑتا ہے اور پتہ ماری کی جاتی ہے تب کہیں جا کر ترجمہ کا عمل مکمل ہوتا ہے۔ ہر کس و ناکس قرآن مقدس کا ترجمہ کرلے ایسا نہیں ہوسکتا ہے ہاں اس کے لیے کچھ ذی علم اور باشعور افراد مخصوص ہوا کرتے ہیں۔ یہیں سے ذہن میں سوال ابھرتا ہے کہ ترجمہ کون کرے؟

ترجمہ کون کرے؟

یہ سوال بہ ظاہر بہت ہی چھوٹا اور نہایت ہی سادہ ہے مگر اس کا جواب تحقیق طلب اور خود میں گہرائی و گیرائی لیے ہوئے ہے۔ معنی خیز اور حیرت انگیز بھی ہے۔ میں اپنی ناقص معلومات سے چند باتیں عرض کر رہا ہوں شاید انھیں مخدوش عبارتوں میں اس کا جواب مل جائے۔

اولاً: قرآن مقدس کا ترجمہ وہ کرے جو قرآن فہمی اور منشاء الٰہی کو سمجھنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ قرآن فہمی کے لیے چند بنیادی چیزوں کا ہونا ضروری ہے:

(ا) قرآن کی زبان کا ذوق پیدا کرنا ایک ضروری امر ہے اور کسی بھی زبان کا ذوق برسوں کی مشق اور پتہ ماری سے پیدا ہوتا ہے۔ صرف تفسیروں کے پڑھنے اور لغت میں بتائے گئے الفاظ و معانی کے صرف مطالعہ سے پیدا نہیں ہوتا بلکہ اس کے لیے اس زبان کا سارا کلاسیکی لٹریچر اس کے اساتذہ کا کلام، اس کے قواعد وضوابط، اصول ونظریات، اس کے علم نحو، علم صرف، علم معانی وبیان کا نہایت ہی ٹھوس اور گہرے مطالعہ کا ہونا ایک امر ناگزیر ہے۔ فصاحت و بلاغت، اس کی باریکیوں اور لطافتوں پر عبور کا ہونا بھی ضروری ہے چوں کہ قرآن مقدس جس وقت نازل ہو رہا تھا، وہ جاہلیت کا دور تھا۔ عربوں میں شاعری کا ذوق تھا اور اہل عرب اپنی زبان دانی پر ناز کر رہے تھے۔ اس اعتبار سے دیکھا جائے تو یہ بات دل کو لگتی ہوئی محسوس ہوتی ہے کہ قرآن کو سمجھنے کے لیے ایام جاہلیت کے شاعروں خطیبوں کے کلام پر عبور ضرور حاصل کرنا چاہیے۔ عربی زبان کے تلمیحات، تشبیہات اور استعارات پر بھی گہری نظر رکھنی چاہیے کہ اس کے بغیر کام نہیں چلتا کہ قرآن انھیں کی زبان میں نازل ہوا۔ زبان کے محاورے، ضرب الامثال بھی زبان کے ذوق کو پیدا کرنے میں اہم رول ادا کرتے ہیں۔ جب تک ان علوم وفنون پر درک تام حاصل نہیں ہوگا تو پھر زبان کا ذوق کیوں کر پیدا ہوگا۔ اس لیے قرآن فہمی کے بنیادی اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے، ادب عربی سے متعلق تمام علوم وفنون کو حاصل کرے اور ان علوم و فنون کے ذریعہ قرآن کو سمجھنے کی کوشش کرے۔

ثانیاً: ترجمہ کرنے کی کوشش وہ کرے جس کے اندر یہ استعداد وصلاحیت ہو کہ وہ سیاق وسباق، اضافات وانسلاکات کے ذریعہ لفظوں کے معانی ومفاہیم کا تعین کرسکتا ہو۔ صرف لغتوں میں بتائے گئے لفظوں کے معانی پر اعتماد کل نہ کرے کیوں کہ لفظوں کا پیکر نہایت ہی صاف وشفاف ہوا کرتا ہے جو ہر قسم کے سیاق وسباق سے شعاعوں کو قبول کرتا ہے اور پھر ان شعاعوں سے قاری وسامع کے دل ودماغ کو منور کرتا ہے۔ یہی فلسفۂ الفاظ ہے، جس شخص کے اندر سیاق وسباق سے معانی ونتائج کے اخذ کرنے کی صلاحیت، استعداد وقابلیت ہی نہیں وہ اس وادی میں قدم نہ رکھے تو بہتر ہے۔ اکثر مترجمین کے اندر اس صلاحیت کا فقدان تھا اس لیے ان کے قلموں نے لغزش کھائی اور علم وشعور، فن وادراک کی کشتی بیچ بھنور میں آکر ڈوب گئی جس کی وجہ اہل علم و ادب کے مابین اس کے ترجمہ کے خلاف ماحول بنا، کرب واضطراب پیدا ہوا اور سماج ومعاشرہ کے مسائل میں زبردست الجھنیں پیدا ہوئیں۔ کاش اگر مترجمین معنیاتی فلسفہ وشعور کو پیش نظر رکھتے تو یہ بے چینی پیدا نہ ہوتی مگر نہ معلوم ان مترجمین نے کس زعم میں سیاق وسباق کا لحاظ نہ کیا اور قوم مسلم کو بے چین ومضطرب کر دیا۔ العیاذ باللہ۔

ثالثاً: ترجمہ وہ کرے جس کے اندر خلوص وللّٰہیت، صدق نیت، طلب ہدایت اور قرآن کریم سے اکتساب نور کا حوصلہ ہو کیوں کہ یہی وہ قرآن مجید ہے جس سے ہزاروں افراد ہدایت پا گئے اور ہزاروں کفر وضلالت کے دَل دَل میں پھنس کر رہ گئے اور موت وحیات کے کش مکش سے دوچار ہو گئے۔ صرف علوم عربیہ پر عبور ہی ترجمہ کرنے کے لیے ضروری نہیں بلکہ تائید ربانی بھی اس کے لیے ضروری امر ہے کہ الفاظ وہی ہوتے ہیں اور معانی ومفاہیم بھی وہی، دونوں کے مابین اٹوٹ رشتے بھی وہی، اس کے باوجود الفاظ قرآن سے صحیح معنی ومفہوم کا اخذ واستنباط خدائے برتر وبالا کی تائید وتوفیق کے بغیر نہیں ہوسکتا۔ اس لیے مترجمین کے لیے ایسی صلاحیت واستعداد کا ہونا ضروری ہے جس سے تائید ربانی

کا نزول ہو سکے۔ جن مترجمین میں ان صلاحیتوں کا فقدان تھا ترجمہ کرتے وقت ان کے دامن کا ایک ایک تار بکھر کر رہ گیا اور خود ان کی شخصیتیں بھی مجروح ہو گئیں۔

اب تک جو باتیں تحریر کی گئیں، وہ قرآن فہمی اور اس کے مسائل سے متعلق تھیں، لیکن مترجمین کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ جس زبان میں قرآن کا ترجمہ کیا جا رہا ہے، اس کے اصول و مسائل الگ نوعیت کے حامل ہیں، جن سے آشنائی مترجمین کے لیے ضروری امر ہے۔ اسے سمجھے بغیر ترجمہ کا عمل پورا نہیں ہو سکتا۔ یہ اصول و مسائل دو مرحلوں میں بیان کیے جا رہے ہیں۔

مرحلۂ اولیٰ: ترسیل ہے۔ ترسیل کا مطلب قلبی واردات، ذہنی کیفیات اور مافی الضمیر کو لفظوں کے روپ میں پیش کرنا ہے۔ اس کے لیے ذخیرۂ الفاظ کا وسیع تر ہونا ضروری ہے۔ ذخیرہ میں جس قدر وسعت ہوگی مترجمین کے لیے ترجمہ کا عمل اتنا ہی آسان اور سہل ہوگا کہ لفظوں کی کمی مفہوم کی ادائیگی میں زبردست خلل ڈالتی ہے۔ اصول و قواعد، نحو و صرف، استعارات و تلمیحات، تشبیہات و کنایات اور اسلوبیات سے واقفیت بھی ہونی چاہیے۔ روزمرہ کے الفاظ و بیان اور اردو کے اساتذۂ سخن کے کلام پر بھی نظر رکھنی چاہیے۔ اردو عسکری زبان ہے اس میں عربی و فارسی زبانوں کے الفاظ اور علاقائی بولیوں کے محاورے بھی پائے جاتے ہیں لہٰذا ایک مترجم کو اردو کے ان تمام پہلوؤں پر نظر رکھنی چاہیے کہ انھیں معلومات کے سبب ذخیرۂ الفاظ میں وسعت آئی ہے اور انسان ترسیلی امور کے انجام دہی میں کام یاب ہوتا ہے۔ ترسیل کے وقت مترجم کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ اصل متن کے الفاظ و عبارات کا صحیح صحیح ترجمہ کرے اور اس کے لیے لفظوں کے انتخاب میں اپنی پوری صلاحیت صرف کر دے اور یہ ضرور دیکھے کہ کس لفظ میں ترسیل کی قوت ہے؟ اور کس میں نہیں ہے؟ یہ حقیقت ہے کہ لفظوں کا عمل حرکی نظام پر قائم ہے۔ جس لفظ میں یہ حرکت تیز تر ہوگی اسی قدر وہ دل اور دماغ سے اپیل کرے گا اور جہاں یہ حرکت نہیں ہوتی، وہ جمود و تعطل کا شکار ہو کر انتقال معانی میں مخل ہو جاتا ہے اور پھر ترجمہ کا عمل مفلوج ہو کر رہ جاتا ہے۔ تو بتایئے کہ اس قسم کے الفاظ ترجمہ کے عمل میں کیوں کر شامل کیے جا سکتے ہیں؟

مرحلۂ ثانیہ: ابلاغ ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ لفظوں کے ذریعہ جن معانی کو قاری و سامع کے دل و دماغ تک پہنچانا ہے وہ پہنچے ہیں یا نہیں، اس بات کا پتہ لگانا اور اس کی جانچ کرنا بھی مترجم کی ذمہ داری ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ مترجم مناسب الفاظ اور موقع و محل کے اعتبار سے جملوں کا انتخاب کرے، کہیں استعارہ سے کام لے اور کہیں تشبیہ سے کام لے اور مناسب لب و لہجہ کو بروئے کار لائے۔ اندازِ بیاں بھی ایسا اختیار کرے جو آسان اور سہل ہو تا کہ ابلاغ میں خلل واقع نہ ہو۔ ابلاغ میں کام یابی ہر کسی کو نصیب نہیں ہوتی۔ اس میں کچھ کوشش ہوتی ہے اور کچھ عطیۂ ربانی، برسوں ریاضت و مہارت کرنی پڑتی ہے تب کہیں ابلاغ میں کام یابی ملتی ہے یا پھر اس قدر ملکہ و قدرت ہو کہ انسان میں ابلاغ کی ساری توانائی حاصل ہو جائے۔

مرحلۂ ثالثہ: اس بات کا متقاضی ہے کہ ترجمہ میں جو الفاظ و جملے لائے جائیں، اسے ادب و احترام اور جذبۂ عشق سے سرشار ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذوات قدسیہ کے لیے مناسب بھی۔ ایسے الفاظ کا استعمال قطعی طور پر ممنوع قرار دیے جائیں جن سے بے ادبی اور گستاخی کا شائبہ ہو مگر بعض مترجمین نے اپنے ترجموں میں صرف محاوروں اور روزمرہ کے زبان کے استعمال پر زور دیا، انھوں نے اس بات پر دھیان نہیں دیا کہ ان محاوروں کا استعمال کہاں درست ہے اور کہاں درست نہیں؟

ان تمام گفتگو کو دھیان میں رکھ کر غور کریں کہ صرف امام احمد رضا بریلوی کی ہی ایسی ذات تھی جو صحیح معنی میں ترجمہ کے عمل کو انجام دے سکتی تھی۔ ان کی شخصیت میں ترجمہ کرنے کے تمام تر اصول ومسائل اور بنیادی ضرورتیں پائی جاتی تھیں، جہاں تک عربی زبان دانی اور قرآن فہمی کا تعلق ہے تو اس معاملہ میں انھیں پوری مہارت اور مکمل عبور حاصل تھا۔ عربی زبان وادب تو ان کے گھر کی معلوم ہوتی تھی۔ آپ برملا عربی زبان میں گفتگو کر سکتے تھے اور لکھ سکتے تھے، فصیح بلیغ عربی بولنا یا لکھنا ان کی خصوصیت اور انفرادی شان تھی۔ ان کی تصانیف کا مطالعہ کر لیجیے آپ کو ان کی عربی دانی کا اندازا ہو جائے گا۔ عربی میں شاعری کرنا ان کی طبع میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ عربی زبان وادب میں ان کی مہارت کاملہ اور درک تام کو دیکھتے ہوئے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ عربی خود ان کی اپنی مادری زبان معلوم ہوتی تھی۔ اس میں زور شور کے ساتھ بلاغت وفصاحت، علم معانی وبیان کے تقاضوں کی سرگرمی اس بات کا اعلان کرتی ہے کہ عربی زبان کی طرف ان کا میلان ورجحان طبعی تھا، یہی وجہ ہے کہ تمام علمی نکات، فن کی باریکیاں اور دقائق لطیفہ اولاً ان کے ذہن وشعور پر منکشف ہوتے تھے، پھر بعد میں آپ انھیں اردو زبان یا فارسی زبان میں منتقل فرماتے تھے۔ اس موقعہ پر مولانا محمد احمد مصباحی صدر المدرسین الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور کی درج ذیل عبارت پیش کر دینا مناسب وضروری سمجھتا ہوں، آپ رقم طراز ہیں:

”ان الابحاث العلمیه تتجلی فی ذهنه الثاقب اولاً . بالعربیه ثم یحولها الی اللغة الاخرویه.

یعنی اولاً مباحث علمیہ ان کے روشن ذہن پر روشن ہوتے ہیں پھر ثانیاً انھیں دوسری زبانوں میں پیش کرتے ہیں۔“

(تقدیم۔قصیدتان رائعتان)

اس سے آپ اندازا لگا سکتے ہیں کہ امام احمد رضا کو عربی ادب میں کس قدر مہارت تھی، مگر یہ بھی خیال رہے کہ یہ مہارت زبان کی صرف ایک یا چند جہات تک محدود نہ تھی بلکہ اس کے تمام جہتوں پر محیط تھی، خواہ اس کا تعلق زبان کے نحو وصرف سے ہو یا فصاحت وبلاغت سے، معانی و بیان سے ہو یا صنائع لفظی سے، لسانیات سے متعلق ابحاث ہوں یا لفظیات سے، ہر پہلوئے زبان پر انھیں پورا اور مکمل عبور حاصل تھا جس کی وجہ سے ان کی ذات وشخصیت میں عربی ادب کا ذوق پایا جاتا تھا اور قرآن فہمی میں ان کی کوئی نظیر نہ تھی۔ نہ آپ کی ولادت سے سو سال قبل اور نہ ہی اب تک کوئی ایسا پیدا ہوا جو قرآن فہمی میں ان کا ثانی ہونے کا دعویٰ کرے۔ اس اعتبار سے صرف اور صرف انھیں کو قرآن مقدس کا اردو ترجمہ کرنے کا حق حاصل تھا۔

جہاں تک اردو میں ترسیل وابلاغ کا سوال ہے، اس میں بھی آپ کو پوری قدرت حاصل تھی۔ لفظوں کا ایسا وسیع ذخیرہ آپ کی معلومات میں سمویا ہوا تھا کہ کسی معنی ومفہوم کو ادا کرنے کے لیے آپ کو لفظوں کا انتظار نہ کرنا پڑا بلکہ خود الفاظ تراکیب اور بندشیں آپ کی توجہ والتفات کی محتاج تھیں کہ کب لب کشا ہوں اور لفظوں کے پھول برسنے لگے، یہ صرف امام موصوف کی خدمت میں قصیدہ خوانی نہیں بلکہ اصل حقیقت کی ترجمانی ہے۔ ۱۱ سو کتابوں، رسالوں پر مشتمل سرمایہ علم وفن کیا اس بات پر واضح ثبوت نہیں کہ اعلیٰ حضرت کی اردو دانی کا نہ کل جواب تھا اور نہ ہی آج ان کا کوئی جواب ہے۔ نظم ونثر دونوں میدانوں میں وہ اپنی مثال آپ تھے۔ حدائق بخشش اور ترجمۂ قرآن کنز الایمان کا مطالعہ کر لیجیے امام احمد رضا کی نظم نگاری اور نثر نگاری کا آپ کو بہ خوبی اندازا ہو جائے گا۔ لفظوں کا انتخاب، جملوں کی ساخت اور محاوروں کا برمحل استعمال ان کی نثر نگاری کا بین ثبوت ہے۔ ان کی

زبان کی خوب صورتی کا یہ عالم تھا کہ ان کی زبان کوثر وتسنیم میں دُھلی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔ اس اعتبار سے دیکھیے تو ہم یہ کہنے میں حق بہ جانب ہیں کہ قرآن کریم کا اردو میں ترجمہ کرنے کا صرف انھیں کا حق تھا۔ طبع آزمائی کوئی بھی کرے اس پر پابندی عائد نہیں کی جاسکتی ہے مگر اس میدان میں کھرا وہی اترتا ہے جو اس میں اترنے کا مستحق ہوا کرتا ہے۔

امام احمد رضا بریلوی کی شخصیت میں یہ نمایاں خصوصیت پائی جاتی ہے کہ انھوں نے ترجمۂ قرآن میں جو لفظ اور جو جملہ استعمال کیا، ادب و احترام کے ساتھ کیا۔ ان کے الفاظ میں نہ تو کرخت آوازیں شامل ہیں اور نہ ہی مکروہ اصوات کا شائبہ ہی گزرتا ہے، کیوں کہ انھوں نے ترجمہ کا کام نہ تو نام ونمود کے لیے اور نہ ہی شہرت کے جذبہ سے مغلوب ہوکر بلکہ انھوں نے خدا کے پیغامات اور قرآنی تعلیمات کے خوب صورت پیرائے میں لوگوں تک پہنچانے کی کوشش کی اور عشق وایمان کا پہرا بٹھا کر یہ کام انجام دیا۔ اسی لیے ان کے ترجمہ سے نہ تو شان الٰہی پر کوئی فرق پڑا اور نہ ہی شان رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں کسی قسم کی سوے ادبی ہوئی، حالاں کہ دوسرے مترجمین کا دامن اس قسم کے منفی جذبات سے عاری نہیں۔ ان مترجمین میں صرف امام احمد رضا بریلوی ہی ایسے مترجم ہیں جن کا قلم وتحریر ہر اعتبار سے محفوظ ہے۔ اسی لیے میرا دعویٰ ہے کہ صرف امام احمد رضا ہی قرآن کا صحیح اور اچھا ترجمہ کر سکتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ نے صرف انھیں کا اس کے لیے انتخاب فرمایا تھا۔

یہ کس قدر حیرت کا مقام ہے:

قرآن مقدس کا اردو میں ترجمہ کرنا کس قدر دشوار اور مشکل کام ہے اس بات کا اندازا خود بھی آپ کو ہو گیا ہوگا۔ مگر اس مشکل ترین کام کو انجام دینے کے لیے، امام احمد رضا نے جو وقت قیلولہ اور سونے سے قبل کا وقت نکالا۔ اس پر زبردست حیرت ہو رہی ہے اور میں نہیں سمجھ پا رہا ہوں کہ آخر ایسا کیوں کیا گیا۔ جہاں اس کے لیے احادیث اور تفسیروں، لغتوں کا مطالعہ ضروری ہے مگر امام موصوف نے اس مطالعہ کی پرواہ کیے بغیر حضرت علامہ صدر الشریعہ کو ترجمہ لکھانا شروع کر دیا۔ شعور ودانش کی ساری سرحدیں یہیں پر ختم ہو جاتی ہیں کہ ایسا کیوں کر ہوسکتا ہے۔ یہ سمجھ میں آنے والی بات نہیں، مگر ایسا ہی ہوا ہے اس لیے اسے جھٹلایا بھی نہیں جاسکتا ہے۔ اس مقام پر میں صرف دو باتیں پیش کر رہا ہوں جن کے مطالعہ سے حیرت واستعجاب کا یہ طلسم ٹوٹ سکتا ہے۔

اول: یہ کہ اعلیٰ حضرت کے ذہن وفکر اور شعور وادراک میں وہ تمام علوم وفنون جو معدات کی حیثیت رکھتے ہیں جمع تھے اور من کل الوجوہ متحضر بھی اور جب ذہن وفکر میں کلی استحضار ہوتا ہے تو اس شے کے وجود میں کیا دیر لگتی ہے، جس کے لیے یہ استحضار ذہنی ہوتا ہے بالکل بعینہ یہ صورت ترجمۂ قرآن کی تھی اسی لیے امام احمد رضا فاضل بریلوی نے اس مختصر سی مدت میں اتنا اہم اور مشکل کام کو انجام دے دیا اور طبع نازک پر ذرا بھی گرانی محسوس نہیں کی، یہ ترجمہ قطرہ قطرہ مل کر ایک سمندر کی شکل میں نمودار ہوا جس کا نام ''کنز الایمان'' رکھا گیا۔

دوم: اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ایک اَن دیکھی قوت تھی جو امام احمد رضا سے یہ ترجمہ کرا رہی تھی۔ یہ فضل ربی ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا کر دیتا ہے اور بے حساب دیتا ہے۔ اس اعتبار سے دیکھیے تو کنز الایمان کرشمۂ قدرت ہے، عطیۂ ربانی ہے اور کیوں نہ ہو کہ خود امام احمد رضا کی ذات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ایک معجزہ ہے تو پھر کنز الایمان پر اس کے انطباق میں کیا قباحت ہوسکتی ہے۔ یہ وہ باتیں ہیں جو سمجھ میں آنے والی ہیں اور حیرت و استعجاب کی کیفیت کا ازالہ کرنے والی ہیں۔

کنز الایمان اور اس کا افادی پہلو:

''کنز الایمان'' واقعی کنز الایمان ہے جو ذہن وفکر میں عشق وایمان کی تازگی لاتا ہے اور دلوں میں لطافت ونزاکت اور روحوں میں بالیدگی لاتا ہے، اسے پڑھیے قرآنی ہدایات کے جلوے آپ محسوس کریں گے اور تاریک قلب وجگر میں انوار وتجلیات بکھر جائیں گے۔ سلاست وروانی، سادگی، لفظوں کی شگفتگی اور پرکشش جملوں کا تنوع، محاوروں کے برمحل استعمال سے جو رنگا رنگی فضا تیار ہوتی ہے۔ کنز الایمان میں یہی فضا اور خوش گوار ماحول دیکھنے کو ملتا ہے۔ شروع سے آخر تک کنز الایمان میں کچھ اسی قسم کی کیفیت کا احساس ہوتا ہے۔ ارباب ذوق جس کا اندازا لگا سکتے ہیں۔

حضرت علامہ بدرالدین علیہ الرحمہ کنز الایمان کی انفرادی خصوصیات کا ذکر کرتے ہوئے جو تحریر کرتے ہیں ان کا ذکر اس مقام پر مناسب تصور کرتے ہیں، موصوف لکھتے ہیں:

(۱) دورِ حاضر میں اردو کے شائع شدہ ترجموں میں صرف ایک ترجمہ کنز الایمان ہے جو قرآن کا صحیح ترجمان ہے۔

(۲) جو تفاسیر معتبر قدیمہ کے مطابق ہے۔

(۳) جو اہل تفویض کے مسلک کا عکاس ہے۔

(۴) اصحاب تاویل کے مذہب سالم کا مؤید ہے۔

(۵) زبان کی روانی اور سلاست میں بے مثل ہے۔

(۶) عوامی لغات اور بازاری بولی سے یکسر پاک ہے۔

(۷) قرآن کریم کے اصل منشا ومراد کو بتاتا ہے۔

(۸) آیات ربانی کے اندازِ خطاب کو بتاتا ہے۔

(۹) قرآن کے مخصوص محاوروں کی نشان دہی کرتا ہے۔

(۱۰) قادر مطلق کی ردائے عزت وجلال میں نقص وعیب کا دھبا لگانے والوں کے لیے شمشیر براں ہے۔

(۱۱) حضرات انبیا کی عظمت وحرمت کا محافظ ونگہبان ہے۔

(۱۲) علما ومشائخ کے لیے حقائق وصداقت کا امنڈتا ہوا سمندر ہے۔

(سوانح اعلیٰ حضرت، ص ۳۶۶)

یہ کل دوازدہ خصوصیات ہیں جو کنز الایمان میں پائی جاتی ہیں۔ یہ کل خصوصیات نہیں بلکہ ان میں تو اَن گنت اور بے پناہ انفرادی امتیازات ہیں، اس کی ہر ایک خصوصیت پر سیر حاصل بحث کی جاسکتی ہے کہ عملی اور نظری دونوں اعتبار سے اس پر گفتگو کرنے کی گنجائش ہے۔ ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ ان امتیازات کا انکشاف ہر ایک پر نہیں ہوتا، جن کا جس قدر دامن علم وفکر وسیع ہوتا ہے اتنا ہی وہ اس سے استفادا کر سکتے ہیں اور اگر کوئی عام قاری ہے جو ان

خصوصیات کا اندازا نہیں لگا سکتا ہے تو میں ان کے تعلق سے کہہ سکتا ہوں کہ کم از کم انھیں کنز الایمان کے مطالعہ سے ہدایت وارشاد اور عشق وایمان کی طراوت ضرور محسوس ہوگی اور پھر وہ بھی اس بات کے اعتراف میں لیت ولعل سے کام نہ لیں گے کہ کنز الایمان واقعی طور پر ایمان کا خزانہ اور علم وعرفان کا چشمۂ سیال ہے جو ۱۳۳۰ھ میں منصۂ شہود پر آیا، جو اس وقت سے اب تک شائع ہوتا رہا ہے اور اَن گنت ہاتھوں میں پہنچ کر قبولیت کی منزل کو چھوتا ہوا دکھائی پڑ رہا ہے۔ جس طرف دیکھیے کنز الایمان کی دھوم ہے۔ جس قدر مضامین، مقالے اس کے تعلق سے شائع ہو چکے ہیں شاید ہی کسی اردو ترجمہ کے لیے لکھے گئے ہوں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس کے تمام پہلوؤں پر گفتگو کی جائے اور کنز الایمان میں پائے جانے والے تمام تفردات کا علیٰ وجہ الکمال ذکر کیا جائے۔

چلتے چلتے مضمون کے اختتام پر کچھ باتیں اور بھی عرض کیے دیتا ہوں جن سے مضمون میں خوب صورتی اور کشش آ سکتی ہے۔ بات کنز الایمان کی تھی اور اب بھی ہے کہ اہل علم وادب اور صاحب بصیرت نے امام احمد رضا کے ترجمۂ قرآن کو ہاتھوں ہاتھ لیا، آنکھوں سے لگایا اور اسے دلوں میں جگہ دی کیوں کہ اس میں کچھ خوبیاں ہی ایسی ہیں کہ نہ چاہتے ہوئے بھی قلب ودماغ کا جھکاؤ اسی کی طرف دکھائی پڑتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں جو الفاظ، جملے اور عبارتیں لائی گئی ہیں ان میں عشق ومحبت، صدق وصفا اور قلبی کیفیات سموئی ہوئی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ان میں فکر ونظر، شعور وادراک کے عکوس وآثار بھی ہیں جو لفظ جس موقع پر استعمال ہوا ہے اس میں سب سے بڑا ہاتھ صرف اور صرف طبعی تناسب کا ہے کہ اس طبعی مناسبت سے نہ تو اس لفظ کو جدا کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی اس میں کسی لفظ کا اضافہ۔ وہ نگینہ کی مانند ہے کہ جب تک وہ لفظ اس مقام پر ہے اس کی خوب صورتی میں کوئی کمی نہیں، اس کو الگ کرتے ہی یا اس میں تسہیل کے طور پر کوئی اضافہ بھی طبعی مناسبت میں نقص پیدا کر سکتا ہے۔ مثال کے طور پر سورۃ فاتحہ میں اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کے ترجمہ کو ہی لے لیجیے کہ اوروں نے اس کا ترجمہ کیا...... ''ہمیں سیدھی راہ دکھا'' مگر میرے اعلیٰ حضرت نے ترجمہ فرمایا...... ''ہمیں سیدھا راستہ چلا'' فرض کر لیجیے کہ ''چلا'' کو ترجمہ کی صف سے ہٹا لیا جائے تو بتایئے اس کی جگہ کون سا لفظ لایا جا سکتا ہے؟ ''دکھا'' تو لا نہیں سکتے کیوں کہ یہ تبدیلی خود امام احمد رضا نے کر دی۔ اس کے لیے کوئی ایسا لفظ لایئے جو چلا کے مقام پر فٹ ہو جائے۔ ذخیرۂ الفاظ کو کھنگال لیجیے، لفظوں کی ورق گردانی کر لیجیے۔ علاقائی بولیوں کو بھی ٹٹول لیجیے۔ میں پورے طور پر یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اس مقام پر لفظ ''چلا'' سے زیادہ موزوں کوئی اور لفظ نہیں ہو سکتا۔ کنز الایمان کی اسی خصوصیت کے سبب یہ کہا جا سکتا ہے کہ امام احمد رضا نے جو لکھ دیا وہی مناسب اور انسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم اس میں کسی رد وبدل کے قائل نہیں اور نہ ہی اس کا کوئی جواز وامکان ہے۔ اسی لیے کنز الایمان اردو ادب کا ایک عظیم شاہ کار ہے کہ اردو نثر میں اس سے بڑا اور کوئی شاہ کار اب تک دیکھنے کو نہیں ملا۔ میری اس تحریر کو مبالغہ آرائی اور بے جا مدح وستائش پر محمول نہ کیا جائے کہ یہ حقیقت ہے۔ اس میں کذب ودروغ یا لاف وگزاف کی کوئی گنجائش نہیں۔ دل سے دعائیں نکلتی ہیں کہ کنز الایمان سلامت رہے۔ اس کی لطافتوں رعنائیوں کو سلام اور اس کی خوب صورت ترتیب وتدوین کو ہزاروں سلام۔ یہ وہ خورشید تاباں ہے کہ ہزار پابندیوں کے باوجود ان کی تابانیاں مدھم نہیں ہو سکتی۔
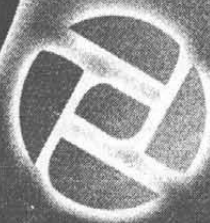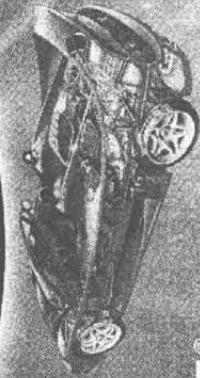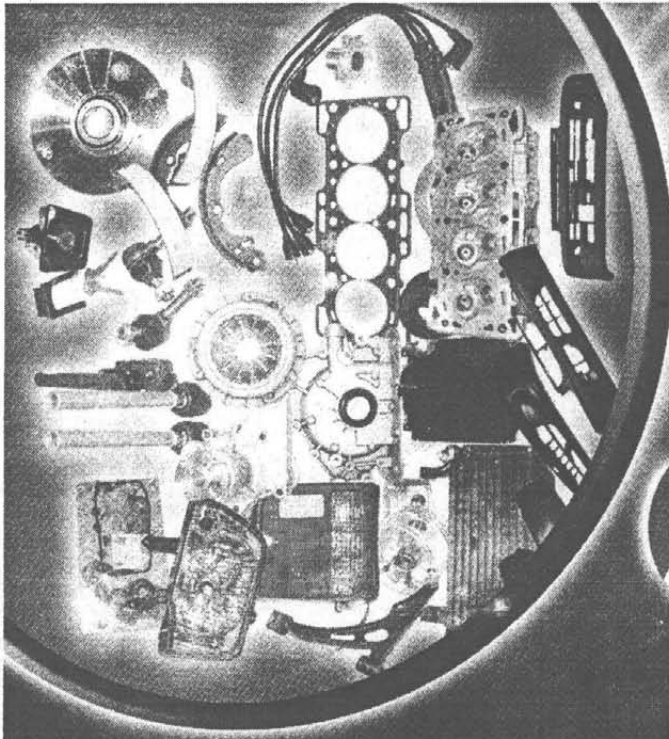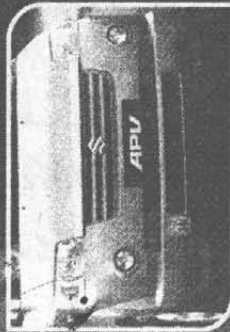
☆......☆......☆

کنزالایمان کو عام کرنے کی ضرورت

مولانا ابوواصف محمد آصف عطاری مدنی ☆

قرآنِ مجید فرقانِ حمید اللہ ربُّ العزت کا ایسا عظیم الشان کلام ہے جس کا ایک حرف پڑھنے پر 10 نیکیوں کے ثواب کا وعدۂ جلیلہ ہے۔ قرآنِ پاک کا نزول عربی زبان میں ہوا لہٰذا دیارِ عرب کے باشندوں کو اس کا پیغام سمجھنے کے لئے کسی مترجم کی حاجت نہ تھی۔ لیکن جب اسلام کا پیغام عرب کی سرحدوں کو عبور کرتا ہوا دُنیا بھر میں عام ہونا شروع ہوا تو عربی زبان سے ناواقف قوموں کو اسے سمجھنے کے لئے مادری زبان کا سہارا لینا پڑا، چنانچہ فارسی زبان سے تراجم قرآن کا سلسلہ شروع ہوا جو تادمِ تحریر اُردُو، انگلش، فرانسیسی، بنگلہ، سندھی، گجراتی، پشتو، پنجابی سمیت 100 سے زائد زبانوں تک پھیل چکا ہے۔ کئی زبانیں تو ایسی ہیں کہ ایک سے زائد تراجم موجود ہیں، اُردو ہی کو لیجئے تو اب تک متعدد تراجم منصۂ شہود پر آچکے ہیں۔ ان تراجم میں جو فضل وکمال چودھویں صدی ہجری کے مجدّدِ دین وملت، امامِ اہلسنّت، پروانۂ شمعِ رسالت مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کے ترجمۂ قران موسوم بہ ''کنزالایمان'' کو حاصل ہے، اسی کا حصہ ہے۔ ترجمہ کرنا اتنا آسان نہیں جتنا سمجھا جاتا ہے کیونکہ ترجمہ اصل کتاب کا گویا وجودِ ثانی ہوتا ہے۔ پھر کتاب اللہ کا ترجمہ کرنا تو اور بھی مشکل ہے۔

ترجمۂ قرآن کو معتبر قرار دینے کے لئے عموماً اِن اُمور کو پیشِ نظر رکھا جاتا ہے:

(۱) مترجم کی وجاہت علمی (۲) اندازِ بیان کی شستگی

(۳) حقِ ترجمانی کی ادائیگی (۴) شریعت کی پاسداری۔

الحمدللہ عزوجل کنزالایمان میں یہ سب باتیں بدرجۂ اتم موجود ہیں۔ صاحبِ کنزالایمان اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن عقائد، کلام، تفسیر، حدیث، اصولِ حدیث، فقہ، اصول فقہ، تصوف، سلوک، ادب، لغت، تاریخ، مناظرہ، تکسیر، توقیت، ہیئت جیسے 55 سے زائد علُوم پر عبُور رکھنے والے ماہر عالم ومفتی اور فقیہ تھے کہ درجنوں نقلی اور عقلی علوم وفنون پر آپ کی سینکڑوں تصانیف موجود ہیں، آپ کی تصانیف مبارکہ میں آپ کی علمی طبیعت، فقہی مہارت اور تحقیقی بصیرت کے جلوے دکھائی دیتے ہیں، بالخصوص آپ کے فتاوٰی کا مجموعہ ''فتاوٰی رضویہ'' تو بحرِ فقہ میں غوطہ لگانے والوں کے لئے آکسیجن کا کام دیتا ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ترجمۂ کنزالایمان میں قرآن پاک کے مطالب ومعانی کو اردو زبان میں منتقل کرنے کے لئے اُن الفاظ ومحاورات کا خصوصیت کے ساتھ استعمال کیا جو آپ کے دور میں رائج تھے۔ ترجمے کا مقصد، مُرادِ متکلم کو واضح کرنا ہے نہ کہ محض ایک زبان کے جملے کو دوسری زبان میں بدل دینا، کنزالایمان اس حُسنِ معنوی سے بخوبی آراستہ ہے۔ اپنے تو ایک طرف رہے غیروں نے بھی اعتراف کیا ہے کہ اوّل تا آخر ترجمۂ کنزالایمان میں ایک بھی لفظ خلافِ شریعت نہیں بلکہ اس بات کا خاص خیال رکھا گیا ہے کہ جب آیت میں اللہ رب العزت کا ذکر آیا تو ترجمہ کرتے وقت اس کی عظمت وکبریائی پیشِ نظر رہی، اور جب انبیاء علیہم السلام کا ذکر آیا تو مقامِ رسالت کے شایانِ شان الفاظ لکھے گئے۔

☆ رکن مجلس المدینۃ العلمیۃ عالمی مدنی مرکز فیضان مدینہ پرانی سبزی منڈی باب المدینہ کراچی

ترجمۂ کنزالایمان کب اور کیسے؟

کنزالایمان سے پہلے تقریباً 3 اردو تراجم موجود تھے، ان میں سے ایک لفظی ترجمہ تھا جس سے عوام کا مستفید ہونا دُشوار ترین تھا، دوسرا اگرچہ بامحاورہ تھا لیکن زبان و بیان کی قدامت کے باعث عوام کی ذہنی سطح سے قدرے بلند تھا علاوہ ازیں ایک بدمذہب گروہ نے ان ترجموں میں اپنے عقائد کے مطابق کہیں تصرف بھی کردیا تھا جس کی وجہ سے اصل تراجم مفقود تھے، تیسرا ترجمہ ایک مُلحِد کا تھا جس میں اس نے اپنے نیچری خیالات کو بھی داخل کردیا تھا، اس ترجمے کو پڑھنا ایمان کے لئے زہر قاتل تھا۔ چنانچہ صحیح اور اَغلاط سے مُبَرّا احادیثِ نَبَوِیّہ واقوالِ ائمہ کے مطابق ایک ترجمہ کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت علَیْہِ رَحمۃُ ربِّ الْعِزَّت کے مُرید و خلیفہ صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ القوی نے غالباً ۱۳۳۰ھ میں ترجمۂ قرآن پاک کے لئے اعلیٰ حضرت علَیْہِ رَحمۃُ ربِّ الْعِزَّت کی بارگاہِ عظمت میں درخواست پیش کی تو ارشاد فرمایا: ''یہ تو بہت ضروری ہے مگر چھپنے کی کیا صورت ہوگی؟ اس کی طباعت کا کون اہتمام کرے گا؟ باؤضو کاپیوں کو لکھنا، باؤضو کاپیوں اور حُروفوں کی تصحیح کرنا اور تصحیح بھی ایسی ہو کہ اعراب نُقطے یا علامتوں کی بھی غلطی نہ رہ جائے پھر یہ سب چیزیں ہوجانے کے بعد سب سے بڑی مشکل تو یہ ہے کہ پریس مین ہمہ وقت باؤضو رہے، بغیر وُضو نہ پتھر کو چھوئے اور نہ کاٹے، پتھر کاٹنے میں بھی احتیاط کی جائے اور چھپنے میں جو جوڑیاں نکلی ہیں انکو بھی بہت احتیاط سے رکھا جائے۔ آپ نے عرض کی: ''اِن شاءَ اللہ جو باتیں ضروری ہیں ان کو پوری کرنے کی کوشش کی جائے گی، بالفرض مان لیا جائے کہ ہم سے ایسا نہ ہوسکا تو جب ایک چیز موجود ہے تو ہوسکتا ہے آئندہ کوئی شخص اس کے طبع کرنے کا انتظام کرے اور مخلوقِ خدا کو فائدہ پہنچانے میں کوشش کرے اور اگر اس وقت یہ کام نہ ہوسکا تو آئندہ اس کے نہ ہونے کا ہم کو بڑا افسوس ہوگا۔'' آپ کے اس معروض کے بعد ترجمہ کا کام شروع کردیا گیا۔ ترجمہ کا طریقہ یہ تھا کہ اعلیٰ حضرت علَیْہِ رَحمۃُ ربِّ الْعِزَّت زبانی طور پر آیات کریمہ کا ترجمہ بولتے جاتے اور صدر الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کو لکھتے رہتے لیکن یہ ترجمہ اس طرح پر نہیں تھا کہ آپ پہلے کتب تفسیر ولغت کو ملاحظہ فرماتے بعدہٗ آیت کے معنی کو سوچتے پھر ترجمہ بیان کرتے بلکہ آپ قرآن مجید کا فی البدیہہ برجستہ ترجمہ زبانی طور پر اس طرح بولتے جاتے جیسے کوئی پختہ یادداشت کا حافظ اپنی قوت حافظہ پر بغیر زور ڈالے قرآن شریف روانی سے پڑھتا جاتا ہے۔ پھر جب حضرت صدر الشریعہ اور دیگر علمائے حاضرین اعلیٰ حضرت کے ترجمے کا کتب تفاسیر سے تقابل کرتے تو یہ دیکھ کر حیران رہ جاتے کہ اعلیٰ حضرت علَیْہِ رَحمۃُ ربِّ الْعِزَّت کا یہ برجستہ فی البدیہہ ترجمہ تفاسیر معتبرہ کے بالکل مطابق ہے۔ الغرض اسی قلیل وقت میں یہ ترجمہ کا کام ہوتا رہا۔ بحمد اللہ تعالیٰ صدر الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مَساعیٔ جمیلہ سے خاطر خواہ کامیابی ہوئی اور ایک سال سے بھی کم مدت میں ''ترجمۂ کنزالایمان'' مکمل ہوگیا۔ یوں آج مسلمانوں کی کثیر تعداد مُجدِّدِ اعظم، امام اہلسنّت علَیْہِ رَحمۃُ ربِّ الْعِزَّت کے لکھے ہوئے قرآنِ پاک کے صحیح ترجمہ ''ترجمۂ کنزالایمان'' سے مُستفید ہوکر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (یعنی صدر الشریعہ) کی ممنونِ احسان ہے اور اِن شاءَ اللہ عَزَّ وَجَلَّ یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔

آج کی دُنیا:

آج دُنیا میں ذرائع ابلاغ ایسے تیز رفتار ہوچکے ہیں کہ ساری دُنیا ایک گھرانے کی مثل ہوگئی ہے، دُنیا کے کسی گوشے میں کوئی واقعہ ہو، دُور دراز کے رہنے والے بھی اسی وقت اس سے آگاہ ہوجاتے ہیں جیسے ایک گھر کے دو کمروں کا معاملہ ہو۔ صبح کے وقت پیدا ہونے والا فتنہ شام تک پل کر ایسا جوان ہوچکا ہوتا ہے کہ اس کا مقابلہ دُشوار ہوجاتا ہے۔ ایسے حالات کہ جب اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اسلام دشمن لوگ مسلمانوں کو ان کا دین سکھانے کے نام پر ایمان کی دولت لوٹنے اور کردار کی عظمت کو داغدار کرنے کی مذموم سعی میں مصروف ہیں، قرآن فہمی کے نام پر مسلمانوں کو قرآنی تعلیمات سے بہت دُور لے جارہے ہیں، باطل کو مٹانے کے لئے حق کا اجالا پھیلانے کی جتنی ضرورت آج ہے شاید پہلے کبھی نہ تھی۔ اس لئے جس سے جو بن پڑے احقاقِ حق کے لئے کوششیں کرے۔ آج کی دُنیا دلائل کی دُنیا ہے اس لئے ترجمۂ کنزالایمان کے امتیازی اوصاف کا چرچا کیا جائے تاکہ لوگوں کے دل و دماغ میں ترجمۂ

کنزالایمان کی اہمیت راسخ ہوجائے۔اہمیت کو عام کرنے کے ساتھ کنزالایمان کے نسخوں کو بھی عام کیا جائے،جن زبانوں میں کنزالایمان کا ترجمہ ہوچکا ہے ان کی بھی تشہیر ہونی چاہئے۔

کنزالایمان کو عام کرنے کے ذرائع:

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کے ترجمۂ قرآن کنزالایمان کو عوام الناس تک پہنچانے اوران میں مقبولِ عام بنانے کے لئے درج ذیل ذرائع استعمال کئے جاسکتے ہیں:

(1) بیان کے ذریعے (2) تحریر کے ذریعے (3) انفرادی کوشش کے ذریعے
(4) مساجد میں رکھ کر (5) ویب سائٹس کے ذریعے (6) تحفۃً دے کر
(7) جہیز میں دے کر (8) اسکولز وکالجز اور جامعات (یونیوسٹیز) میں عام کرکے (9) فتاویٰ کے ذریعے
(10) جیل خانہ جات میں عام کرکے (11) ٹی وی چینل کے ذریعے (12) مکاتب میں فروخت کرکے۔

﴿1﴾ بیان کے ذریعے:

مبلغین یا واعظین جب بھی بیان کریں تو دورانِ بیان پڑھی جانے والی آیات کا ترجمہ کنزالایمان سے پیش کریں اور یہ وضاحت بھی کردیں کہ سیدی اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کنزالایمان میں اس آیت کا ترجمہ کچھ یوں کرتے ہیں یا صرف اتنا کہہ دے کہ ''ترجمۂ کنزالایمان''۔اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ سننے والوں کو اس کا تعارف ہوجائے گا۔اگر دورانِ بیان مختصر الفاظ میں کنزالایمان خرید کر پڑھنے کی ترغیب دلادی جائے تو کچھ نہ کچھ اسلامی بھائی اسے خرید ہی لیں گے یوں کنزالایمان کو عام کرنے میں مدد ملے گی۔

الحمدللہ عزوجل امیر اہلسنّت، بانئ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی مدظلہ العالی کا برسہابرس سے معمول ہے کہ اپنے بیانات میں آیاتِ قرآنیہ کا ترجمہ بالالتزام کنزالایمان ہی سے پیش کرتے ہیں اور سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکرِ خیر اس انداز میں کرتے ہیں کہ سُننے والے کے دل کی گہرائیوں میں اُتر جائے اور ترجمہ ومترجم کی اہمیت وعظمت اس پر روشن ہوجائے، ترجمہ بیان کرنے کا انداز یہ ہوتا ہے مثلاً اللہ تبارک وتعالیٰ پارہ نمبر۲۵ سورۃ الشوریٰ آیت نمبر۳۰ میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ۝﴾ میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اہلسنّت، ولیِ نعمت، عظیم البرکت، عظیم المرتبت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مُجَدِّدِ دین ومِلّت، حامیِ سنّت، ماحِیِ بدعت، عالمِ شریعت، پیرِ طریقت، باعثِ خیروبرکت، حضرت علامہ مولانا الحاج الحافظ القاری الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن اپنے شُہرۂ آفاق ترجمۂ قرآن ''کنزالایمان'' میں اس کا ترجمہ کچھ یوں کرتے ہیں: ''اور تمہیں جو مصیبت پہنچی وہ اس کے سبب سے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمایا، اور بہُت کچھ تو مُعاف فرمادیتا ہے۔'' (پارہ ۲۵ الشوریٰ آیت ۳۰)

علاوہ ازیں آپ اپنے بیانات میں وقتاً فوقتاً لوگوں کو کنزالایمان خریدنے کی بھی یوں ترغیب دلاتے رہتے ہیں کہ ''آپ ترجمۂ قرآن لیں اور ضرور لیں مگر جب بھی لیں صرف کنزالایمان لیں کہ یہ ایک عاشقِ رسول اور ولیِ کامل کا ترجمہ ہے جس میں دربارِ الٰہی اور بارگاہِ رسالت عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت وتقدس کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔'' الحمدللہ دعوتِ اسلامی کے مبلغین بھی آپ دامت برکاتہم العالیہ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اسی طرح کنزالایمان کا ڈنکا بجانے میں سرگرم ہیں۔

﴿2﴾ تحریر کے ذریعے:

کتاب، رسالہ، ماہنامہ، مقالہ یا کوئی مضمون لکھتے وقت تحریر کی جانے والی آیات کا ترجمہ، کنزالایمان سے لکھنے کا التزام کرلیا جائے تو اس قلمی کاوش کو

پڑھنے والا ہر شخص ترجمۂ کنز الایمان سے متعارف ہو جائے گا لیکن اس میں یہ بات پیش نظر رہے کہ ترجمہ کی ابتداء میں یا اس آیت کا حوالہ دیتے وقت ترجمۂ کنز الایمان لکھ دیا جائے تاکہ پڑھنے والا آسانی سے سمجھ جائے کہ اس آیت کا ترجمہ کنز الایمان سے لیا گیا ہے نیز کنز الایمان کی اہمیت اور افادیت کو مزید اجاگر کرنے کے لئے باقاعدہ مضامین کی اشاعت بھی بہت کارآمد ہے۔ قبلہ امیر اہلسنّت بانیٔ دعوتِ اسلامی دامت برکاتہم العالیہ کی کنز الایمان سے محبت صد مرحبا! تحریر میں بھی آپ کا دستور ہے کہ آیاتِ قرآنیہ کا ترجمہ التزاماً کنز الایمان ہی سے پیش کرتے ہیں اور اسے واضح بھی کر دیتے ہیں۔ اسی طرح سُنّی علماء پر مشتمل دعوتِ اسلامی کے علمی، تحقیقی اور اشاعتی شعبہ ''المدینۃ العلمیۃ'' کی تمام کتب میں بھی آیات کا ترجمۂ کنز الایمان سے مع تصریحِ نام پیش کیا جاتا ہے۔ عنقریب ترجمۂ کنز الایمان و تفسیر خزائن العرفان کی تسہیل و تخریج کے کام کا آغاز ہونے والا ہے۔ (الحمد للہ اس شعبہ کے تحت چھ شعبہ جات ہیں جن کی طرف سے 136 کتب طباعت کے مراحل سے گزر کر مقبول عام کا درجہ پا چکی ہیں جن میں جد الممتار علی رد المحتار اور بہار شریعت کی تخریج سر فہرست ہے اور 22 کتب عنقریب منظر عام پر آجائیں گی۔ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ عزّوجلّ)

﴿3﴾ انفرادی کوشش کے ذریعے:

اپنے ساتھ تعلق رکھنے والے اسلامی بھائیوں چاہے یہ تعلق رشتہ داری کے حوالے سے ہو یا تجارت کے حوالے سے، دوست ہوں یا صرف شناسائی ہو انہیں قرآن پاک کا ترجمہ کنز الایمان پڑھنے کی اہمیت بتا کر ترغیب دی جائے اس طرح کنز الایمان کا تعارف انتہائی مؤثر انداز میں ہو گا۔

﴿4﴾ مساجد میں رکھ کر:

اہلسنّت کی تمام مساجد میں ترجمۂ کنز الایمان بھی ہو اس طرح نمازی اسلامی بھائی بھی کنز الایمان پڑھنے کی سعادتوں سے مشرف ہوتے رہیں گے۔ الحمد للہ عزوجل دعوتِ اسلامی کے مَدَنی ماحول میں ہر ذیلی حلقے میں ''المدینہ لائبریری'' کے قیام کا ہدف ہے، اس لائبریری کی مجوزہ کتب میں سر فہرست کنز الایمان ہے۔ کثیر علاقوں میں ان کا قیام بھی عمل میں آچکا ہے۔ ذیلی حلقہ دعوت اسلامی کی اصطلاح ہے عموماً سنی مسجد کو کہا جاتا ہے جہاں مسجد نہ ہو وہاں کسی مکان یا دوکان کرایہ پر لے کر یا مالک کی اجازت سے مدنی کام کی ترکیب بنائی جاتی ہے صرف پاکستان میں 50 ہزار ذیلی حلقے بنانے کی کوشش ہے اکثر بن چکے ہیں۔ ہر ذیلی حلقے میں روزانہ نمازِ فجر کے بعد اجتماعی طور پر تین آیات کی تلاوت مع ترجمۂ کنز الایمان و تفسیر خزائن العرفان ہوتی ہے۔

﴿5﴾ ویب سائٹ کے ذریعے:

جدید ٹیکنالوجی کے اس دور میں انٹرنیٹ نے دنیا کو گلوبل ولیج بنا دیا ہے۔ اس کے ذریعے ہم اپنا پیغام انتہائی کم وقت میں دنیا کے کونے کونے تک پہنچا سکتے ہیں۔ کنز الایمان کی تشہیر کے لئے انٹرنیٹ کا استعمال بھی بہت مفید ہے۔ اس پر کچھ ایسی ویب سائٹس بنائی جائیں جن پر مکمل قرآن پاک کنز الایمان کے ترجمے کے ساتھ رکھا جائے یا ایسی ویب سائٹس کا لنک دے دیا جائے کہ جن پر ترجمۂ کنز الایمان موجود ہے نیز ای میل کے ذریعے اپنے ساتھ وابستہ اسلامی بھائیوں کو کنز الایمان بھیجنا بھی اس کی اشاعت میں معاون ہو گا۔ الحمد للہ سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیض سے اِس معاملے میں بھی دعوتِ اسلامی نے اچھی پیش رفت کی ہے۔ دنیا بھر میں ''فیضِ رضا'' اور ''فیضانِ کنز الایمان'' کی دھومیں مچانے کے مقدس جذبے کے پیشِ نظر دعوتِ اسلامی نے اپنی ویب سائٹ www.dawateislami.net پر کنز الایمان شریف اور خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل علامہ سید نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ الهادی کا تفسیری حاشیہ ''خزائن العرفان'' یونی کوڈ میں پیش کیا ہے۔

﴿6﴾ تحفہ دے کر:

جب بھی کسی اسلامی بھائی کو خوشی کے موقع پر یا ویسے ہی تحفہ دینے کی ترکیب ہو تو اس میں تنہا یا دیگر تحائف کے ساتھ ترجمۂ قرآن کنز الایمان بھی تحفہ

میں دے دیا جائے اس طرح آپ کے نامۂ اعمال میں نیکیوں کا خزانہ آنے کے ساتھ ساتھ کنزالایمان کا تعارف بھی ہو جائے گا۔

﴿7﴾ جہیز میں دے کر:

ہمارے ہاں عموماً جہیز میں بیٹی کو قرآن پاک بھی دیا جاتا ہے، اگر کنزالایمان کے ترجمے والا قرآن پاک دیا جائے تو اس کی برکتیں بیٹی کے سسرال والوں کو بھی ملیں گی۔ الحمدللہ اسلامی بہنوں میں دعوت اسلامی کے سلسلے میں مدنی کام کے سلسلے میں دنیا بھر میں مدنی حلقے، ہفتہ وار اجتماعات اور متعدد جامعات المدینہ للبنات اور مدارس المدینہ للبنات قائم ہیں۔ ان کو منظم کرنے کے لیے اسلامی بہنوں کی مجلس مشاورت بھی ہے۔ جون 2008ء کی کارکردگی کے مطابق پاکستان میں تقریباً 3000 اجتماعات ہوتے ہیں اور شرکاء کی تعداد 136245 ہے جن میں ترجمۂ قرآن کنزالایمان کا مطالعہ کرنے اور جہیز میں دینے کی ترغیب دلائی جاتی ہے۔

﴿8﴾ اسکولز وکالجز اور جامعات میں عام کرکے:

با اثر شخصیات کو چاہئے کہ اسکولز وکالجز اور جامعات (یونیوسٹیز) کی لائبریریوں میں کنزالایمان رکھوانے کی ترکیب کریں۔ اسکولز وکالجز میں دعوت اسلامی کا مدنی کام کرنے والی ''مجلس شعبہ تعلیم'' ہے جو کہ پاکستان بھر میں قائم کالجز اور یونیورسٹیز کے طلبہ ولیکچررز کو دعوت اسلامی کے بارہ مدنی کاموں سے متعارف کراتی ہے جس میں رات کو مدرسہ بالغان کا انعقاد بھی ہے جس کے ذریعے قرآن پاک صحیح قرآت کے ساتھ سکھایا جاتا ہے اور ترجمہ کنزالایمان کو کالج و یونیورسٹیز میں ہونے والے مختلف تقریبات میں متعارف کروایا جاتا ہے اور تحفۃً میں بھی پیش کیا جاتا ہے اس کے علاوہ پاکستان بھر میں درس نظامی کے لئے 112 سے زائد قائم جامعات المدینہ میں ہزاروں طلبہ وطالبات کو بالعموم اور درجہ ثانیہ والوں کو بالخصوص ترجمۂ کنزالایمان پڑھنے کی ترغیب دی جاتی ہے۔

﴿9﴾ فتاوٰی کے ذریعے:

مسلمانوں کی کثیر تعداد دینی مسائل میں شرعی رہنمائی کے لیے دارالافتاء سے رجوع کرتی ہے اور کثیر علمائے اہلسنّت اپنے مراکز سے فتاوٰی جاری فرماتے ہیں۔ اگر ہمارے مفتیانِ کرام اِن فتاوٰی میں قرآنی آیات کو پیش کرتے ہوئے انہیں ترجمۂ کنزالایمان سے مزّین کردیں تو اس سے بھی کنزالایمان کے عام ہونے کو ترویج ملے گی۔ الحمدللہ دعوتِ اسلامی کے تحت پاکستان کے کئی شہروں میں دارالافتاء بنام دارالافتاء اہلسنّت قائم ہیں جن میں جاری ہونے والے فتاوٰی میں قرآنی آیات کے تحت ترجمۂ کنزالایمان بھی دیا جاتا ہے، اس کے علاوہ تخصص فی الفقہ (مفتی کورس) کرنے والے علماء کے نصابی مطالعہ میں ترجمۂ کنزالایمان مع تفسیر خزائن العرفان کو بھی شامل کیا گیا ہے۔

﴿10﴾ جیل خانوں میں عام کرکے:

معاشرے میں پائے جانے والے مختلف طبقات میں ایک طبقہ جیلوں میں بند قیدیوں کا بھی ہے اور یہ بات کسی سے مخفی نہیں کہ جیلوں میں ایسے لوگوں کی کثرت ہوتی ہے جو عموماً قرآن وسنت کی تعلیم سے بے بہرہ ہوتے ہیں اسی وجہ سے نفس وشیطان کے بہکاوے میں آکر قتل وغارت، فائرنگ، دہشت گردی، توڑ پھوڑ، چوری، ڈکیتی، زنا کاری، منشیات فروشی، جوا اور نہ جانے کیسے کیسے جرائم میں مبتلا ہو کر بالآخر جیلوں میں مقید ہوتے ہیں اور ان کی تعلیم وتربیت کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے، الحمدللہ دعوت اسلامی کی ''مجلس فیضان قرآن'' کی کوشش ہے کہ ان قیدیوں میں اچھے اخلاقیات ونظریات فروغ پائیں۔ اس سلسلے میں بہت کم مدت میں اس مجلس نے پاکستان بھر کی 57 جیلوں میں مدنی حلقوں کو قائم کیا ہے یہ مجلس مختلف جیلوں میں بیرکوں اور مساجد کا قیام بھی عمل میں لا رہی ہے۔ ان مساجد اور بیرکوں میں مدرسۃ المدینہ بالغان اور مختلف کورسز مثلاً قاعدہ کورس، شریعت کورس، مدرس کورس وغیرہ ہیں جس میں تجوید کے ساتھ قرآن پاک پڑھانے کے ساتھ ساتھ ترجمۂ کنزالایمان کے حلقے لگائے جاتے ہیں جبکہ 47 جیلوں کے اندر ''المدینہ لائبریری'' کا قیام جن میں ترجمۂ قرآن بھی رکھا گیا ہے۔

﴿11﴾ ٹی وی چینل کے ذریعے:

میڈیا پر آنے والے علمائے کرام کو چاہئے کہ موقع کی مناسبت سے کنزالایمان کا تعارف کرواتے رہیں۔الحمدللہ دعوتِ اسلامی کے مَدَنی چینل پر فیضانِ کنزالایمان کے نام سے ایک سلسلہ بھی پیش کیا جارہا ہے۔

﴿12﴾ مکاتب میں فروخت کرکے:

الحمدللہ اس وقت اہلسنّت کے کثیر مکاتب ہیں جو کہ مختلف ناموں سے مارکیٹ میں متنوع موضوعات پر کتب شائع کرتے رہتے ہیں اور اپنی کتب کا دوسرے مکاتب کی کتب سے تبادلہ کرتے ہیں اگر کنزالایمان کو بھی اسی طرح تمام مکاتب میں رکھا جائے اور اپنی کتب کے ساتھ دیگر مکاتب میں روانہ کیا جائے تو اس سے بھی ترجمۂ کنزالایمان عام ہوگا۔الحمدللہ اس وقت دعوت اسلامی کے پاکستان میں 300 سے زائد مکاتب و بستے (اسٹال) ہیں جن کے ذریعے کنزالایمان کے لاکھوں نسخے فروخت ہو چکے ہیں جبکہ بیرونِ ملک میں مکاتب المدینہ کی تعداد اور کنزالایمان کی فروخت اس کے علاوہ ہے۔ دعوت اسلامی کے ملک اور بیرونِ ملک ہزاروں ہفتہ وار اور کئی سالانہ اجتماعات ہوتے ہیں جن میں کنزالایمان کو فروخت کرنے کی بھرپور کوشش کی جاتی ہے، دعوت اسلامی کا بین الاقوامی اجتماع مدینۃ الاولیاء ملتان میں ہوتا ہے اس میں امسال کنزالایمان کے سینکڑوں نسخے فروخت ہوئے۔آج کل کتب میلوں کا بھی رواج ہے، ایسے مقامات پر مکتبۃ المدینہ کا بستہ (اسٹال) لگا کر کنزالایمان اور علماء اہلسنّت کی کتب فروخت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

دعوتِ اسلامی کی کاوشیں:

الحمدللہ ''کنزالایمان'' کو عام کرنے کے سلسلے میں ''دعوتِ اسلامی'' نے مذکورہ بالا ذرائع کے علاوہ اور بھی کئی اقدامات کیے ہیں۔اِسی مقدس سلسلے کی ایک سنہری کڑی روزانہ کم از کم تین آیات کی تلاوت مع ترجمہ کنزالایمان وتفسیر خزائن العرفان پڑھنے والا ''مدنی انعام'' ہے۔تفصیل اِس اِجمال کی یہ ہے کہ عاشقِ اعلیٰ حضرت قبلہ امیر اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ نے لوگوں کو نیکیوں کا خُوگر بنانے اور گناہوں سے ان کا پیچھا چھڑانے کے لیے ''مدنی انعامات'' کے نام سے سوالاً جواباً ایک نظام الاوقات ترتیب دیا ہے جو کثیر مسلمانوں میں رائج ہے۔ان میں سے بعض سوالات کا تعلق روزانہ کے معمولات سے، بعض کا ہفتے سے، بعض کا ماہانہ سے اور بعض کا سالانہ سے ہے۔ اسلامی بھائیوں کے لئے72، اسلامی بہنوں کے لئے 63، طلبہ وطالبات کے 92 اور بچوں کے 40 مدنی انعامات ہیں۔ان میں مطالعہ کے لئے سرکار اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزۃ کی تصنیفِ لطیف ''تمہید ایمان''، علماے حرمین طیبین کے فتاویٰ کا مجموعہ ''حُسام الحرمین''، خلیفۂ اعلیٰ حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ القوی کی ''بہارِ شریعت'' کے مخصوص ابواب اور امام غزالی علیہ رحمۃ الوالی کی ''منہاج العابدین'' کے منتخب ابواب شامل ہیں۔کسی مستند سُنی عالمِ دین کی اسلامی کتاب کے بارہ (۱۲) منٹ مطالعے کے علاوہ کنزالایمان سے کم از کم تین آیات (مع ترجمہ وتفسیر) کی تلاوت کا تعلق روزانہ کے مدنی انعامات سے ہے۔

اپنی اور ساری دنیا کی اصلاح کی کوشش کے مدنی مقصد کے لئے مدنی قافلے 3 دن، 8 دن، 12 دن، 30 دن اور 12 ماہ کے لئے ایک قریہ سے دوسرے قریہ، ایک شہر سے دوسرے شہر اور ایک ملک سے دوسرے ملک سفر کرتے رہتے ہیں ان کے جدول (نظام الاوقات) میں روزانہ نمازِ فجر کے بعد اجتماعی طور پر تین آیات کی تلاوت مع ترجمۂ کنزالایمان وتفسیر خزائن العرفان ہوتی ہے۔اللہ تعالیٰ یہ مساعی قبول فرمائے۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

ضروری اعلان (جد الممتار کے مفقود ابواب)

الحمد للہ عزوجل امامِ اہلِ سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کی فقہ کی مشہور ترین کتاب "جد الممتار علی ردّ المحتار" اب تک چار جلدوں میں تبلیغ قرآن وسنت کی عالمگیر تحریک دعوت اسلامی کے سنی علماء پر مشتمل شعبہ المدینۃ العلمیہ سے شائع ہو کر علماء کرام اور اہل علم حضرات سے دادِ تحسین وصول کر چکی ہیں اور اب پانچویں اور چھٹی جلد پر کام جاری ہے اس دوران کچھ ابواب (کتاب القضاء، شھادات، وکالۃ، دعوی، اقرار، صلح، مضاربۃ، ایداع، عاریۃ، ھبۃ) ہمارے پاس موجود جلدوں اور رجسٹروں میں نہیں ہیں جن کے لیے پاک وہند وعرب کے کچھ علمائے کرام سے رابطہ کیا گیا لیکن مدعا حاصل نہ ہوسکا، اب تمام علمائے کرام، اہل علم حضرات، محققین اور اسکالرز سے عرض ہے کہ اگر کسی کے پاس یہ ابواب یا اس کے متعلق کچھ بھی معلومات ہو تو برائے کرم ہمیں ان نمبروں (03457760640/03452922278) پر فون کر کے یا پھر اس (ilmia@dawateislami.net) پر mail کر کے یا نیچے درج پوسٹل ایڈرس پر مکتوب کے ذریعے مطلع فرمائیں تا کہ ہم پانچویں اور چھٹی جلد بھی تزک واحتشام کے ساتھ لانے کے متحمل ہوسکیں۔

یاد رہے کہ یہ دو جلدیں ان ابواب کی وجہ سے تعطل کا شکار ہیں لہٰذا آپ احباب اس اہم کام میں معاونت فرما کر سعادت دارین حاصل کریں۔

والسلام مع الاکرام

(مولانا) ابو ماجد محمد شاہد العطاری المدنی غفرلہ الغنی

رُکن مرکزی مجلس شوریٰ ونگران رابطہ بالعلماء والمشائخ (دعوتِ اسلامی)

عالمی مدنی مرکز فیضان مدینہ پرانی سبزی منڈی باب المدینہ کراچی 0312-9226125

ختم قادریہ شریف
حصول ثواب کی خاطر اور اپنی کسی پریشانی یا اپنے کسی عزیز کی مشکل سے
نجات کیلئے یا کسی نیک مقصد میں کامیابی کی نیت کے ساتھ شرکت فرمائیں
مرد حضرات کیلئے
ہر اتوار
بعد نماز عصر تا مغرب
بمقام
جامع مسجد بہار شریعت
بہادر آباد کراچی
ختم قادریہ شریف کی محفل
خواتین کیلئے
ہر ہفتہ دوپہر 2:45
سے 5:00 تک
بمقام
حمزیہ غوثیہ (شہزادہ) لان
جیل چورنگی کراچی
سینکڑوں قرآن پاک اور کروڑوں درود و سلام کا نذرانہ
محفل برائے غیبی امداد
ہر انگریزی ماہ کے پہلے بدھ
عورتوں کیلئے پردے کا انتظام ہے
بمقام قادریہ شہزادہ لان حمزیہ جیل چورنگی کراچی

مبارک ...... مبارک ...... مبارک ...... مبارک

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کے جنرل سیکریٹری پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری (چیئرمین شعبہ پیٹرولیم ٹیکنالوجی، جامعہ کراچی) کے صاحبزادے انجینئر محمد موسیٰ رضا قادری (B.E Industrial Manufacturing) عقدِ مسنونہ اصباح خاں [B.A (Hons.) Psychology] بنت نصرت اقبال خاں کے ساتھ بروز جمعہ ۲۶ر دسمبر ۲۰۰۸ء/ ۲۸ر ذی الحجہ ۱۴۲۹ھ کو کراچی میں منعقد ہوا جبکہ ولیمہ بروز اتوار ۲۸ر دسمبر ۲۰۰۸ء/ ۳۰ر ذی الحجہ ۱۴۲۹ھ کو جامعہ کراچی کے اسٹاف کلب میں منعقد کیا گیا تھا۔ دونوں تقریبات میں ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے ایک ایک گھنٹے کی روحانی مجلس سجائی تھی۔ تقریبِ نکاح میں اول تلاوتِ قرآن اس کے بعد حمد و نعت اور منقبت خوبصورت انداز میں پیش کی گئیں اور نکاحِ مسنونہ ڈاکٹر صاحب نے خود پڑھایا جب کہ صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری صاحب نے آخر میں دعائے خیر فرمائی۔ اسی طرح تقریبِ ولیمہ میں تلاوتِ قرآن اور حمد و نعت کے نذرانے کے بعد صاحبزادہ وجاہت رسول قادری صاحب نے اپنا لکھا ہوا سہرا بھی پیش کیا جو وہ نکاح کی تقریب میں پیش نہ کر سکے تھے اور آخر میں مولانا جمیل احمد نعیمی صاحب نے دعائے خیر فرمائی اور پھر تمام خواتین و حضرات کو سنت کے مطابق دعوتِ طعام پیش کیا گیا۔ اس تقریب میں رشتہ داروں کے علاوہ جامعہ کراچی کے متعدد پروفیسر حضرت کے ساتھ شہر کے جید علمائے کرام اور ممتاز شخصیات نے شرکت فرمائی۔ قارئین کی دلچسپی کے لیے صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری کا لکھا ہوا سہرا یہاں نقل کیا جا رہا ہے۔

سعیدِ معلیٰ ہیں سہرے کے پھول
محبت کا ذریعہ ہیں سہرے کے پھول

حمیدؔ، مجیدؔ، وظیفۂ نور
شہادت کا کلمہ ہیں سہرے کے پھول

نبی سے محبت کا مظہر ہیں پھول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
اطاعت کا ذریعہ ہیں سہرے کے پھول

شہِ شاہجہاں ہیں رسولِ انام (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
انہی کا یہ صدقہ ہیں سہرے کے پھول

شفیقؔ و وحیدؔ و صمد جس کی ذات
اسی کے عطایا ہیں سہرے کے پھول

لبِ جوئے کوثر کھلے ہیں یہ شاد
درودوں کا گجرا ہیں سہرے کے پھول

مریدِ رشیدِ رضائے بتول
محبت کا تحفہ ہیں سہرے کے پھول

ہیں عمران و مریم کی نسبت کا نور
حقیقت کا جملہ ہیں سہرے کے پھول

جو شمشاد قد ہیں اور عالی ظروف
اسی قد کو زیبا ہیں سہرے کے پھول

اِرم سے اتارے گئے ہیں یہ پھول
تقدس کا حُلّہ ہیں سہرے کے پھول

عروسی تقدس ہے مریم کا ہاتھ
رضا کا عمامہ ہیں سہرے کے پھول

حنا کی ہے رنگت سے اِصباح عروس
چمن روشنی کا ہیں سہرے کے پھول

وہ اِصباح چہرہ کہ نصرت ظہور
فتح کا اشارہ ہیں سہرے کے پھول

وجاہت اٹھو اب، پڑھو تم درود
شفاعت کا کلمہ ہیں سہرے کے پھول

سلام علیکم مشفع المقبول
سلام علیکم ینبوع النعیم
سلام علیکم امام الرسل
سلام علیکم رؤف الرحیم

.... xxx ....

Pamco Logistic Services

A COMPANY WITH TOTAL LOGISTICS SOLUTIONS

(Providing One Window Operation)

Pamco being a well diversified multimodal company offers under its umbrella a wide rang of **Logistics**, **Transportation** and **Warehousing** services as follows;

- **AIR FREIGHT IMPORTS & EXPORTS**
- **OCEAN FREIGHT IMPORT & EXPORTS**
- **CONSOLIDATIN & DECONSOLIDATION**
- **CUSTOM BROKERAGE**
- **INLAND TRANSPORTATION**
- **PROJECT LOGISTICS**
- **CHARTERING**
- **INSURANCE**
- **AFGHAN TRANSIT TRADE.**
- **WAREHOUSING AND DISTRIBUTION .**

Pamco will be recognized as the most progressive efficient International Transportation Company. It will be our commitment to fulfill the demands and needs of International trade and transportation in a highly competitive and cost effective environment.

We have a skillful team with wide and clear global perspective, working with groups of international transportation companies with integrated chain of offices worldwide.

245/2/F, Block 6, P.E.C.H.S, Shahrah-e-Faisal, Karachi, Pakistan
UAN : (0092-21) 111-547-687,
Direct : (0092-21) 4324459 - 60 Fax : (0092-21) 4312496, 4549986,
Email : Pamco@kgroup.com.pk, Web : www.kgroup.com.pk